علم الفقہ

جلد ۲

مصنفہ مولنا مولوی عبد الشکور صاحب

فقہ کے مسائل کی اس سے بہتر کتاب
آجتک اردو میں نہیں لکھی گئی

شعبان سنہ ۱۳۴۳ ہجری

مطبع کرزن پریس میں طبع ہوئی

قیمت دو روپیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الصَّلٰوۃَ مِعْرَاجَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَصَیَّرَهَا عِمَادَ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِمَامِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

چونکہ ہم اِس کتاب کی پہلی جلد مین طہارت (جو نماز کی شرطون مین ایک اعلیٰ درجے کی شرط ہے) کے مسائل لکھ چکے ہین اِس لئے اب ہم نماز کا بیان شروع کرتے ہین خداے تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اِس کو حسب دلخواہ انجام کو پہونچائے اور تمام اہل اسلام کو اِس سے منتفع فرمائے آمین ـ

نماز ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہین حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت تک تمام رسولون کی امت پر نماز فرض تھی ہان اُس کی کیفیت اور تعینات مین البتہ تغیر ہوتا رہا ـ

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت پر ابتدائی رسالت مین دو وقت کی نماز فرض تھی ایک قبل آفتاب نکلنے کے اور ایک قبل آفتاب ڈوبنے کے ـ

ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو اِن پانچ وقتون مین نماز فرض کیگئی فجر ظہر عصر مغرب عشاء اِن پانچون وقتون کی نماز صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے اگلی امتون مین کسی پر صرف فجر کی نماز فرض تھی کسی پر ظہر کی کسی پر عصر کی ـ

نماز کی تاکید اور اُس کی فضیلت

نماز اسلام کا رکن اعظم ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اسلام کا دارومدار اسی پر ہے تب بھی بالکل مبالغہ نہیں۔ ہر مسلمان عاقل بالغ پر ہر روز پانچ وقت فرض عین ہے امیر ہو یا فقیر صحیح ہو یا مریض مسافر ہو یا مقیم یہانتک کہ دشمن کے مقابلے میں جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہو اس وقت بھی اسکا چھوڑنا جائز نہیں عورت کو جب وہ دردزہ میں مبتلا ہو جو ایک سخت مصیبت کا وقت ہے نماز کا چھوڑنا جائز نہیں بلکہ اسکی ادا میں دیر کرنی بھی اجازت نہیں یہانتک کہ اگر بچہ کا کوئی جز نصف سے کم اسکے خاص حصہ سے باہر آگیا ہو خون نکلا ہو یا نہیں اسوقت بھی اسکو نماز پڑھنے کا حکم ہے اور نماز پڑھنے میں توقف کرنا جائز نہیں جو شخص اسکی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

نماز کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید اور احادیث کے مبارک صفحات مالا مال ہیں کسی اور عبادت کی اس قدر سخت تاکید شریعت میں نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ نماز چھوڑنیوالے کو کافر فرماتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم جیسے جلیل الشان فقیہ صحابی کا بھی یہی قول ہے امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے امام شافعی بھی اس کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اسکے کفر کے قایل نہیں مگر اُن کے نزدیک بھی نماز چھوڑنے والے کے لئے ایک سخت تعزیر ہے۔

تمام وہ حدیثیں جن سے نماز کی تاکید اور فضیلت نکلتی ہے اگر ایک جگہ جمع کیجائیں تو قطعی طور پر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نماز کا ترک کرنے والا خدا و رسول کے نزدیک سخت گنہگار اور سرکش اور نافرمان ہے اور نماز کا ترک کرنا تمام گناہوں میں ایک بڑے درجے کا گناہ ہے۔ اپنے مالک و آقا کی رضا جوئی یوں ہی ہر بندے پر واجب و فرض ہوا کرتی ہے اور جو بندہ اسکا خیال نہیں کرتا وہ اس مالک کے تمام بندوں میں ایک برا بندہ سمجھا جاتا ہے اور مالک کے نزدیک نہایت ذلیل اور خوار رہتا ہے نہ یہ کہ بعد اس قدر سخت تاکیدوں کے بھی اگر خیال نہ کرے تو خیال کیجئے کہ بات کہانتک پہنچتی ہے۔

تمام وہ حدیثیں یا آثار جن کی اگر ایک جگہ جمع کیجائیں تو اسکے لئے ایک طولانی دفتر بھی کفایت نہ کریگا لہذا چند آیات قرآن مجید کی اور چند صحیح احادیث اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے چند اقوال

اس جگہہ بیان کئے جاتے ہیں۔
(۱) اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا بے شک ایمانداروں پر نماز فرض ہو وقت وقت سے۔
(۲) قولہ تعالیٰ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی پابندی کرو نمازوں کی خصوصًا درمیانی نماز (عصر) کی۔
(۳) اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ بے شک نیکیاں برائیوں کو معاف کرا دیتی ہین نیکیوں سے مراد اس آیت مین نماز ہے جیسا کہ صحیحین کی حدیث سے جو آگے بیان ہوگی یہ مراد صاف طور پر واضح ہو۔
(۴) اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ بے شک نماز برے اور خراب کاموں سے انسان کو بچاتی ہے اور بے شک اللہ کے ذکر کا بڑا رتبہ ہے اور بڑا اثر ہے۔
(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنا پانچ چیزون پر ہے توحید اور رسالت کا اقرار نماز پڑھنا زکوۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا بشرط قدرت حج کرنا (بخاری مسلم)
(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اور کفر کے درمیان مین نماز حد فاصل ہو (مسلم)
خیال کرو کہ جب یہ حد فاصل نہ رہے تو کیا نتیجہ نکلتا ہو۔
(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا (مشکوۃ)
جو لوگ تارک نماز کو کافر نہین کہتے اُن کے نزدیک اس حدیث مین کافر ہو جانے کا یہہ مطلب ہے کہ قریب کفر کے ہو گیا اور محاورے مین ایسا استعمال ہوتا رہتا ہے مثلًا اگر کوئی شخص کسی جنگل مین بے یار و مددگار ہو جائے اور اس کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ رہے تو اسکو کہتے ہین کہ مر گیا یعنی اب موت اسکی قریب ہے۔
(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا رہے گا قیامت مین اُسکے ساتھ ایک نور ہوگا اور وہ نماز اسکے لئے باعث نجات ہوگی اور جو شخص نماز سے غفلت کریگا وہ قیامت مین قارون فرعون ہامان اُبَی ابن خلف جیسے دشمنانِ خدا کے ہمراہ ہوگا۔ (مسند امام احمد دارمی بیہقی)
(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ خدا تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے جو شخص

اِن کو اچھی طرح وضو کرکے پابندی اوقات سے پڑھتا رہیگا اور اِن کے ارکان وآداب کی رعایت کریگا اُس کے لئے اللہ جل شانہٗ کا وعدہ ہی کہ بخشدیگا اور جو شخص ایسا نکریگا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کچھہ وعدہ نہین چاہے بخشدے اور چاہے عذاب کرے (مسند امام احمد موطا امام مالک ابو داود)

(۱۰) حضرت ابوالدرداء نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی فرماتے ہین کہ مجھے میرے ثانی دوست (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اے ابوالدرداء نماز نہ چھوڑنا اس لئے کہ نماز چھوڑنے والے سے اسلام کا ذمہ بری ہی۔ (ابن ماجہ) گویا وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائیگا۔

(۱۱) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام عبادتون مین کون عبادت زیادہ پسند ہی ارشاد ہوا کہ نماز (بخاری مسلم)

(۱۲) ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم جاڑون کے زمانے مین جب پت جھاڑ ہو رہا تھا باہر تشریف لائے اور ایک درخت کی دو شاخین پکڑ کر ہلائین اُس سے بکثرت پتے گرنے لگے پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوذر جب کوئی مسلمان خلوص دل سے نماز پڑھتا ہی تو اُسکے گناہ بھی اسی طرح جھڑ جاتے ہین جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہین (مسند امام احمد)

(۱۳) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ بتلاؤ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اُس نہر مین نہاتا ہو پھر بھی اُس کے بدن پر کچھہ میل باقی رہجائیگا صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اُس کے بدن پر کچھہ بھی میل نرہے گا ارشاد ہوا کہ یہی کیفیت نماز کی ہی جس طرح نہانے سے بدن کی کثافت دور ہو جاتی ہی اسی طرح نماز پڑھنے سے روح (سے گناہ) کی کثافت دور ہو جاتی ہی (بخاری مسلم)۔

(۱۴) ایک مرتبہ ایک شخص نے نہایت رنج و ندامت کی حالت مین جو اُن کو ایک عورت کے ساتھہ سوا جماع کے اور باقی ناجائز امور کے ارتکاب سے طاری تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھسے ایک خطا صادر ہو گئی ہی جو کچھہ میرے لئے سزا تجویز فرمائے حاضر ہون حضرت نے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم سے کیا گناہ ہوا ہی اتنے مین نماز کا وقت آگیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے تشریف لیگئے وہ شخص بھی نماز مین آپ کے ساتھہ تھے بعد نماز کے پھر اونھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے لئے کیا حکم ہوتا ہی ارشاد ہوا کہ نماز پڑھنے سے تمھارا گناہ معاف ہو گیا

ایک روایت مین ہی کہ اسی وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ اور اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ حکم خاص میرے لئے ہی یا آپ کی تمام امت کے لئے ارشاد ہوا کہ سب کے لئے (بخاری مسلم)

(۱۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک جتنے صغیرہ گناہ ہوتے ہین سب معاف ہو جاتے ہین (مشکوۃ المصابیح)

(۱۶) عبداللہ بن شقیق ایک جلیل القدر تابعی فرماتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سوا نماز کے اور کسی عبادت کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے (ترمذی)

(۱۷) حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو ان کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا لوگون نے پوچھا کہ اے امیر المومنین یہ کیا آپ کی حالت ہے ارشاد فرمایا کہ اب اس امانت[۱] کے ادا کرنے کا وقت آگیا جسے اللہ تعالیٰ آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پیش فرمایا تھا اور وہ سب اس امانت کے لینے سے ڈر گئے اور انکار کر دیا (احیاء العلوم)

(۱۸) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جس وقت نماز کے واسطے وضو فرماتے اُن کا رنگ زرد ہو جاتا ایک مرتبہ اُن کے گھر والون نے اُن سے پوچھا کہ وضو کے وقت آپ کی یہ کیا حالت ہو جاتی ہی فرمایا کہ تم نہین جانتے کہ مین کس کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہون (احیاء العلوم)

مقدمہ

ہم اس مین چند اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کرتے ہین

(۱) **زوال** آفتاب کا ڈھل جانا جسے ہمارے عرف مین دوپہر ڈھلنا کہتے ہین۔

(۲) **سایہ اصلی**۔ وہ سایہ جو زوال کے وقت باقی رہتا ہی۔ یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہی کسی مین بڑا ہوتا ہے کسی مین چھوٹا کہین بالکل نہین ہوتا جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین۔

زوال اور سایہ اصلی پہچاننے کی سہل تدبیر یہ ہی کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین پر گاڑ دین اور

---

[۱] یہ اشارہ ہی اس آیت کی طرف اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی ہم نے پیش کی امانت آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پس انکار کر دیا ان سب نے اور ڈر گئے وہ اس امانت سے اور لے لیا اُس امانت کو انسان نے ۱۲۔

جہان تک اس کا سایہ پہنچے اُس مقام پر ایک نشان بنادین پھر دیکھین کہ وہ سایہ اُس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہوگیا اور اگر یکسان رہے نہ پیچھے ہٹے نہ آگے بڑھے تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہی اسکو **استوا** کہتے ہین (بحر الرائق) ۔

(۳) **ایک مثل**-سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اُس کے برابر ہوجائے ۔

(۴) **دو مثل**-سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اُس سے دوگنا ہوجائے ۔

(۵) **تثویب**- وہ اعلام جس سے پہلے کوئی اعلام ہوچکا ہو اور اسکی غرض اور اس اعلام کی غرض ایک ہو مثلاً پہلے اعلام سے لوگونکو نماز کے لئے بُلانا مقصود ہو تو اس اعلام سے بھی وہی مقصود ہو۔

(۶) **اقامت**-جسکو ہمارے عرف مین تکبیر کہتے ہین حاضرین کو جماعت قایم ہونیکی اطلاع کے لئے کہی جاتی ہو۔

(۷) **عورت**-جسم کا وہ حصہ جسکا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے مرد کے لئے خواہ آزاد ہو یا غلام ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہی گھٹنا عورت مین داخل ہی اور آزاد عورتون کے سوا منہ اور ہاتھ اور دونون قدم کے کل جسم عورت ہی اور لونڈی کے لئے پیٹ اور پیٹھ سے گھٹنون کے نیچے تک سینہ اور پشت کا وہ حصہ جو سینے کے مقابل ہو عورت نہین- مخنث اگر کسی کا غلام ہو تو اسکا حکم مثل لونڈی کے ہی اور اگر آزاد ہو تو مثل آزاد عورتون کے ۔

(۸) **عورت غلیظ**-خاص حصہ اور مشترک حصہ اور انثیین اور اُن کے قریب قریب کا جسم ۔

(۹) **عورت خفیف**-خاص حصہ اور مشترک حصہ اور ان کے متصل جسم کے سوا باقی وہ اعضا جن کے چھپانے کا حکم ہو۔

(۱۰) **مدرک**- وہ شخص جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اسکو **مقتدی** اور **موتم** بھی کہتے ہین ۔

(۱۱) **مسبوق**-وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہوجانیکے بعد جماعت مین آکر شریک ہوا ہو

(۱۲) **لاحق**- وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز مین شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونیکے اسکی سب رکعتین یا کچھ رکعتین جاتی رہین خواہ اس وجہ سے کہ وہ سوگیا ہو یا اسکو کوئی حدث ہوجائے

اصغر یا اکبر (مراقی الفلاح - درمختار)

(۱۳) **مقیم** - وہ شخص جو اپنے وطن میں ہو خواہ [illegible] ہو یا وطن اقامت یا ایسے مقام پر ہو جو اُس کے وطن سے تین دن کی مسافت سے کم فاصلہ پر ہو۔

(۱۴) **مسافر** - وہ شخص جو اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت سے ایسے مقام کا ارادہ کرکے نکلے جو وطن سے تین دن کی مسافت پر ہو جب وہ اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے اُسپر مسافر کا اطلاق شروع ہو جائیگا۔ تین دن کے مسافت متوسط چال سے ہونا چاہئے نہ بہت تیز اور نہ بہت سست جسکا اندازہ تیس کوس انگریزی میل کے حساب سے کیا جاتا ہے اس لئے کہ انسان متوسط چال سے ہر روز دس کوس چلتا ہے۔

(۱۵) **وطن** - رہنے کی جگہ وطن کی دو قسمیں ہیں وطن اصلی وطن اقامت۔

(۱۶) **وطن اصلی** - وہ مقام جہاں ہمیشہ رہنے کے قصد سے انسان بود و باش کرے پھر اگر اتفاقاً اُس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام میں اسی قصد سے سکونت اختیار کرے تو یہ دوسرا مقام وطن اصلی ہو جائیگا اور پہلا مقام وطن اصلی نہ رہیگا۔

(۱۷) **وطن اقامت** - وہ مقام جہاں انسان پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کے قصد سے قیام کرے خواہ رہنے کا اتفاق پندرہ دن سے کم ہو یا زیادہ۔

(۱۸) **عمل کثیر**عــہ - وہ فعل جسکو نماز پڑھنے والا بہت سمجھے خواہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے یا ایک ہاتھ سے اور خواہ دیکھنے والا اُس فعل کے کرنے والے کو نماز میں سمجھے یا نہیں۔

(۱۹) **عمل قلیل** - وہ فعل جسکو نماز پڑھنے والا بہت نہ سمجھے۔

(۲۰) **ادا** - وہ نماز جو اپنے وقت میں پڑھی جائے۔

(۲۱) **قضا** - وہ نماز جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائے مثلاً ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے۔

عــہ عمل کثیر کی ہمارے فقہانے مختلف تعریفیں کی ہیں بعض نے یہ لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جسکے کرنے میں دونوں ہاتھوں کی ضرورت پڑے جیسے عمامہ کا باندھنا اور بعض نے لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جسکے کرنیوالے کو دیکھکر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ نماز میں نہیں ہے مگر صحیح اور امام صاحب کے اصول کے موافق یہی تعریف ہے جو لکھی گئی۔ (بحرالرائق)

نماز کے اوقات

چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی اُن نعمتوں کی ادائے شکر کے لیئے ہی جو ہر وقت دھر آن فائیض ہوتی رہتی ہین لہذا اس کا مقتضا یہہ تھا کہ کسی وقت انسان اس عبادت سے خالی نرہے مگر چونکہ اس مین تمام ضروری حوائج مین حرج ہوتا اس لئے تھوڑی دیر کے بعد ان پانچ وقتون مین نماز فرض کیگئی فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء۔

فجر کا وقت[۱] صبح صادق سے شروع ہوتا ہی اور طلوع آفتاب تک رہتا ہی۔ (بحر درمختار مراقی الفلاح) سب سے پہلے اخیر شب مین ایک سپیدی بیچ آسمان پر ظاہر ہوتی ہی مگر یہ سپیدی قایم نہین رہتی بلکہ اس کے بعد ہی پھر اندھیرا ہو جاتا ہی اس کو صبح کاذب کہتے ہین۔

اس کے تھوڑی دیر کے بعد ایک سپیدی آسمان کے کنارے چارون طرف ظاہر ہوتی ہی۔ اور وہ باقی رہتی ہی بلکہ وقتاً فوقتاً اُس کی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہی اُس کو صبح صادق کہتے ہین اور اسی سے صبح کا وقت شروع ہوتا ہی۔

مردون کے لئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کرین کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اُس مین چالیس پچاس آیتون کی تلاوت اچھی طرح کیجائے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہین تو اسی طرح چالیس پچاس آیتین اُس مین پڑھ سکین۔ اور عورتون کو ہمیشہ اور مردون کو حالت حج مین مزدلفہ مین فجر کی نماز اندھیرے مین پڑھنا مستحب ہی (درمختار مراقی الفلاح)

ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہی اور جب تک ہر چیز کا سایہ سوا سایۂ اصلی کے دو مثل نہ ہو جائے ظہر کا وقت[۲] رہتا ہی مگر احتیاط یہ ہی کہ ایک مثل کے اندر اندر ظہر کی نماز پڑھ لیجائے (ایضاً)

---

[۱] فجر کیوقت مین کسی کا اختلاف نہین نہ ابتدا مین نہ انتہا مین سب کے نزدیک فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہی اور آفتاب [illegible] تک رہتا ہی

[۲] ظہر کا اول وقت متفق علیہ ہی سب کے نزدیک ظہر کا وقت بعد آفتاب ڈھلنے کے شروع ہوتا ہی مگر آخر وقت مین اختلاف ہی صاحبین کے نزدیک ظہر کا اخیر وقت ایک مثل تک ہی اور امام ابو حنیفہ سے بھی ایک روایت اسی مضمون کی نقل کیجاتی ہی اور ایک روایت علامہ زیلعی [illegible] دو مثل کی ہی کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد چلا جاتا ہی اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد آتا ہی اس بناء پر ایک مثل سے دو مثل تک کسی نماز کا وقت نہین [illegible] کا مشہور مذہب جو فقہ کی کتب معتبرہ متون اور شروح مین اختیار کیا گیا ہی وہی ہی جو ہم نے لکھا مگر پھر بھی ان اختلافات سے بچنے [illegible] کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لیجائے (شامی بحر)

جمعہ کی نماز کا وقت بھی یہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کرکے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور جاڑوں کے زمانے میں جلد پڑھنا مستحب ہے (شامی بحر)

عصر کا وقت بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے عصر کا مستحب وقت اُس وقت تک رہتا ہے جب تک آفتاب میں زردی نہ آئے اور اوس کی روشنی ایسی کم ہو جائے کہ نظر اُسپر ٹھہرنے لگے اُس کے بعد مکروہ ہے اور عصر کی نماز ہر زمانے میں خواہ گرمی ہو یا جاڑا دیر کرکے پڑھنا مستحب ہے مگر نہ اسقدر دیر کہ آفتاب میں زردی آجائے اور اُس کی روشنی کم ہو جائے تا ان جس دن ابر ہو اس دن عصر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ (درمختار)

مغرب کا وقت آفتاب ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک شفق کی سفیدی آسمان کے کناروں میں قائم رہے باقی رہتا ہے (بحر طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

مغرب کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھنا مستحب ہے اور بعد ستاروں کے اچھی طرح نکل آنیکے مکروہ تحریمی ہے ہاں جس روز ابر ہو اُس دن اسقدر تاخیر کرکے نماز پڑھنا کہ جس میں وقت آجانیکا اچھی طرح یقین ہو جائے مستحب ہے مغرب کا وقت بالکل فجر کا عکس ہے فجر کے وقت پہلے سپیدی ظاہر ہوتی ہے اُس بعد سرخی اور مغرب میں پہلے سرخی ظاہر ہوتی ہے پھر سپیدی۔

ع عصر کے ابتدائے وقت میں اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک بعد ایک مثل کے عصر کا وقت آجاتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک بعد دو مثل کے اور عصر کے آخر وقت میں کسی کا اختلاف نہیں سب کے نزدیک عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے اور یہ جو بعض نے عصر کا وقت آفتاب کے زرد ہو جانے تک بیان کیا ہے ۱۲

عہ آفتاب ڈوبنے کے بعد ایک سرخی آسمان کے کناروں میں ظاہر ہوتی ہے اُس کے بعد ایک سپیدی نمودار ہوتی ہے اس سپیدی اور اُس سرخی دونوں کو شفق کہتے ہیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اور صاحبین کے نزدیک سرخ شفق تک بعض فقہائے صاحبین کے مذہب پر فتوی دیا ہے اور بعض نے امام صاحب کا مذہب بھی بیان کیا ہے مگر صحیح یہی ہے امام صاحب کے نزدیک مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اور اکابر صحابہ مثل حضرت صدیق اور حضرت عائشہ اور انس اور معاذ بن جبل اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہی منقول ہے صرف ابن عمر سے اور ایک روایت میں ابن عباس سے سرخ شفق کا قول نقل کیا گیا ہے لہذا محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کرنا چاہیے ۱۲ (فتح القدیر بحر الرائق طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شامی)

عشاء کا وقت شفق[5] کی سپیدی زائل ہوجانے کے بعد شروع ہوتا ہی اور جب تک صبح صادق نہ نکلے باقی رہتا ہی (بحر فتح القدیر)

• عشا کی نماز بعد تہائی رات گذر جانے کے اور قبل نصف شب کے مستحب ہی اور بعد نصف شب کے مکروہ ہی (شامی) جس دن ابر ہو اُس دن عشا کی نماز جلد پڑہنا مستحب ہی۔ (در مختار وغیرہ)

• وتر کا وقت بعد نماز عشاء کے ہی۔ جو شخص آخر شب مین اُٹھتا ہو اس کو مستحب ہی کہ وتر آخر شب مین پڑھے اور اگر اٹھنے مین شک ہو تو پھر عشا کی نماز کے بعد ہی پڑھ لینا چاہیئے۔ (مراقی الفلاح در مختار)

عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنیکے بعد شروع ہوتا ہی اور زوال آفتاب تک رہتا ہی۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہی کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہوجائے کہ نظر نہ ٹھہرے اس کی تعیین کے لئے فقہا نے لکھا ہی کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہوجائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑہنا مستحب ہی (مراقی الفلاح شامی)

اوقات مکروہہ اٹھارہ ہین۔

(۱) آفتاب نکلتے وقت جب تک آفتاب کی زردی نہ زائل ہوجائے اور اسقدر روشنی اُس مین نہ آجائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے اُس کا شمار نکلنے مین ہوگا اور یہ کیفیت آفتاب مین بعد ایک نیزہ بلند ہوجانے کے آتی ہی۔

(۲) ٹھیک دوپہر کے وقت جبتک آفتاب ڈھل نہ جائے۔

(۳) آفتاب مین سرخی آجانے کے بعد غروب آفتاب تک۔

(۴) نماز فجر پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے تک۔

(۵) نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔

(۶) فجر کے وقت سوا اُس کی سنت کے۔

(۷) مغرب کے وقت مغرب کی نماز سے پہلے۔

---

[5] عشا کے ابتدائی وقت مین اختلاف ہی جن لوگون نے نزدیک مغرب کا وقت سرخ شفق تک رہتا ہی اُنکے نزدیک عشا کا وقت سرخ شفق کے بعد آجاتا ہی اور امام صاحب کے نزدیک چونکہ مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہی اسلئے اُنکے نزدیک عشا کا وقت بعد سپید شفق کے آتا ہی ۱۲

(۸) جب امام خطبہ کے لئے اپنی جگہہ سے اٹھ کھڑا ہو خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا نکاح کا یا حج وغیرہ کا۔

(۹) جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو- ہان اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے ملجائیگی تو فجر کی سنتون کا پڑھ لینا مکروہ نہین۔

(۱۰) نماز عیدین کے قبل خواہ گھر مین یا عیدگاہ مین۔

(۱۱) نماز عیدین کے بعد عیدگاہ مین۔

(۱۲) عرفہ مین عصر اور ظہر کی نماز کے درمیان مین اور اون کے بعد

(۱۳) مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز کے درمیان مین اور انکے بعد۔

(۱۴) نماز کا وقت تنگ ہو جانے کے بعد سوا فرض وقت کے اور کسی نماز کا پڑھنا خواہ وہ قضائے واجب الترتیب کیون نہو۔

(۱۵) پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت۔

(۱۶) کھانا آجانے کے بعد اگر اُس کی طبیعت کھانے کو چاہتی ہو اور خیال ہو کہ اگر نماز پڑھے گا تو اُسمین جی نہ لگے گا اور یہی حکم ہے تمام اُن چیزون کا جنکو چھوڑ کر نماز پڑھنے مین جی نہ لگنے کا خوف ہو ہان اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو پھر پہلے نماز پڑھنے مین کچھہ کراہت نہین (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

(۱۷) آدھی رات کے عشا کی نماز پڑھنا۔

(۱۸) ستارون کے بکثرت نکل آنیکے بعد مغرب کی نماز پڑھنا۔

ان تمام اوقات مین نماز مکروہ ہے صرف اسقدر تفصیل ہے کہ پہلے دوسرے تیسرے پندرہوین سولھوین وقت مین سب نمازین مکروہ ہین فرض ہون یا واجب یا نفل اور سجدۂ تلاوت کا ہو یا سہو کا اور پہلے تین وقتون مین کوئی نماز شروع کیجائے تو اُسکا شروع کرنا ہی صحیح نہین اور اگر نماز پڑھتے پڑھتے انمین سے کوئی وقت آجائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے مگر ہان چھ چیزون کا شروع کرنا ان تین وقتون مین بھی صحیح ہے۔

(۱) جنازہ کی نماز بشرطیکہ جنازہ انھین تین وقتون مین سے وقت آیا ہو۔

(۲) سجدۂ تلاوت بشرطیکہ سجدہ کی آیت انھین تین وقتون سے کسیوقت پڑھی گئی ہو۔

(۳) اسی دن کی عصر (۴) نفل نماز (۵) وہ نماز جس کے ادا کرنے کی نذر انھین تین وقتون سے کسی وقت مین کی گئی ہو۔ (۶) اُس نماز کی قضا جو انھین وقتون مین شروع کرکے فاسد کردیگئی ہو۔ جنازہ کی نماز کا شروع کرنا بغیر کراہت کے صحیح بلکہ افضل ہے اور سجدۂ تلاوت کا شروع کرنا کراہت تنزیہیہ کے ساتھ صحیح ہے۔ باقی تین کا شروع کرنا کراہت تحریمیہ کے ساتھ صحیح ہے مگر اُنکا باطل کرکے اچھے وقت مین ادا کرنا واجب ہے۔

دو وقتون مین صرف فرض نمازون کا ادا کرنا مکروہ ہے۔

باقی اوقات مین صرف نوافل کا ادا کرنا مکروہ ہے فرض اور واجب کا ادا کرنا مکروہ نہین۔ دو وقت کی نمازون کا ایک ہی وقت پڑھنا جائز نہین[۵] مگر دو مقامون مین (۱) عرفہ مین عصر اور ظہر کی نماز کا ظہر کے وقت مین (۲) مزدلفہ مین مغرب اور عشا کی نماز کا عشا کے وقت مین (شامی)

نماز کے اوقات کا بیان ہوچکا اب ہم اذان کا بیان شروع کرتے ہین اس لئے کہ اذان بھی ایک عمدہ ذریعہ وقت معلوم ہونے کا ہے۔ اور اوسی کے ساتھ اقامت کا ذکر بھی کرینگے۔

اذان اور اقامت کا بیان

اذان کی ابتدا مدینہ منورہ مین سلہ ہجری سے ہوئی اس سے پہلے نماز بے اذان کے پڑھی جاتی تھی چونکہ اُس وقت تک مسلمانون کی تعداد کچھ ایسی کثیر نہ تھی اس لئے اُن کا جماعت کے لئے جمع ہوجانا بغیر کسی اطلاع کے دشوار نتھا جب مسلمانون کی تعداد یوماً فیوماً ترقی کرنے لگی اور مختلف حرفہ اور پیشہ کے لوگ جوق جوق دین الہی مین داخل ہونے لگے تو ضرورت اس امر کی پیش آئی کہ نماز کا وقت آنے اور جماعت قایم ہونے کی اطلاع اونکو دیجاے جس سے وہ اپنے

---

[۵] یہ مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفر مین اور بارش مین بھی دو نمازون کا ایک وقت مین پڑھ لینا جائز ہے اور ظاہر احادیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لہٰذا اگر کسی ضرورت سے کوئی حنفی بھی ایسا کرے تو جائز ہے مگر اُس کے ساتھ وہ امور بھی اُسکو کرنا ہونگے جو امام شافعی کے نزدیک جمع کے وقت ضروری ہین جنکا ذکر آگے ہوگا (درمختار)

اپنے قریب و بعید مقامات سے جماعت کے لئے مسجد مین آسکین لہذا یہ طریقہ اذان کا اس غرض کے پورا کرنے کے لئے مقرر کیا گیا[ع] اذان اسی امت کے ساتھ خاص ہی اگلی امتون مین نہ تھی فالحمد للہ علےٰ ذلک۔ اذان اللہ تعالیٰ کے اذکار مین ایک بہت بڑے رتبہ کا ذکر ہی اس مین توحید اور رسالت کی شہادت اعلان کے ساتھ ہوتی ہی اس سے اسلام کی شان اور شوکت ظاہر ہوتی ہے اس کی فضیلت اور اس کا ثواب احادیث مین بہت مذکور ہی کچھہ یہان بھی ذکر کیا جاتا ہی۔

(۱) اذان کی آواز جہانتک پہونچتی ہی اور جو لوگ اس کو سنتے ہین جن ہون یا انسان وہ سب قیامت کے دن اذان دینے والے کے ایمان کی گواہی دینگے (بخاری۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

ع مختصر قصہ اذان کی شروعیت کا یہ ہی کہ جب صحابہ کو اطلاع اوقات نماز اور قیام جماعت کی ضرورت معلوم ہوئی تو اونھون نے آپس مین مشورہ کیا بعضون نے یہ رائے دی کہ یہود کی طرح سنکھ بجایا جائے بعضون کی رائے ہوئی کہ آگ جلا دی جایا کرے مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہین فرمایا حضرت فاروق نے یہ رائے دی کہ نماز کے وقت اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہدیا جایا کرے اس کے بعد عبد اللہ بن زید اور حضرت فاروق رضے اللہ عنہما نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ نے یہ طریقہ اذان کا جو آگے بیان کیا جائیگا اون کو تعلیم کیا کہ اسی طریقہ سے نماز کے اوقات اور جماعت کی اطلاع مسلمانون کو کی جایا کرے بعض روایات مین ہے کہ عبد اللہ بن زید رضے اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مین جاگا نیندی مین تھا بالکل سوتا نہ تھا اور بعض مین ہے کہ فرمایا اگر مجھے بدگمانی کا خوف نہوتا تو مین کہتا کہ بالکل سوتا ہی نہ تھا اسی لحاظ سے بعض علما نے اس واقعہ کو حال اور کشف پر محمول کیا ہی جو ارباب باطن کو حالت بیداری مین ہوتا ہی۔ المختصر صبح کو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضور نبوی صلعم مین عرض کیا تب حضرت نے فرمایا کہ بیشک یہ سچ ہی اور حضرت بلال کو ارشاد ہوا کہ اسیطرح اذان دیا کرو پھر حضرت فاروق نے بھی آکر اپنے خواب کو بیان کیا بعض روایات مین ہی کہ اس سے پہلے حضرت پر وحی بھی نازل ہو چکی تھی چنانچہ عبد الرزاق نے اپنے مصنف مین اور ابو داؤد نے مراسیل مین یہ روایت لکھی ہی۔ بعض احادیث مین یہ بھی ہی کہ شب معراج مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل نے اذان کی تعلیم فرمائی تھی مگر یہ احادیث صحیح نہین اور بتقدیر صحت اسمین وہ شب معراج مقصود نہین جو مکے مین ہوئی تھی اسلیے کہ نبی کو روحانی معراج بارہا ہوئی ہی لہذا اس سے وہی رات مقصود ہوگی جس رات کو یہ خواب دیکھا گیا شیخ ابن حجر نے بھی فتح الباری مین یہی لکھا

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا اور شہدا کے بعد اذان دینے والے جنت مین داخل ہون گے۔ بعض احادیث مین یہ بھی ہو کہ موذن کا مرتبہ شہید کے برابر ہو۔

(۳) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سات برس تک برابر اذان دے اور اس سے اس کا مقصود محض ثواب ہو تو اوس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھدی جاتی ہو (ابوداؤد و ترمذی)

(۴) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگون کو معلوم ہو جاسے کہ اذان کہنے مین کس قدر ثواب ہو اور پہر اُنکو یہ منصب بغیر قرعہ ڈالے نہ ملے تو بیشک وہ اس کے لئے قرعہ ڈالین حاصل یہ کہ اس منصب کے لیے سخت کوشش کرین۔ (بخاری مسلم ترمذی۔ نسائی)

صحابہ کے زمانے مین ایسا ہوا ہو کہ اذان کے لئے لوگون مین اختلاف ہوا ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ مبارک منصب مجھے ملے یہانتک کہ نوبت قرعہ ڈالنے کی آئی (تاریخ بخاری)

(۵) قیامت کے دن موذنون کو بھی شفاعت کی اجازت دیجایگی کہ وہ اپنے اعزا احباب یا جس کے لئے چاہین خداوند عالم سے سفارش کرین۔

(۶) اذان دیتے وقت شیطان پر نہایت خوف اور ہیبت طاری ہوتی ہو اور بہت بیجواسی سے بہاگتا ہو جہانتک اذان کی آواز جاتی ہو وہانتک نہین ٹھہرتا۔ (بخاری مسلم)

(۷) قیامت کے دن موذنون کی گردنین بلند ہون گی یعنی وہ نہایت معزز اور لوگون مین ممتاز ہون گے اور قیامت کے خوف اور مصیبت سے محفوظ رہین گے۔

(۸) جس مقام پر اذان دیجاتی ہو وہان اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہو عذاب اور بلاؤن سے وہ مقام محفوظ رہتا ہو۔

(۹) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے موذنون کے لئے دعائے مغفرت فرمائی ہو۔ اور اقامت کی فضیلت اور تاکید اذان سے بہی زیادہ ہو۔ (درمختار وغیرہ)

اس مقام پر یہ سوال ہوتا ہو کہ باوجود اسقدر فضایل کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے کیون اس منصب کو اختیار نہین فرمایا اسکا جواب یہ ہو کہ چونکہ وہ حضرات اس سے بہی زیادہ مفید اور مہم کامون مین مشغول رہتے تھے اور اگر اس منصب کو اپنے ذمہ لیتے تو اُن کامون مین حرج ہوتا اس لیے وہ اس منصب کے اختیار کرنے سے مجبور رہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

کے اذان دینے کی حدیث ترمذی مین ہو اگرچہ اُس سے قطعی ثبوت نہین ہوتا۔ اصبعون کے کان مین اذان دینا تو قطعاً آپ سے ثابت ہی۔

اذان کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) اگرکسی ادا نماز کے لئے اذان دیجائے تو اُس کے لئے اُس نماز کے وقت کا ہونا اگر وقت آنے سے پہلے اذان دیجائے تو صحیح نہوگی بعد وقت آنے کے پھر اُسکا اعادہ کرنا ہو گا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا اور کسی وقت کی۔ (مراقی الفلاح درمختار وغیرہ)۔

(۲) اذان اور اقامت کا عربی زبان مین اُنھین خاص الفاظ سے ہونا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین۔ اگرکسی اور زبان مین یا عربی زبان مین کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح نہوگی اگرچہ لوگ اس کو سنکر اذان سمجھ لین اور اذان کا مقصود اُس سے حاصل ہو جائے (ایضاً)

(۳) موذن کا مرد ہونا عورت کی اذان درست نہین اگرکوئی عورت اذان دے تو اُس کا اعادہ کرنا چاہیئے اور اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لیجائیگی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔ (بحرالرایق مراقی الفلاح طحطاوی وغیرہ)

(۴) موذن کا صاحب عقل ہونا۔ اگرکوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو نہوگی (ایضاً)

اذان اور اقامت کا مسنون طریقہ

اذان کا مسنون طریقہ یہ ہی کہ اذان دینے والا دونون حدثون سے پاک ہوکر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونون کانون کے سوراخون کو کلمے کی انگلی سے بند کرکے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اسقدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے اللّٰہ اکبر چار مرتبہ پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ پھر اَشْهَدُ

ھ اللہ بہت بڑا ہی یعنے اُسکا مرتبہ بہت بلند ہی ۱۲ ھ مین گواہی دیتا ہون کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہین ہی جبتک انسان کو کسی امر کا پورا یقین نہین ہوتا اُسوقت تک اُسکی گواہی نہین دیتا اس لئے یہان اس عنوان سی پورے یقین کا اظہار مقصود ہی ۱۲

أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو مرتبہ پھر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دو مرتبہ پھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو مرتبہ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ اور حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت اپنے مُنہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھیرنے پائے اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائین طرف مُنہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان مین بعد حی علی الفلاح کے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دو مرتبہ کہے پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان مین سترہ اور اذان کے الفاظ کو گا کر نہ ادا کرے نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے اور دو مرتبہ اللہ اکبر کہکر اسقدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دیسکے اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ مین ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کرکے دوسرا لفظ کہے (شامی)

اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے اور اقامت مسجد کے اندر اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے اقامت مین الصلوٰۃ خیر من النوم نہین بلکہ بجائے اس کے سحر وقت قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ اور اقامت کہتے وقت کانون کے سوراخ کا بند کرنا بھی نہین اس لئے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لئے بند کئے جاتے ہین اور وہ یہان مقصود نہین اور اقامت مین حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہتے وقت داہنے بائین جانب مُنہ کا پھیرنا بھی نہین ہے۔

اذان و اقامت کے احکام

(۱) سوا نماز جمعہ کے اور سب فرض عین نمازون کے لئے ایکبار اذان کہنا مردون پر سنت موکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم جماعت کی نماز ہو یا تنہا ادا نماز ہو یا قضا۔ اور نماز جمعہ کیلئے

عہ مین گواہی دیتا ہون کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہین ۱۲ عہ آؤ نماز کے واسطے ۱۲ عہ آؤ ایک فائدے کے لئے یعنی نماز کے لئے جو بڑی فائدہ کی ہے ۱۲۔ عہ نماز بہتر ہے سونے سے چونکہ یہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت آدمی کو اپنے خواب شیرین کا چھوڑنا ناگوار ہوتا ہے اس لئے اوسکو اس امر کی اطلاع دیجاتی ہے کہ تمہارے اس خواب شیرین سے نماز بہتر ہے ۱۲ عہ بیشک نماز تیار ہوگئی ۱۲۔

دوبارہ اذان کہنا۔
اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ دی جائے تاکہ لوگوں کو اذان سنکر نماز قضا ہونے کا علم نہو اس لئے کہ نماز کا قضا ہوجانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہی اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہی اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں۔ اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہی اور باقی نمازوں کے لئے صرف اقامت۔ ہاں یہ مستحب عہ یہ ہی کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے۔ (شامی)

(۲) مسافر کے لئے اگر اُس کے تمام ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہی سنت موکدہ نہیں۔

(۳) جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اُس کے لئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں بشرطیکہ محلے کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہوچکی ہو اس لئے کہ محلہ کی اذان اور اقامت تمام محلہ والوں کو کافی ہی۔ (بحرالرائق درمختار وغیرہ)

(۴) جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہوچکی ہو اُس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہی ہاں اگر اُس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہی۔ (درمختار)

(۵) اگر کوئی شخص ایسے مقام پر جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہی خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو

عہ خندق کی لڑائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر عصر مغرب کی نماز قضا ہوگئی تھی عشا کے وقت آپ نے سب کی قضا پڑھی بعض روایات میں ہی کہ صرف ظہر کے واسطے اذان کہی گئی اور باقی کے واسطے صرف اقامت اور بعض روایات میں ہی کہ اذان بھی ہر ایک کے لئے علیحدہ کہی گئی ۱۲ (شامی)

عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں جمعہ کے لئے بھی مثل اور نمازوں کے ایک ہی اذان تھی اور یہ اذان جب امام خطبہ پڑھنے کے لئے ممبر پر بیٹھتا تھا تو اسوقت کہی جاتی تھی جب حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اُنھوں نے ایک اذان جمعہ کی نماز کے لئے اور بڑھائی ۱۲۔

یا بلا عذر اور خواہ قبل نماز جمعہ کے ختم ہونیکے پڑھے یا بعد ختم ہونیکے۔ (بحرالرایق درمختار)

(۶) عورتون کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہی[عہ] خواہ جماعت سے نماز پڑھین یا تنہا۔

(۷) لڑکون اور غلامون کے لئے اذان اور اقامت دونون مکروہ ہین اگرچہ جماعت سے نماز پڑھین۔ (درمختار بحرالرایق)

(۸) فرض عین نمازون کے سوا اور کسی نماز کے لئے اذان و اقامت مسنون نہین خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازین۔ (بحرالرایق درمختار)

(۹) جب بچہ پیدا ہو تو اُس کے داہنے کان مین اذان اور بائین مین اقامت کہنا مستحب ہو اور اسی طرح اس شخص کے کان مین کہنا جو کسی رنج مین مبتلا ہو یا اُس کو مرگی کا مرض ہو اور غصہ کی حالت مین اور جس کی عادتین خراب ہو گئی ہون خواہ انسان ہو یا جانور اور لڑائی کے وقت اور جلے ہوئے کے کان مین اور اسی طرح اُس مسافر کو جو راہ بھول گیا ہو اور کوئی راہ بتانے والا نہ ہو اور اسی طرح اگر کہین جن وغیرہ کا ظہور ہوتا ہو یا کسی کو تکلیف دیتے ہون۔

(۱۰) جو شخص اذان سُنے مرد ہو یا عورت طاہر ہو یا جنب اُسپر اذان کا جواب دینا واجب[عہ] ہے یعنی جو لفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی خود بھی کہے مگر حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے

عہ اس مسئلہ مین علماء مختلف ہین بعض کا قول ہو کہ اگر عورتین تنہا نماز پڑھین تو ان کے لئے اقامت مکروہ نہین اذان اس وقت بھی مکروہ ہو مگر صحیح یہ ہو کہ ہر حال مین دونون مکروہ ہین (مراقی الفلاح طحطاوی۔ حاشیہ مراقی الفلاح درمختار بحرالرایق شامی)

عہ اس مین اختلاف ہو کہ اذان کا جواب دینا مسنون ہو یا واجب اور زبان سے جواب دینا واجب ہے یعنے جو لفظ مؤذن سے سنا جائے وہی لفظ خود بھی کہا جائے یا قدم سے جواب دینا واجب ہے۔ یعنی اذان سنکر نماز کے لئے مسجد مین جانا چاہئے۔ مگر صحیح یہ ہو کہ اذان کا جواب زبان سے دینا واجب ہو صاحب خلاصہ و محیط و قاضیخان و نہر الفائق و بحرالرایق و درمختار وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہو بخاری و مسلم مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جیسا مؤذن سے سنو ویسا ہی تم بھی کہو ۱۲۔

جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ بھی کہے اور الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت وبررت اور بعد اذان کے درود شریف پڑھکر یہ دعا پڑھے اللّٰھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات سیدنا محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودن الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد

(۱۱) اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشھد ان محمدا رسول اللہ سنے تو یہ بھی کہے۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور جب دوسری مرتبہ سنے تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کے ناخونوں کو آنکھ پر رکھکر کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر (جامع الرموز کنز العباد)

(۱۲) اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ اگر چلنے کی حالت میں اذان سنے تو کھڑا ہو جائے اور اذان سننے کی حالت میں سوا جواب دینے کے اور کسی کام میں مشغول نہو یہانتک کہ سلام یا سلام کا

لہ نہیں طاقت اور قوت مگر خدا کی مدد سے۔ جب مؤذن حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح کہتا ہے تو وہ نماز کے لئے لوگوں کو بلاتا ہے لہذا اس کے جواب میں یہ امر ظاہر کیا گیا کہ نماز کے لئے آنے کی طاقت اور قوت خدا ہی کی مدد سے ہوتی ہے لہذا خدا کی مدد ہوتی ہے تو ہم حاضر ہوتے ہیں ۱۲

لہ چونکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مؤذن سے سنا جائے وہی کہا جائے اور بعض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا جائے اس لئے بعض علما نے یہ لکھا ہے کہ وہ بھی کہا جائے جو مؤذن سے سنا گیا ہے اور لاحول ولا قوۃ بھی کہا جائے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے ۱۲

سہ تو نے سچ کہا اور اچھی بات ہے ۱۲۔

للھہ ای اللہ اے مالک اس کامل دعا (اذان) اور اس قایم ہونے والی نماز کے عنایت فرما ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ (ایک مقام ہے جنت میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہ ملیگا یا وسیلے سے شفاعت کی اجازت مراد ہو) اور بزرگی اور پہونچا انکو مقام محمود (جہاں سب انبیا خدا کی تعریف کریں گے اور آنحضرت کو شفاعت کی اجازت ملیگی) میں جسکا تو نے انسے وعدہ فرمایا ہے بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ بعضے لوگ والفضیلۃ کے بعد والدرجۃ الرفیعۃ بھی کہتے ہیں حالانکہ محض بے اصل ہے ۱۲ صہ رحمت نازل فرمائے اللہ تعالی آپ پر اے خدا کے پیغمبر ۱۲

جواب بھی نہ دے اور اگر قرآن مجید پڑھتا ہو تو اُس کا پڑھنا بھی موقوف کرے۔

(۱۳) جمعہ کی پہلی اذان سنکر تمام کامون کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد جانا واجب ہی خرید و فروخت یا اور کسی کام مین مشغول ہونا حرام ہی۔

(۱۴) جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا واجب نہین لیکن اگر جواب دے تو مکروہ بھی نہین بلکہ مستحب ہی۔

(۱۵) اقامت کا جواب دینا مستحب ہی واجب نہین اور قد قامت الصلوٰۃ کے جواب مین اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہے (فتح القدیر بحرالرائق)

(۱۶) آٹھ صورتون مین اذان کا جواب نہ دینا چاہئے (۱) نماز کی حالت مین (۲) خطبہ سننے کی حالت مین خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا (۳ و ۴) حیض و نفاس کی حالت مین (۵) علم دین پڑھنے پڑھانے کیحالت مین (۶) جماع کیحالت مین (۷) پیشاب پاخانہ کیحالت مین (۸) کھانا کھانے کی حالت مین۔ ہان بعد ان چیزون سے فراغت کے اگر اذان ہوئے زیادہ زمانہ گزرا ہو تو جواب دینا چاہئے ورنہ نہین (بحرالرائق)

اذان اور اقامت کے سنن اور مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہین بعض موذن کے متعلق ہین بعض اذان اور اقامت کے لہذا ہم پہلے موذن کی سنتون کا ذکر کرتے ہین اُسکے بعد اذان کی سنتین بیان کرینگے۔

(۱) موذن کا مرد ہونا عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہی اگر عورت اذان کہے تو اُسکا اعادہ کرلینا چاہئے اقامت کا اعادہ نہین اس لئے کہ تکرار اقامت مشروع نہین بخلاف تکرار

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ - میری آنکھونکی ٹھنڈک آپ ہی سے ہی اے رسول اللہ یا اللہ مجھے فائدہ مند کر سمع اور بصر سے ۱۲۔

ﮦ قرآن مجید مین ہی اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ جب نماز جمعہ کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کے لئے دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یعنی دنیا کے تمام کامونکو چھوڑ کر نہایت اہتمام سے نماز کے لئے جاؤ۔ اور باتفاق محققین اس اذان سے پہلی اذان مراد ہی (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) ﮦ قایم رکھے اُسکو خدا اور ہمیشہ رکھے ۱۲۔

اذان کے (درمختار)

(۲) موذن کا عاقل ہونا مجنون اور مست اور ناسمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہی اور انکی اذانون کا اعادہ کرلینا چاہیئے نہ اقامت کا۔ (درمختار)

(۳) موذن کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر جاہل آدمی اذان دے تو اسکو موذنون کے برابر ثواب نہ ملیگا۔ (بحرالرائق)

(۴) موذن کا پرہیزگار اور دیندار ہونا اور لوگون کے حال سے خبردار رہنا جو لوگ جماعت مین نہ آتے ہون انکو تنبیہ کرنا۔

(۵) موذن کا بلند آواز ہونا۔

(۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ ہی۔ ہان جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر ممبر کے سامنے کہنا مکروہ نہین بلکہ تمام بلاد اسلام مین معمول ہی۔ (مراقی الفلاح)

(۷) اذان کا کھڑے ہوکر کہنا۔ اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہی اور اس کا اعادہ کرنا چاہیئے ہان اگر سوار ہو یا اذان صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہین۔

(۸) اذان کا بلند آواز سے کہنا۔ ہان اگر صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز مین ہوگا۔

(۹) اذان کہتے وقت کانون کے سوراخون کو انگلیون سے بند کرلینا مستحب ہی۔

(۱۰) اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہی یعنی اذان کی تکبیرون مین ہر دو تکبیر کے بعد اسقدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ مین ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کرکے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان کہے

عہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ مین یہ اذان بھی مسجد کے اندر نہ ہوتی تھی مگر عبدالملک نے اپنے زمانہ مین اسکو مسجد کے اندر داخل کرلیا اور اس زمانہ مین بڑے بڑے جلیل الشان تابعی موجود تھے سب نے سکوت کیا اس لئے یہ فعل مکروہ نرہا اور تمام بلاد اسلام مین رائج ہوگیا اور کسی نے آجتک اسکا انکار نہین کیا ۱۲ ۔

الفاظ بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہدے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہین - (درمختار - ردمختار)

(۱۱) اذان مین حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت داہنی طرف مُنہ کو پھیرنا اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منہ کو پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا اور کسی چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے -

(۱۲) اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے - (درمختار)

(۱۳) اذان کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا سنت ہے اور دونون حدثون سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونون حدثون سے پاک ہونا سنت ہے اگر حدث اکبر کی حالت مین کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر یا اصغر کی حالت مین اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہین -

(۱۴) اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص موخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً اشہد ان لا الہ الا اللہ سے پہلے اشہد ان محمداً رسول اللہ کہہ جائے یا حی علی الصلوٰۃ سے پہلے حی علی الفلاح کہہ جائے تو اس صورت مین صرف اسی موخر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جسکو اُسنے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت مین اشہد ان لا الہ الا اللہ کہکر اشہد ان محمداً رسول اللہ پھر کہے اور دوسری صورت مین حی علی الصلوٰۃ کہکر حی علی الفلاح پھر کہے پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہین -

(بحرالرایق درمختار شامی)

(۱۵) اذان اور اقامت کی حالت مین کوئی دوسرا کلام نہ کرنا خواہ وہ سلام کا یا سلام کا جواب ہی کیون نہ ہو - اگر کوئی شخص اثنائے اذان واقامت مین، کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرلے نہ اقامت کا - (درمختار شامی)

متفرق مسائل

(۱) اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونیکے

خیال آئے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو تو جواب دیدے ورنہ نہین -

(۲) اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت قایم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہئے ہان اگر کچھ تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہین اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتین نہ پڑھی ہون اور ان کے پڑھنے مین مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائیگا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائیگا - اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہین جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت مین اقامت کا اعادہ کر لینا چاہئے - (درمختار)

(۳) اگر موذن اذان دینے کی حالت مین مرتد ہو جائے (معاذ اللہ) یا بیہوش ہو جائے یا اسکی آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اُس کو حدث ہو جائے اور وہ اُس کے دور کرنے کے لئے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت موکدہ ہی - (درمختار - شامی)

(۴) اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت مین حدث ہو جائے تو بہتر یہ ہی کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کے دور کرنے کو جائے -

(۵) ایک موذن کا دو مسجدون مین اذان دینا مکروہ ہی جس مسجد مین فرض پڑھے وہین اذان دے - (درمختار)

(۶) بہتر یہ ہی کہ اذان کہنے کا منصب بھی امام ہی کے سپرد کیا جائے (درمختار)

(۷) جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہی ہان اگر وہ اذان دیکر کہین چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہی -

(۸) کئی موذنون کا ایک ساتھ[ع] اذان کہنا جائز ہے - (شامی)

(۹) سوا مغرب کے اور وقتون مین اذان اور اقامت کے درمیان مین تثویب بدعت حسنہ ہی اور تثویب اذان کے اس قدر دیر کے بعد دیجائے کہ جس مین بیس آیتون کی تلاوت ہو سکے

[ع] اس کو عرف مین اذان جوق کہتے ہین یہ بدعت حسنہ ہے نبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور صحابہ کے زمانے مین نہ تھی - (شامی)

پھر اس کے بعد اسی قدر توقف سے اقامت کہی جائے تثویب[ع] بھی مثل اذان کے کھڑے ہو کے
کہی جائے تثویب کا عربی زبان میں ہونا کچھ ضروری نہیں - اگر کوئی شخص یوں کہدے کہ جماعت
تیار ہے یا نماز ہوتی ہے یا اور کوئی لفظ تب بھی درست ہے یا اگر صرف کھانسنے سے لوگ سمجھ جائیں تو
یہ بھی تثویب ہے حاصل یہ کہ جیسا جہاں دستور ہوا ُسی کے موافق وہاں تثویب کیجائے -
(۲۰) اقامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر آنگوٹھوں کو چومنا بدعت سیئہ ہے کسی حدیث سے
ثابت نہیں اور اذان میں بھی کسی[عسہ] صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا -

---

عہ یہ قول متاخرین فقہا کا ہے متقدمین کے تثویب میں دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ سوا فجر کے اور کسی وقت تثویب جائز
نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں بھی سوا فجر کے اور کسیوقت تثویب نہ تھی - دوسرا قول قاضی
ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ قاضیوں اور حاکموں کے لئے فجر کے سوا اور اوقات میں بھی تثویب جائز ہے اس لئے کہ
وہ لوگ دینی کاموں میں مشغول رہتے ہیں لہذا انکو تثویب کی ضرورت ہے اور حضرت بلال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت
تیار ہونیکی اطلاع دیا کرتے تھے - اب چونکہ دینی امور میں سستی زیادہ بڑھگئی اس لئے متاخرین نے ہر عام و خاص کے لئے
سوا فجر کے اور اوقات میں بھی تثویب کی اجازت دیدی - ہمارے زمانے میں بعض جاہلوں کا دستور ہے کہ جمعہ کی پہلی
اذان کے بعد اَلصَّلوٰۃُ اَلصَّلوٰۃُ سُنَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اس غرض سے کہتے ہیں کہ لوگ سنتیں وغیرہ پڑھکر فراغت
کرلیں حالانکہ یہ تثویب میں داخل ہی نہیں اس لئے کہ اس کی غرض وہ نہیں ہے جو پہلی اذان کی ہے پہلی اذان کی غرض
لوگوں کا مسجد میں حاضر ہونا اور اس کی غرض سنت پڑھنا اور تثویب میں یہ امر ضروری ہے کہ اسکی غرض اور اس سے پہلے
جو اعلام ہوا ہو اسکی غرض ایک ہو لہذا یہ بدعت سیئہ ہے اسکو ترک کرنا چاہئے واللہ اعلم ۱۲

عسہ بعض احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ اذان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی سنکر انگوٹھوں کو چومنا
چاہئے مگر کوئی حدیث ان میں جلیل القدر محدثین کے نزدیک صحت کو نہیں پہنچی سب ضعیف ہیں - ہاں ضعیف حدیث
پر عمل جائز ہے بشرطیکہ اس عمل کے سنت ہونے کا خیال نہ کیا جائے اور اس کو کوئی ضروری چیز نہ سمجھے ہمارے
زمانے میں افراط و تفریط کی حد ہو گئی ہے اذان میں انگوٹھے چومنے کا اسقدر رواج ہے کہ بعض لوگ اسکو سنت
سمجھتے ہیں اطراف دکن میں بعضوں کو اس کے وجوب کا خیال ہے اگر کوئی نکرے تو اس پر لعنت ملامت کیجاتی ہے
لہذا ایسی حالت میں اس کا ترک کرنا بہتر ہے واللہ اعلم ۱۲ -

(۱۱) موذن کو چاہئیے کہ اقامت جس جگہہ کہنا شروع کرے وہین ختم کردے۔
(۱۲) اذان اور اقامت کے لئے نیت شرط نہین ہان ثواب بغیر نیت کے نہین ملتا اور نیت یہہ ہو کہ دل مین یہ ارادہ کرے کہ مین یہ اذان محض اللہ تعالی کی خوشنودی اور ثواب کیلئے کہتا ہون اور کچہہ مقصود نہین۔ اذان اور اقامت کا بیان ہوچکا اب نماز کے مسایل لکھے جاتے ہین

نماز کے واجب ہونے کی شرطین

(۱) اسلام۔ کافر پر نماز واجب نہین بعض محققین کا قول ہو کہ کافر پر بھی نماز واجب ہوتی ہو اور اُسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ آخرت مین اُسکو عبادات کے ترک پر بھی عذاب کیا جائیگا۔ (طحطاوی بر مراقی الفلاح)
(۲) بلوغ۔ نابالغ پر نماز واجب نہین۔
(۳) عقل۔ بیعقل پر نماز واجب نہین خواہ وہ بیعقلی جنون کے سبب سے ہو یا بیہوشی کے سبب سے مگر شرعاً اُس جنون اور بیہوشی کا اعتبار ہو جو پانچ نمازون کے وقت تک رہے اگر اس سے کم ہو تو پھر اُسپر نماز واجب ہی یہانتک کہ بعد بیہوشی کے قضا پڑھنی پڑیگی اور جو بیہوشی نشہ کے سبب سے ہو تو اسکو نماز معاف نہیں۔
(۴) عورتون کو حیض نفاس سے پاک ہونا حیض نفاس کی حالتمین عورتونپر نماز فرض نہین۔
(۵) بعد اسلام یا بلوغ یا بعد جنون اور بیہوشی کے اور اسیطرح بعد حیض و نفاس کے نماز کا وقت صرف اگر چہ وہ اسیقدر ہو کہ اسمین صرف تحریمہ کی گنجایش ہو اگر کسیکو اس سے کم وقت ملے تو اسپر اسوقت کی نماز فرض نہین۔

نماز کے صحیح ہونے کی شرطین

چونکہ نماز کا اہتمام سب عبادتون سے زیادہ ہو اس وجہ سے اُس کے شرائط بھی بہت ہین یہانتک کہ مراقی الفلاح مین لکھا ہو کہ اس کے شرائط کا حصر نہین ہوا مگر ہم اُس مقام پر صرف اُن مشہور شرطون کو بیان کرتے ہین جنکی ضرورت ہر نماز مین پڑتی ہو بعض شرائط جو کسی خاص نماز سی تعلق رکھتے ہین جیسے جمعہ کی نماز کے شرائط اُنکا ذکر اُسی مقام پر کیا جائیگا جہان اُن نمازون کا بیان ہوگا۔

پہلی شرط

طہارت نماز پڑھنے والیکے جسم کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہئے خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ ہان اگر بقدر معافی ہو تو کچھ مضائقہ نہین مگر افضل یہ ہو کہ اس سے بھی پاک ہو۔ اسیطرح نجاست حکمیہ کے دونون فردوں (حدث اکبر و اصغر) سے بھی پاک ہونا چاہیے نجاست حقیقیہ و حکمیہ اور اُن سے پاکی کے طریقے جلد اول مین بیان ہو چکے ہیں۔ نماز پڑھنے والے کے لباس کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہئے اور اسیطرح اُس چیز کو جو اسکے جسم سے ایسا تعلق رکھتی ہو کہ اُس ان حرکتون سے جو نماز مین ہوتی ہین مثل رکوع سجدہ وغیرہ کے اس چیز کو بھی حرکت ہو **مثال** کسی چادر کا پاک حصہ نماز پڑھنے والے کے جسم پر ہو اور نجس حصہ مین پر ہو مگر اُٹھنے بیٹھنے سے اُس کو جنبش ہوتی ہو (مراقی الفلاح درمختار)

اگر کوئی چادر اسقدر بڑی ہو کہ اُس کا نجس حصہ نماز پڑھنے والے کے اُٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہین اور اسیطرح اس چیز کو بھی پاک ہونا چاہئے جس کو نماز پڑھنے والا اُٹھائے ہوئے بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رُکی ہوئی نہو (درمختار وغیرہ)

مثال نماز پڑھنے والا کسی بچے کو اُٹھائے ہوئے ہوا اور اس بچے کا جسم یا کپڑا نجس ہوا اور وہ بچہ خود اپنی قوت سے رُکا ہوا نہو۔ اگر خود اپنی طاقت سے رُکا ہوا بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہین۔ اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کبوتر وغیرہ آکر بیٹھ جائے اور اس کا جسم نجس ہو تو کچھ حرج نہین اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہی پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہو گی اور نماز پڑھنے والے سے اُسکو کچھ تعلق نہ سمجھا جائیگا (بحر الرائق مراقی الفلاح وغیرہ)

اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی چیز ہو جس کی نجاست اپنی جائے پیدایش مین ہو اور خارج مین اسکا کچھ اثر نہو تو کچھ حرج نہیں (درمختار شامی)

مثال نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اُس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہین اس لئے کہ اس کا لعاب اُسکے جسم کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہہ ہی پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ مین رہتی ہی جس سے طہارت کا حکم نہین اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہو گئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ حرج نہین اس لئے کہ اس کا خون اسی جگہہ ہی جہان پیدا ہوا ہی خارج مین اس کا کچھ اثر نہین بخلاف

اس کے اگر کسی شیشی مین پیشاب بھرا ہوا ور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اُسکا بند نہو اس لئے کہ اُسکا پیشاب ایسی جگہہ نہین ہی جہان پیشاب پیدا ہوتا ہی۔ (بحرالرایق شامی وغیرہ)

نماز پڑھنے کی جگہہ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہئے ہان اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہین۔ نماز پڑھنے کی جگہہ سے وہ مقام مراد ہی جہان نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہون اور سجدہ کرنیکی حالت مین جہان اُسکے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

اگر صرف ایک پیر کی جگہہ پاک ہوا ور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہی۔ (درمختار)

اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اُس کا اسیقدر پاک ہونا ضروری ہی پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہین خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا۔ (بحرالرایق شامی)

اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس مین یہ بھی شرط ہی کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہو کہ اُس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔ (بحرالرایق شامی)

اگر کسی کپڑے کا استر نجس ہو تو اسپر نماز درست نہین (شرح وقایہ بحرالرایق)

اگر نماز پڑھنے کی حالت مین نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھہ حرج نہین (بحرالرایق)

اگر کسی شخص کو کوئی پاک جگہہ نماز کے لئے نہ ملے مگر یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت مل جائیگی تو اُس کو اخیر وقت تک انتظار کر کے نماز پڑھنا مستحب ہی اور اگر بغیر انتظار کے اسی نجس مقام مین نماز پڑھ لیجائے تب بھی کچھہ حرج نہین۔

دوسری شرط

ستر عورت یعنی نماز پڑھنے کی حالت مین اُس حصۂ جسم کو چھپانا فرض ہی جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہی خواہ تنہا نماز پڑھے یا کسی کے سامنے۔

اگر کوئی شخص کسی تنہا مکان مین نماز پڑھتا ہو یا کسی اندھیرے مقام مین اسپر بھی ستر عورت فرض ہی اگرچہ کسی غیر شخص کے دیکھنے کا خوف نہین ہان اپنی نظر سے چھپانا شرط نہین اگر کسی کی نظر اپنے جسم پر نماز پڑھنے کی حالت مین پڑ جائے تو کچھہ حرج نہین۔ (بحرالرایق درمختار مراقی الفلاح)

اگر کوئی لونڈی صرف اسی قدر اپنے جسم کو چھپائے ہوئے نماز پڑھ رہی تھی جس کا چھپانا اُس پر فرض ہی اور نماز پڑھنے ہی کی حالت میں آزاد کردی جائے تو اب اسپر تمام اس پورے جسم کا چھپانا فرض ہوگا جس کا چھپانا آزاد عورتوں پر فرض ہوتا ہی پس اگر وہ قبل ادا کرنے ایک رکن کے بغیر عمل کثیر کے اپنے تمام جسم کو چھپائے تو اسکی نماز ہوجائے گی ورنہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

اگر نماز کی حالت میں کسی ایسے جسم کا چوتھا حصہ کھلجائے جسکا چھپانا فرض ہی خواہ وہ عورت غلیظہ ہو یا خفیفہ اور اتنی دیر تک کھلا رہے جسمیں ایک رکن ادا ہوسکتا ہی تو اسکی نماز باطل ہوجائیگی اور اگر نماز پڑھنے کے پہلے سے کھلا ہو تو اس نماز کا شروع کرنا ہی صحیح نہوگا۔ (درمختار شامی وغیرہ)

اگر ایک ہی عضو کئی جگہہ سے کھلا ہو تو سب کھلے مقامات ملاکر اگر اس عضو کے چوتھائی کے برابر ہوجائیگی تو اسکی نماز فاسد ہوجائیگی **مثال** کسی شخص کی ران ایک جگہہ سے بقدر آٹھویں حصے کے کھلی ہوا اور دوسری جگہ سے بھی بقدر آٹھویں حصے کے تو دونوں ملکر بقدر چوتھائی کے ہوجائیں گے اور نماز فاسد ہوجائیگی اور اگر کئی عضو کھلے ہوں اور ہر ایک چوتھائی حصے سے کم ہو تو اگر سب کھلے ہوئے مقامات ملکر اُن کھلے ہوئے اعضا میں چھوٹے عضو کی چوتھائی کے برابر ہوجائیں تب بھی نماز فاسد ہوجائیگی (درمختار وغیرہ)

مثال کسی عورت کا سینہ تھوڑا کھلا ہوا اور ایک کان بھی کھلا ہو تو اگر دونوں کھلے ہوئے مقام کان کے چوتھائی کے برابر ہوجائیں تب بھی نماز فاسد ہوجائیگی۔

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں کوئی شخص قصداً اپنی عورت غلیظہ یا خفیفہ کے چوتھے حصے کو کھولدے تو اسکی نماز فوراً فاسد ہوجائیگی خواہ بقدر ادا کرنے ایک رکن کے کھلا رہے یا اس سے کم۔ (شامی)

اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا نہ ہو جس سے وہ اپنے اعضا کو چھپائے یا ایسا باریک کپڑا ہو جس سے بدن نظر آتا ہو تو اسکو چاہیے کہ کسی درخت کے پتے یا مٹی وغیرہ سے اپنے اعضا کو چھپائے اور اگر یہ کوئی صورت ممکن نہو تو پھر اسی طرح نماز پڑھ لے۔ اگر کسی کو یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت نماز تک اسکو کپڑا ملجائیگا تو اسکو مستحب ہی کہ اخیر وقت تک انتظار کرکے نماز پڑھے۔

اگر کسی دوسرے شخص کے پاس کپڑا ہو اور یہ امید ہو کہ اگر اس سے مانگا جائیگا تو دیدیگا خواہ بطور رعایت کے یا بطور ہبہ کے تو اس سے طلب کرنا واجب ہی۔

اگر کسی کے پاس کوئی نجس کپڑا ہو تو نماز میں اُس سے ستر جائز نہیں بلکہ برہنہ نماز پڑھنا چاہئے۔

اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا ہو جسکا چوتھائی سے کم حصہ پاک ہو تو اس سے ستر کرکے نماز پڑھنا مستحب ہی اگر بغیر اس سے ستر کئے ہوئے نماز پڑھے تب بھی جائز ہی اور اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا ہو جو چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ پاک ہو تو اس سے ستر کرکے نماز پڑھنا چاہئے بغیر اس سے ستر کئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔ (درمختار)

یہ سب صورتیں اسی وقت ہیں جب اس کپڑے کے طاہر کرنیکی کوئی صورت ممکن نہو مثلاً پانی نہ ملتا ہو یا پینے وغیرہ کے لئے رکھا ہو اور اگر طاہر کرنے سے معذوری بوجہ آدمیوں کے ہوگی تو جب عذر جاتا رہیگا ان نمازوں کا اعادہ کرنا پڑیگا۔

اگر کسی عورت کے پاس اسقدر کپڑا ہو جس سے وہ اپنے بدن کو اور سر کے چوتھائی حصہ کو چھپا سکتی ہو تو اسکو سر کے چوتھائی حصہ کا چھپانا فرض ہی۔ اور اگر اسقدر ہو کہ سر کے چوتھائی حصہ سے کم چھپ سکے تو پھر سر کا چھپانا فرض نہیں ہان افضل یہی ہی کہ جسقدر چھپ سکے اسیقدر چھپالے (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس اسقدر کپڑا ہو کہ اس سے جسم کا بعض حصہ چھپ سکتا ہو تو عورت غلیظ کو چھپانا چاہئے اور اگر اسقدر ہو کہ عورت غلیظ بھی پوری نہ چھپ سکے تو خاص حصہ کا چھپانا بہ نسبت مشترک حصہ کے بہتر ہی۔ (درمختار وغیرہ)

ان سب صورتوں میں اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے ہو تو جب معذوری جاتی رہیگی نماز کا اعادہ کرنا پڑیگا **مثال** کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اسکے کپڑے اتار لئے ہوں یا کسی دشمن نے اسکے کپڑے اتار لئے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالونگا۔ اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس ناپاک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپالے چاہے اسکو بچھا کر نماز پڑھے تو اسکو چاہئے کہ اپنے جسم کو چھپالے اور نماز اسی نجس مقام میں پڑھ لے۔

تیسری شرط

استقبال قبلہ یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ کعبہ کی طرف کرنا خواہ حقیقۃً یا حکماً کعبہ کی طرف

منہ کرنا شرط نہین ہان مسنون البتہ ہی لہذا اگر کوئی کعبہ سے منہ پھیر کر نماز پڑہے تو ہو جائیگی مگر خلاف سنت کیوجہ سے مکروہ تحریمی ہی جن لوگونکو کعبہ مکرمہ نظر آتا ہو مثل ان لوگوان کے جو مکہ معظمہ مین رہتے ہین اور انکے اور بیت اللہ کے درمیان مین کوئی حاجب نہو ان پر فرض ہی کہ خاص کعبہ کی طرف سینہ کرکے نماز پڑھین اس طرح کہ اگر انکی سینہ سے سیدھا خط نکالا جائے تو کعبہ سے جاکر ملجائے۔

جن لوگون کو کعبہ مکرمہ نظر نہ آتا ہو جیسے ہم لوگ اُن پر یہ فرض ہی کہ اُس طرف سینہ کرکے نماز پڑہین جس طرف کعبہ ہو بالکل سیدھے پر کھڑا ہونا فرض نہین۔ جو شخص قبلہ کی طرف نماز پڑھنے سے عاجز ہو خواہ کسی مرض کیوجہ سے یا مال کے خوف سے یا کسی دشمن کے خوف سے یا اور کسی وجہ سے تو اُس کو استقبال قبلہ کی ضرورت نہین بلکہ جطرف وہ نماز پڑہہ سکتا ہو پڑھ لے۔ اگر کسیکو یہ نہ معلوم ہو کہ کعبہ مکرمہ کس طرف ہی اور نہ کوئی ایسا معتبر مسلمان ہو جس سے پوچھ لے تو اُس کے لئے یہ شرط ہی کہ اپنے غالب گمان پر عمل کرے اسکو غالب گمان سے جس طرف کعبہ معلوم ہو اسی طرف نماز پڑھ لے اور اگر نماز پڑھنے مین اُس کا غالب گمان بدل جائے تو اُسکو چاہئے کہ اُسیطرف پھر جائے اور ایسی حالت مین اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد اُسکو اپنے غالب گمان کی غلطی معلوم ہو جائے تو اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہین۔ اور اگر کوئی ایسی حالت مین بغیر غالب گمان کے نماز پڑھ لے تو اُس کی نماز نہ ہوگی اگرچہ اُس نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہو۔

اگر قبلہ نہ معلوم ہونیکی صورت مین جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہئے لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہوگا تو اُس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی اس لئے کہ وہ امام اُس کے نزدیک غلطی پر ہی اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر

---

۵ ابتدائے اسلام مین نماز بیت المقدس کیطرف پڑہی جاتی تھی جبتک نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین رہے نماز اسیطرف پڑہا کئے ہجرت کے سولہ مہینے کے بعد مدینہ منورہ میں کعبہ کیطرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی طرف نماز پڑہنے کا بہت شوق تھا اور اس انتظار مین رہتے تھے کہ کب حکم نازل ہو اور وجہ اسکی یہ تھی کہ کعبہ ہی سے آپکو معراج ہوئی تھی اور حضرت ابراہیمؑ کا بھی قبلہ تھا اور قیامت مین عرش معلی کی تجلی بھی وہین ہوگی اور بھی بہت سی فضیلتین کعبہ مین تھین جو بیت المقدس مین نہ تھین نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی سلمہ کی مسجد مین ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ کعبہ کیطرف پھرنے کا حکم آگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اسی طرف پھر گئے۔

اس کی اقتدا جائز نہین۔

چوتھی شرط

نیت یعنی دل مین نماز پڑہنے کا قصد کرنا۔ زبان سے بھی کہنا بہتر ہی۔
اگر فرض نماز پڑھتا ہو تو نیت مین اُس فرض کی تعیین بھی ضروری ہی مثلاً اگر ظہر کی نماز پڑھتا ہو تو دل مین یہ قصد کرنا کہ مین ظہر کی نماز پڑھتا ہون اور اگر عصر کی نماز پڑھے تو یہ کہ مین عصر کی نماز پڑھتا ہون۔
اس امر کی نیت ضروری نہین کہ یہ ظہر یا عصر اسوقت کی یا آج کی ہی ہان اگر قضا پڑہتا ہو تو اُس مین دن کی تخصیص بھی ضروری ہی۔ مثلاً یون کہ فلان دن کے ظہر کی نماز پڑھتا ہون اور اگر اس کے ذمہ صرف ایک ہی ظہر کی یا عصر کی قضا ہو تو پھر اسکی ضرورت نہین۔
اسی طرح اگر واجب نماز پڑھتا ہو تو اسکی تخصیص بھی ضروری ہی کہ یہ کون واجب ہی وتر ہی یا عیدین کی نماز ہی یا نذر کی نماز اور اگر کئی نذر کی نماز اس کے ذمہ ہو تو یہ بھی شرط ہی کہ ان مین سے کسی ایک کی تعیین کرے۔ اور اسیطرح سجدۂ تلاوت اور شکر مین نیت تلاوت کی یا شکر کی شرط ہی۔
رکعتون کے تعداد کی نیت شرط نہین خواہ فرض نماز ہو یا واجب مثلاً یہ نیت کہ مین دو رکعت نماز فرض فجر پڑھتا ہون یا چار رکعت فرض ظہر۔ (درمختار)
ہان افضل یہ ہی کہ اس کی بھی نیت کرلے۔ (خانیہ شامی)
اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ مین اس وقت جو نماز فرض ہی وہ پڑھتا ہون اور اُس نماز کا وقت موجود ہو یا نہو مگر نہونے کا علم نہو تو یہ نیت کافی ہوجائیگی اور اگر اس کا وقت نہ ہو اور وقت نہونے کا اُس کو علم بھی ہو تو پھر نماز نہ ہوگی مگر جمعہ کی نماز اِس نیت سے نہوگی اگرچہ وقت موجود ہو اس لئے کہ جمعہ کی نماز ظہر کے عوض مین پڑھی جاتی ہی اصل مین ظہر کی نماز فرض ہی۔
اگر کوئی اس نیت سے نماز پڑھے کہ مین آج کے دن جو نماز فرض ہی وہ پڑھتا ہون تو یہ نیت صحیح نہین اُس کی نماز نہ ہوگی۔
اگر کوئی شخص مثلاً ظہر کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ مین آج کے دن کی ظہر پڑھتا ہون تو یہ نیت صحیح ہوجائیگی اور ظہر کا وقت ہو یا نہو اسکی نماز ہوجائیگی اس لئے کہ ادا نماز قضا کی نیت سے اور

قضا ادا کی نیت سے صحیح ہو جاتی ہے۔
مقتدی کو اپنے امام کے اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔
امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہاں اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہونے کے لئے اس کے امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر کھڑی نہ ہو یا نماز جنازے یا جمعے یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔
مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمرو بلکہ صرف اس قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں ہاں اگر تعیین کر لے گا اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔
مثال کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اسکی نماز نہ ہوگی۔
جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہئے کہ میں یہ نماز اللہ تعالی کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے لئے پڑھتا ہوں۔ اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جسکی نماز پڑھتا ہے اسکی میں بھی پڑھتا ہوں۔ صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کر لینا کافی ہے اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد یا تراویح یا کسوف یا خسوف مگر نیت[عہ] کر لے تو بہتر ہے۔
اگر نیت[عہ] زبان سے بھی کہی جائے تو ایسی عبارت ہونا چاہئے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ نیت ہو چکی نہ یہ کہ اب نیت کریگا۔ نیت کی عبارت خواہ عربی زبان میں ہو یا اور کسی زبان میں۔ صرف زبان سے

عہ ہر ایک کی نیت ہم اسی مقام پر ذکر کرینگے جہاں ان نمازوں کا بیان آئیگا ۱۲ عہ زبان سے نیت کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں اور لغت میں بھی نیت دلی قصد و ارادے کو کہتے ہیں زبان سے کہنے کو نیت نہیں کہتے اسی خیال سے بعض علما زبان سے نیت کی عبارت کہنے کو بدعت کہتے ہیں مگر ہمارے فقہا نے اسکو اسلئے جائز بلکہ مستحب کہا ہے کہ عوام کو دلی ارادہ کی تمیز نہیں ہوتی اور کبھی آدمی متفکر ہوتا ہے تو اسکا دلی ارادہ بغیر زبان سے کچھ کہے ہوئے مستقل نہیں ہوتا (درمختار شامی)

اگر نیت کی عبارت کہدی جائے تو درست نہیں[۵] اور اگر صرف دل سے ارادہ کر لیا جائے تو درست ہی بلکہ اصل نیت یہی ہی۔

کسی نماز میں استقبال قبلہ کی نیت شرط نہیں فرض نماز ہو یا واجب سنت ہو یا مستحب (درمختار)

نیت کو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا چاہئے اور اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کر لے تب بھی درست ہے بشرطیکہ نیت اور تحریمہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز فاصل نہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور اسی شرط سے اگر وقت آنے سے پہلے نیت کرے تب بھی درست ہے بعد تحریمہ کے نیت کرنا صحیح نہیں اور اس نیت کا کچھ اعتبار نہوگا۔

پانچوین شرط

تکبیر تحریمہ یعنی نماز شروع کرتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا یا اس کے ہم معنی اور کوئی لفظ کہنا چونکہ اس تکبیر کے بعد نماز کی حالت شروع ہو جاتی ہی اور کھانا پینا چلنا پھرنا اور بات چیت کرنا اور اکثر وہ چیزیں جو خارج نماز میں جائز تھیں حرام ہو جاتی ہیں اسلئے اسکو تحریمہ کہتے ہیں۔

تحریمہ کے صحیح ہونیکی آٹھ شرطیں ہیں جو یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) تحریمہ کا نیت کے ساتھ ملا ہوا ہونا خواہ حقیقۃً ملی ہوئی ہو یعنی ایک ہی وقت میں نیت اور تحریمہ دونوں ہوں یا حکماً ملی ہوئی ہو یعنی نیت اور تحریمہ کے درمیان میں کوئی چیز ایسی فاصل نہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور نیت کرنے کے بعد نماز کے لئے چلنا یا وضو کرنا منافی نہ سمجھا جائیگا اور اس کے فاصل ہونے سے تحریمہ کی صحت میں کچھ خلل نہ آئیگا مگر افضل یہی ہی کہ حقیقۃً ملا دے (مراقی الفلاح)

(۲) جن نمازوں میں کھڑا ہونا فرض ہو انکی تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے اور باقی نمازوں کی جس طرح چاہے مگر اس امر کا لحاظ ہر نماز میں ضروری ہی کہ تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں یا قریب رکوع

---

[۵] بعض فقہاء نے لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص نہایت درجہ متفکر اور رنجیدہ ہو کہ اسکو دل سے کسی کام کا ارادہ کرنا ممکن نہو تو اسکے لئے صرف زبان سے کہدینا جائز ہے مگر محققین کی یہ رائے ہی کہ صرف زبان سے کہنا کسیوقت کافی نہیں بلکہ ایسے شخص کو جسکی یہ حالت ہو کہ دل سے کسی کام کا ارادہ نکر سکتا ہو مجنون کے حکم میں داخل کر کے نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا جائیگا (شامی)

کے جھک کر نہ کہی جائے اگر کوئی شخص جھک کر تکبیر تحریمہ کہے تو اگر اسکا جھکنا رکوع کے قریب نہو تو تحریمہ صحیح ہو جائیگی اور اگر رکوع کے قریب ہو تو صحیح نہ ہوگی (مراقی الفلاح)
بعض ناواقف جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں انکی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ تکبیر تحریمہ نماز کے صحت کی شرط ہے جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہوسکتی ہے۔

(۳) تحریمہ کا نیت سے پہلے نہ ہونا۔ اگر تکبیر تحریمہ پہلے کہہ لی جائے اور نیت اس کے بعد کیجائے تو تکبیر تحریمہ صحیح نہوگی (مراقی الفلاح)

(۴) تکبیر تحریمہ کا اتنی آواز سے کہنا کہ خود سن لے بشرطیکہ بہرا نہو (〃)
گونگے کو تکبیر تحریمہ کے لئے زبان کا ہلانا ضروری نہیں بلکہ اس کو تکبیر تحریمہ معاف ہے (〃)

(۵) تکبیر تحریمہ کا ایسی عبارت میں ادا کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی سمجھی جاتی ہو کسی اور قسم کا مضمون مثل دعاء وغیرہ کے اس سے نہ ظاہر ہوتا ہو پس اگر بجائے اللہ اکبر[1] کے اللہ اعظم[2] یا اللہ اعلیٰ[3] کہے تو اس کی تحریمہ صحیح ہو جائیگی بخلاف اس کے اگر کوئی شخص اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ[4] کہے تو تحریمہ صحیح نہوگی اس لئے کہ اس سے دعا کا مضمون بھی سمجھا جاتا ہے (درمختار، مراقی الفلاح وغیرہ)

(۶) اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ہمزہ یا بے کو نہ بڑھانا۔ اگر کوئی شخص آللّٰہُ اَکْبَرُ یا اَللّٰہُ اَکْبَار کہے تو اُس کی تحریمہ صحیح نہوگی۔ (ایضاً)

(۷) اللہ میں لام کے بعد الف کہنا۔ اگر کوئی شخص نہ کہے تو اسکی تحریمہ صحیح نہوگی۔

(۸) تکبیر تحریمہ کا بسم اللہ وغیرہ سے نہ ادا کرنا۔ اگر کوئی بجائے تکبیر تحریمہ کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وغیرہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔ (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

(۹) تکبیر تحریمہ کا قبلہ رو ہو کر کہنا۔ بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔

عہ[1] اللہ بہت بزرگ ہے ۱۲ عہ[2] اللہ کا مرتبہ بہت بڑا ہے ۱۲ عہ[3] اللہ کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲ عہ[4] اے اللہ مجھے بخشدے ۱۲

فرض نمازوں کا بیان

باوجودیکہ فرض نمازوں کا پڑھنا ایک حق واجب کا ذمہ سے اُتارنا ہے اور حق واجب کے ادا کرنے میں بہ کسی انعام کا استحقاق ہوتا ہے نہ کوئی کمال مگر اللہ جل شانہ کی عنایت نے جو اس امت پر حد سے زیادہ ہے ان فرائض کے ادا کرنے میں بھی بحید ثواب مقرر فرمایا ہے۔
پانچ نمازوں کے پڑہنے سے پچاس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔
کسی سائل کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عبادات سے افضل نماز کو فرمایا سائل نے پوچھا کہ نماز کے بعد حضرت نے فرمایا کہ وہ جہاد جو خالص اللہ کے لئے ہو۔ اس قسم کے مضامین مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔
اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ نماز کا رتبہ جہاد سے بھی زیادہ ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ ایک اعرابی نے پوچھا کہ یارسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے میں بہشت بریں کا مستحق ہو جاؤں اور عذاب دوزخ سے نجات پاؤں حضرتؐ نے فرمایا کہ پانچ وقت کی نماز پڑہا کرا ور رمضان کے روزے رکہا کر اعرابی یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرط خوشی میں کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں اب اس سے زیادہ کوئی عبادت نکرونگا جب وہ چلا گیا تو حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تمکو جنتی کے دیکہنے کا شوق ہو تو اُسے دیکھ لو۔
ایک صحیح حدیث میں ہے کہ سب اعمال سے پہلے قیامت میں نماز کا سوال ہوگا جسکو اس سوال میں کامیابی ہوئی بیشک وہ نجات پاجائیگا اور جسکو اسمیں ناکامی ہوئی وہ نقصان اُٹھائیگا۔ (ترمذی)
فجر کے وقت دو رکعت نماز فرض ہے اور **ظہر۔ عصر۔ عشا** کے وقت چار چار رکعتیں۔ **جمعے** کے دن بجائے ظہر کے دو رکعت نماز جمعہ۔ **مغرب** کے وقت تین رکعت۔
پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کھڑے ہوکر دونوں ہاتھوں کو چادر یا آستین وغیرہ سے باہر نکالکر کانوں تک اُٹھائے اس طرح کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لَو سے ملجائیں اور ہتیلیاں قبلے کی طرف ہوں انگلیاں نہ بہت کشادہ ہوں نہ ملی ہوئی اسی حالت میں جس نماز کو پڑھنا چاہے اس کی نیت دل میں کر لے اور زبان سے بھی دلی ارادہ کو ظاہر کرے۔

فجر کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْفَجْرِ میں نے ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز فرض فجر کے وقت میں پڑھوں۔

ظہر کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الظُّهْرِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز فرض ظہر کے وقت میں پڑھوں۔

عصر کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْعَصْرِ میں نے یہ نیت کی کہ چار رکعت نماز فرض عصر کے وقت میں پڑھوں۔

مغرب کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ ثَلٰثَ رَکَعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْمَغْرِبِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ تین رکعت نماز فرض مغرب کے وقت میں پڑھوں۔

عشا کی نیت یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْعِشَاءِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز فرض عشا کے وقت میں پڑھوں۔

اس نیت کے ساتھ ہی اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہکر فورًا دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اس طرح کہ داہنی ہتیلی بائیں ہتیلی کی پشت پر ہو اور بائیں کلائی داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے پکڑ لے اور باقی تین انگلیاں داہنی کلائی پر بچھا لے پھر فورًا یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ

اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اس دعا کو پڑھکر سکوت کرے اور اگر امام قراءت شروع کر چکا ہو تو اس دعا کو بھی نہ پڑھے بلکہ اللہ اکبر کے بعد ہی سکوت کرے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہو یا امام ہو تو اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھکر سورۂ فاتحہ پڑھے جب سورۂ فاتحہ ختم ہو جائے تو منفرد اور امام آہستہ سے آمین کہیں اگر کسی ایسے وقت کی نماز ہو جس میں بلند آواز سے قراءت کیجاتی ہو تو سب مقتدی بھی آہستہ سے آمین کہیں آمین کے الف کو بڑھا کر کہنا چاہئے اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کے پڑھے اگر سفر کی حالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے جو سورت چاہے پڑھے اور اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو

عہ چونکہ نیت عربی زبان میں کہنا کچھ ضرور نہیں اسلئے ہمنے عربی اُردو دونوں زبانوں میں نیت کی عبارت لکھدی ہے ۱۲ عہ ترجمہ پاکی بیان کرتا ہوں میں تیری اے اللہ اور تیری تعریف کرتا ہوں اور بزرگ ہے تیرا نام اور بڑی ہے تیری شان اور نہیں ہے کوئی خدا تیرے سوا ۱۲

عہ فجر اور ظہر کی نماز میں سورۂ حجرات اور سورۂ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس
سورت کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہئے باقی
اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار
نہیں عصر اور عشا کی نماز میں وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اور لَمْ يَكُنِ اور ان کے درمیان کی
سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہئے مغرب کی نماز میں اذا زلزلت سے آخر تک۔

بعد سورت پڑھ چکنے کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں جائے تکبیر اور رکوع کی ابتدا ساتھ
ہی ہو اور رکوع میں اچھی طرح پہنچ جانے کے ساتھ ہی تکبیر ختم ہو جائے رکوع اس طرح کیا جائے
کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ ہوں اور سر اور پیٹھ اور سرین برابر
ہوں ایسا نہ ہو کہ سر جھکا ہوا ہو اور پیٹھ اٹھی ہوئی ہو پیر کی پنڈلیاں سیدھی ہوں خم دار نہ ہوں۔
رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ عہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہنا چاہئے پھر رکوع سے اٹھ کر سیدھا
کھڑا ہو جائے اور امام صرف عہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور مقتدی صرف عہ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور
منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے تکبیر
کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین
پر رکھنا چاہئے پھر ہاتھوں کو پھر ناک پھر پیشانی کو سر دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہونا
چاہئے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونا چاہئے اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوں اور انگلیوں

عہ فجر کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سورہ والطور پڑھتے (صحیح بخاری) کبھی اذا الشمس کورت کبھی سورہ ق (مسلم)
کبھی سورہ یٰسین کبھی سورہ واقعہ یعنی ان سورتوں کو دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے اور سفر کی حالت میں فجر کی نماز میں قل اعوذ
برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بھی آپ نے پڑھی (مراقی الفلاح) ظہر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ عصر کی نماز میں والسماء
ذات البروج اور والسماء والطارق (ابوداؤد) اور عشا کی نماز میں والشمس (نسائی) مغرب کی نماز میں قل یا ایہا الکافرون
اور قل ہو اللہ احد (ابن ماجہ) اس کے علاوہ اور بھی سورتیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں اگر اتباع سنت کے
خیال سے وہ سورتیں نمازوں میں پڑھی جائیں تو زیادہ ثواب ہو ۱۲

عہ پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے (بلند مرتبہ) پروردگار کی ۱۲ عہ سن لی اللہ نے تعریف اس شخص کی جس نے اس کی تعریف
کی ۱۲ عہ اے پروردگار سب تعریف تیرے ہی لئے ہیں ۱۲

کا رُخ قبلہ کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بازو بغل سے جُدا ہوں پیٹ زمین سے اسقدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا بچہ درمیان سے نکل سکے۔ سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى عـه کہے پھر سجدے سے اُٹھکر اچھی طرح بیٹھ جائے اس طرح کہ داہنا پیر اُسی طرح کھڑا رہے اور بائیں پیر کو زمین پر بچھا کر اُسی پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ زانو پر رکھ لے اسطرح کہ انگلیاں پھیلی ہوں رُخ انکا قبلہ کی طرف ہو بہت کشادہ ہوں نہ بالکل ملی ہوئی سرے اُنکے گھٹنوں کے قریب ہوں اور اس حالت میں کوئی دعا نہ پڑھے سجدے سے اُٹھتے وقت پہلے پیشانی اُٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ اطمینان سے بیٹھ چکنے کے بعد دوسرا سجدہ اُسی طرح کرے جیسے پہلا سجدہ کیا تھا دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد تکبیر کہتا ہوا فوراً کھڑا ہو جائے کھڑے ہوتے وقت پہلے ہاتھ اُٹھائے پھر ناک پھر پیشانی پھر گھٹنے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر کھڑا ہو ہاتھوں کو زمین سے سہارا دیکر نہ کھڑا ہو اس دوسری رکعت میں صرف بسم اللہ کہکر سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور اُسی طرح کوئی دوسری سورت ملا کر اُسی طرح رکوع قومہ دونوں سجدے کئے جائیں دوسرے سجدے کے بعد اُسی طرح بیٹھکر جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھا تھا یہ پڑھے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ عـه - لا الہ کہتے وقت انگوٹھے اور بیچ کی اُنگلی کا حلقہ بناکر اور چھوٹی اُنگلی اور اُس کے پاس کی اُنگلی کو بند کرکے کلمے کی اُنگلی آسمان کی طرف اُٹھائے اور الا اللہ کہتے وقت کلمے کی اُنگلی جھکا دے پھر جتنی دیر تک بیٹھے انگلیاں اُسی حالت میں رہیں اگر دو رکعت والی نماز ہو تو التحیات کے بعد یہ درود پڑھے عـه اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔

عـه پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے بلند مرتبہ پروردگار کی ۱۲ عـه ترجمہ سب تعریفیں اور مالی اور بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہم پر بھی سلام اللہ کے سب نیک بندوں پر سلام میں گواہی دیتا ہوں اسکی کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں اسکی کہ محمد اُسکے بندے اور پیغمبر ہیں ۱۲ عـه ترجمہ اے اللہ رحمت اپنی نازل کر محمد پر اور انکی اولاد پر جیسے نازل کی تو نے اپنی رحمت حضرت ابراہیم اور انکی اولاد پر بیشک تو اچھے صفات والا اور بزرگ ہے ۱۲

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - یہ درود پڑھ چکنے کے بعد یہ دعا پڑھے - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ یا یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ - اس کے بعد نماز ختم کرے اس طرح کہ پہلے داہنی طرف منہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ پھر بائیں طرف منہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اس سلام میں کرام کاتبین فرشتوں کی اور ان لوگوں کی نیت کیجائے جو نماز میں شریک ہوں اور اگر دو رکعت والی نماز نہو بلکہ تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہو تو صرف التحیات پڑھکر فورًا کھڑا ہو جاے باقی رکعتیں بھی اسی طرح پڑھے مگر ان رکعتوں میں بعد بسم اللہ صرف سورہ فاتحہ پڑھکر رکوع کرے دوسری سورت نہ ملائے اگر تین رکعت والی نماز ہو تو تیسری رکعت میں ورنہ چوتھی رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد اسی طرح بیٹھکر اسی طرح التحیات اور درود شریف پڑھکر وہی دعا پڑھے اسکے بعد اسی طرح سلام پھیر کر نماز ختم کردے - فجر مغرب عشا کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دوسری سورت اور سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو اختیار ہے اور ظہر عصر کے وقت امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے -

نماز کی حالت میں ادہر ادہر نہ دیکھنا چاہیے بلکہ کھڑے ہونیکی حالت میں سجدے کے مقام پر نظر جمائے

عہ ترجمہ اے اللہ برکت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اولاد پر جیسے برکت نازل کی تو نے حضرت ابراہیم اور انکی اولاد پر بے شک تو محمود صفات والا بزرگ ہے ۱۲ عہ ترجمہ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھسے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی خرابیوں سے اور دجال کے فساد سے ۱۲ عہ اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کا بخشنے والا نہیں بخشدے میرے گناہ اپنی طرف سے اور میرے حال پر رحم کر بیشک تو غفور اور رحیم ہے ۱۲ لغوی تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ۱۲

رہے اور رکوع کی حالت میں پیروں کی پشت پر اور سجدوں میں ناک پر، بیٹھنے کی حالت میں زانو پر۔
نماز کی حالت میں آنکھوں کو کھلا رکھے بند نہ کرے ہاں اگر سمجھے کہ آنکھ بند کر لینے سے نماز میں دل زیادہ لگے گا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

دونوں پیروں پر زور دیکر کھڑا ہونا کچھ ضروری نہیں بلکہ کبھی داہنے پیر پر زور دیکر کھڑا ہو اور کبھی بائیں پر تو بہتر ہے اس لئے کہ اس طرح کھڑے ہونے میں تھکنے کا خوف نہیں ہوتا۔

بعد نماز ختم کر چکنے کے دونوں ہاتھ سینے تک اٹھا کر پھیلائے اور خدا تعالے سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لئے بھی اور مقتدی سب آمین آمین کہتے رہیں بعد دعا مانگ چکنے کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔

جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر مغرب عشاء انکے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر عصر انکے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جائے اسکے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابل میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ انکے بعد سنت نہ ہو ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ آیۃ الکرسی قل ہو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھکر تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے (مراقی الفلاح درمختار شامی وغیرہ)

عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر انکو اس کے خلاف کرنا چاہئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکالکر کانوں تک اٹھانا چاہئے اگر سردی کا زمانہ نہ ہو اور عورتوں کو ہر زمانہ میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے شانوں تک اٹھانا چاہئے۔

(۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اور عورتوں کو سینہ پر۔

(۳) مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہئے۔ حلقہ

بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔

(۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیئے کہ سر اور سُرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اسقدر نہ جھکنا چاہیئے بلکہ صرف اُسیقدر جسمیں اُنکے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

(۵) مردونکو رکوع میں اُنگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیئے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملا کر۔

(۶) مردونکو حالت رکوع میں کُہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہیئے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

(۷) مردونکو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جُدا رکھنا چاہیئے اور عورتونکو ملا ہوا۔

(۸) مردونکو سجدے میں کُہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہیئے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

(۹) مردونکو سجدوں میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیئے اور عورتوں کو نہیں۔

(۱۰) مردونکو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیئے اور عورتونکو بائیں سُرین کے بل بیٹھنا چاہیئے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہیئے اسطرح کہ داہنی ران بائیں ران پر جائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

(۱۱) عورتوں کو کسی وقت قراءت بلند آواز سے کرنے کا اختیار نہیں بلکہ اُن کو ہر وقت آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیئے۔

نمازِ وترعہ کا بیان

نماز وتر واجب عہ ہے منکر اس کا کافر نہیں تارک اس کا مثل فرض نمازوں کے تارک کے فاسق اور گنہگار ہو۔

عہ وتر کا واو مکسور و مفتوح دونوں طرح سے پڑھ سکتے ہیں مگر کسور زیادہ مشہور ہے۔ وتر ہر اس نماز کو کہہ سکتے ہیں جس میں طاق رکعتیں ہوں مگر فقہا کے عرف میں وتر اسی خاص نماز کو کہتے ہیں جسکا وقت بعد عشا کی نماز کے ہے جو عام طور پر عشا کے بعد ہی فوراً پڑھی جاتی ہے اور یہاں اسی کا بیان ہوگا ۱۲

عہ یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور قاضی ابو یوسف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک وتر سنت ہے امام صاحب کی دلیل یہی حدیث ہے جو آگے بیان ہوگی اس لئے کہ سنت کے ترک پر ایسی سختی نہیں کی جاتی ۱۲ ف نماز وتر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم دوسری میں قل یا ایہا الکافرون تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وتر نہ پڑہے وہ ہماری جماعۃ میں نہیں (ابوداؤد۔ مستدرک۔حاکم)
وتر کی نماز میں بہی مغرب کی نماز کیطرح تین رکعتیں[5] ہو۔ اسکے پڑہنے کا طریقہ بہی وہی ہو جو فرض نماز۔ ان کا ہو صرف
فرق اسقدر ہو کہ فرض کی صرف دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ ملائی جاتی ہے اور اس کی
تینوں رکعتوں میں۔ دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے
بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھاکر جسطرح تکبیر تحریمہ کیوقت اٹھانا چاہئے پھر باندھ لے
اور اس دعا کو آہستہ آواز سے پڑہے۔ اَللّٰھُمَّ[6] اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَھْدِیْکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ

[5] یہ مذہب امام صاحب کا ہو انکے نزدیک ایک رکعت کی وتر جائز نہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتر میں
ایک رکعت بہی جائز ہو دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں مگر تین رکعت وتر اکثر فقہائے صحابہ کا معمول تہی حضرت
فاروق رضی کو اسمیں ایک خاص اہتمام تہا ایکمرتبہ سعید بن مسیب کو ایک کعت وتر پڑہتے ہوئے دیکہا فرمایا کہ کیسی ناقص نماز پڑہتے
ہو دو رکعت اور ملاؤ ورنہ میں تمکو سزا دونگا (نہایہ) ترمذی نے حضرت علی مرتضے رضہ سے تین رکعت وتر کی نقل کی ہو اور اسکو
عمران بن حصین اور عائشہ اور ابن عباس اور ابوایوب رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کیا ہو اور اخیر میں لکھدیا ہو کہ ایک جماعت
صحابہ و تابعین کی اسیطرف ہو ابن مسعود اور حضرت فاروق کا مذہب وتر کی تین رکعت ہو جنمیں امام محمد کے موطا میں موجود ہو۔ امام
حسن بصری فرماتے ہیں کہ سلف کا اسی پر اجماع تھا (ہدایہ) تین رکعت کی وتر صحابہ میں مشہور تہی ایک رکعت کی وتر عام
طور پر سب لوگ جانتے بھی نہ تھے حضرت معاویہ کو ابن عباس کے مولی نے ایک رکعت وتر پڑہتے دیکہا تو انکو نہایت تعجب ہوا
یہ خبر جاکر ابن عباس سے بیان کی ابن عباس نے انکی وحشت اور حیرت یہ کہکر رفع کردی کہ معاویہ فقیہ ہیں رسول اللہ صلعم
کی صحبت سے مشرف ہوئے ہیں اُنپر اعتراض نکرو (صحیح بخاری) امام طحاوی نے وتر کی تین رکعت سے کم نہونے پر ایک نہایت
پاکیزہ عقلی دلیل بہی قائم کی ہو ان سب وجوہ سے معلوم ہوتا ہو کہ ایک کعت وتر جن احادیث میں ہو یا وہ قابل تاویل ہیں
یا اُن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حالتوں کا ذکر ہو آخر فعل آپ کا اسی تین رکعت پر تھا جو صحابہ میں مشہور ہوا ۱۲۔

[6] ترجمہ اسکا یہ ہو اے اللہ ہم تجہسے مدد چاہتے ہیں اور ہدایت اور اپنے گناہوں کی معافی ہم توبہ کرتے ہیں اور تیرے اوپر
ایمان لاتے ہیں اور تیری اچہی تعریفیں کرتے ہیں تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور جو تیری ناشکری اور نافرمانی
کرے اُسکو چہوڑتے ہیں اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری نماز پڑہتے ہیں اور تجہی کو سجدہ کرتے ہیں تیری طرف
دوڑتے ہوئے آتے ہیں تیری عبادت میں جلد مستعد ہوجاتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں تیرے عذاب سے
ڈرتے ہیں بیشک تیرا سچا عذاب کافروں پر نازل ہونیوالا ہے ۱۲

وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اور اگر اس کے بعد یہ دعا بھی پڑھ لے تو بہتر ہے۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ اگر کوئی شخص غلطی سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ جائے تو اس کو چاہیے کہ پھر تیسری رکعت میں دعائے[عسہ] قنوت پڑھے (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کسی کو یہ دعائے قنوت نہ یاد ہو تو وہ بجائے اس کے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً[عسہ] وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ تین بار یا رَبِّ تین مرتبہ کہہ لے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نفل نمازوں[عسہ] کا بیان

عسہ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ مجھے ہدایت کر ان لوگوں کے ساتھ جنکو تو نے ہدایت کی مجھے آفتوں اور مصیبتوں سے بچا ان لوگوں کے ساتھ جنکو تو نے بچایا اور مجھے محبت کر ان لوگوں کے ساتھ جنسے تو نے محبت کی اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت دے اور مجھے ان برائیوں سے بچا جو مقدر ہوں بیشک تو حاکم ہے محکوم نہیں اور جس سے تو محبت کرے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا اور جس سے تجھکو عداوت ہو وہ عزت نہیں پا سکتا بزرگ اور برتر ہے تو ۱۲

عسہ درمختار وغیرہ میں اس مسئلے کو اس تفصیل و تفریع سے لکھا ہے اگر یہ جانتا ہو کہ پہلی یا دوسری رکعت ہی میں صرف دعائے قنوت کے پڑھنے میں سہو ہوا ہو تو پھر تیسری رکعت میں دعائے قنوت نہ پڑھے اور اگر رکعت کی تعیین میں سہو ہوا ہو مثلاً دوسری رکعت کو تیسری رکعت سمجھکر دعائے قنوت پڑھی ہو تو پھر تیسری رکعت میں پڑھے مگر صحیح یہ ہے کہ ہر صورت میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھنا چاہیے صاحب بحر الرائق وغیرہ نے اسکو ترجیح دی ہے ۱۲ ۔ عسہ ترجمہ اسکا یہ ہے اے ہمارے پروردگار ہمکو دنیا و آخرت دونوں میں آرام دے ۱۲ عسہ فرض اور واجب کے سوا ہر نماز کو نفل کہتے ہیں چاہے وہ سنت ہو یا مستحب ۱۲

چونکہ نماز ایک عمدہ عبادت اور خداوند عالم کو سب عبادتوں سے زیادہ مرغوب اور محبوب ہو اس لیے جس قدر اسکی کثرت کی جائے بہت خوب ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑہنے میں جسقدر مسرت اور فرحت ہوتی تہی اس قدر کسی دوسری عبادت میں کبہی نہوتی تہی اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ میری آنکہوںکو نماز میں ٹھنڈک ہوتی ہو۔ (ترمذی)

شریعت نے اسی خیال سے اس عبادت میں فرائض اور واجبات کے علاوہ ہر فرض کے ساتھ کچھ سنتیں بہی مقرر فرمائی ہیں کہ فرض کے ساتھ آسانی سے ادا ہو جائیں اور جو قصور و نقصان فرائض کے ادا کرنے میں واقع ہوا ہو وہ بہی انکی وجہ سے پورا ہو جائے نماز کے سوا اور کسی عبادت میں فرائض کے سوا شریعت کی طرف سے سُنن وغیرہ مقرر نہیں اپنی خوشی سے اگر کوئی فرض کے علاوہ اون عبادتوں کو بہی کرے تو وہ دوسری بات ہے زکوۃ کو دیکہئے جسقدر فرض ہو اسکے دینے کے بعد اگر ایک پیسہ بہی کسی محتاج کو نہ دیا جائے تو شریعت کی طرف سے کچھ تعرض نہیں۔ روزے کا بہی یہی حال ہو رمضان کے سوا اگر ایک روزہ بہی نہ رکہا جائے تو کچھ مضایقہ نہیں۔ حج کی بہی یہی کیفیت ہو فرض ہونے کے بعد تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کرکے پھر اگر کبہی نہ کیا جائے تو کچھ گناہ نہیں۔ نمازوں میں اگر صرف فرائض ادا کئے جائیں اور سنتیں نہ پڑہی جائیں تو گناہ ہو۔ یہاں سے بہی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نماز اللہ جل شانہ کو کس قدر پسند ہو۔

نفل نمازوں کے پڑہنے کا بہی وہی طریقہ ہو جو اوپر بیان ہو چکا فرق صرف اسقدر ہے کہ فرائض کی صرف دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑہنے کا حکم ہو اور نوافل کی سب رکعتوں میں۔ نوافل کی رکعتوں میں جو سورتیں پڑہی جائیں انکا برابر نہونا بہی خلاف سنت نہیں ہو۔ نوافل دن میں چار رکعت تک اور رات میں آٹھ رکعت تک ایک ہی سلام سے پڑہی جاسکتی ہیں مگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑہنا چاہیے۔

فجر کیوقت فرض سے پہلے دو رکعت سنت[عہ] موکدہ ہیں انکی تاکید تمام موکدہ سنتوں سے زیادہ ہے

عہ فجر کی سنت کی پہلی رکعت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم قل یا ایہا الکافرون دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑہتے تہے امام غزالی رح نے لکہا ہو کہ اگر پہلی رکعت میں الم نشرح اور دوسری رکعت میں الم ترکیف پڑہی جاے تو دن بہر کی آفتوں سے انسان محفوظ رہیگا مگر یہ حدیث میں نہیں آیا ہے ۱۲ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

یہاں تک کہ بعض روایات میں امام صاحب سے انکا وجوب منقول ہو۔ بعض علما نے لکہا ہو
کہ انکے انکار سے کفر کا خوف ہو۔ (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو چاہے تمکو گھوڑے کچل ڈالیں۔
یعنی جان جانیکا خوف ہو جب بہی نہ چھوڑو۔ اس سے مقصود صرف تاکید اور ترغیب ہے ورنہ
جان کے خوف سے تو فرائض کا چھوڑنا بہی جائز ہو۔
ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کی سنتیں میرے نزدیک تمام دنیا و
ما فیہا سے بہتر ہیں۔
ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام^{عہ} اور فرض کے بعد دو رکعت سنت
موکدہ ہیں۔ (مراقی الفلاح درمختار وغیرہ)
جمعے کے وقت فرض سے پہلے چار رکعتیں^{عہ} ایک سلام سے سنت موکدہ ہیں اور فرض کے بعد
بہی چار رکعتیں^{عہ} ایک سلام سے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)
عصر کے وقت کوئی سنت موکدہ نہیں ہاں فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے
مستحب ہیں۔ (مراقی الفلاح)
مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔
عشا کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے مستحب ہیں
وتر کے بعد بہی دو رکعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں لہذا یہ دو رکعت بعد وتر کے مستحب ہیں۔

عہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر کے پہلے چار رکعت دو سلام سے سنت ہیں امام صاحب کے دلیل وہ حدیث ہو جو
حضرت عائشہ رضی سے بخاری وغیرہ نے روایت کی ہو کہ حضرت ظہر سے پہلے چار رکعت پڑہتے تھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے
اس حدیث کی تاویل کی جاتی جو بالکل خلاف ظاہر ہو یعنی یہ چار رکعت سنت ظہر کی نہ تہیں بلکہ مستقل نماز تہی ۱۲ عہ صاحب
سفر السعادت نے لکہا ہو کہ جمعے سے پہلے کوئی سنت منقول نہیں حالانکہ ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ وہ جمعے سے پہلے چار رکعتیں اور جمعے کے بعد بہی چار رکعتیں پڑہا کرتے تہے ۱۲ عہ یہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کا ہو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بعد جمعے کے چھ رکعتیں مسنون ہیں پہلے چار ایک سلام سے پہر دو رکعت ایک
سلام سے دونوں طرف صحیح حدیثیں موجود ہیں ۱۲

ان سب سنتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ تاکیدیں اور فضیلتیں حدیث شریف میں وارد ہوئی ہیں مگر یہاں صرف ایک وہ حدیث لکھی جاتی ہے جس سے سب کی فضیلت نکلتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان فرائض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرے اس کے لئے اللہ تعالےٰ جنت میں گھر بنائے گا۔ (صحیح مسلم)

ترمذی اور نسائی میں ان بارہ رکعتوں کی تفصیل اس طرح منقول ہے چار قبل ظہر کے اور دو بعد اس کے دو بعد مغرب کے دو بعد عشا کے دو قبل فجر کے۔

ان سنتوں کے علاوہ اور بھی نمازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں دلدادگان سنت کے لئے انکا ذکر بھی ضروری ہے لہذا ہم اپنی کتاب ان کے مبارک ذکر سے خالی رکھنا نہیں چاہتے۔

نماز تہجد

نماز تہجد سنت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو اس کے پڑھنے کی بہت ترغیب کرتے تھے اس کے بہت فضائل احادیث میں وارد ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد فرض نمازوں کے نماز شب (تہجد) کا مرتبہ ہے (مسلم)

حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بے نماز تہجد کے درجۂ ولایت کو نہیں پہنچتا اس میں شک نہیں کہ یہ نماز تمام صلحائے امت کا معمول ہے صحابہ سے لیکر اسوقت تک بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ اگلی امت والے بھی اس نماز کو پڑھتے تھے۔

نماز تہجد کا وقت عشا کی نماز کے بعد ہے سنت یہ ہے کہ عشا کی نماز پڑھکر سو رہے اس کے بعد اُٹھکر نماز تہجد پڑھے (شامی وغیرہ)

بہتر یہ ہے کہ بعد نصف شب کے پڑھے کم سے کم تہجد کی نماز دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت[عہ]

عہ بعض فقہا نے اس نماز کو مستحب لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سنت ہے ۱۲ عہ بعض کتب فقہ میں اس نماز کی آٹھ رکعتیں انتہائی تعداد لکھی ہے مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس رکعت بھی حضرتؐ نے پڑھی ہیں شرح سفر السعادت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسکو بہت عمدہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے ۱۲

منقول ہے اور اکثر معمول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ رکعت پڑھنا ایک ایک سلام سے دو دو رکعتیں تہجد کی نماز اس نیت سے پڑھے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ صَلٰوةِ التَّهَجُّدِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تہجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آدھی رات کو کبھی اس سے کچھ پہلے کبھی کچھ اُس کے بعد تہجد کے لئے اُٹھتے تھے جب اُٹھتے تو اس دعا کو جو بیداری کے وقت آپکی معمول تھی پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھ منہ پر ملتے تاکہ نیند کا اثر جاتا رہے اس کے بعد مسواک فرماتے مسواک میں مبالغہ کرنا حضرتؐ کی عادت تھی بعد مسواک کے وضو فرماتے بعض روایات میں ہے کہ مسواک اور وضو کرتے وقت بعض میں ہے کہ اس سے پہلے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتے اور سورۂ آل عمران کی اخیری دس آیتیں جنکی ابتدا اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ہے تلاوت فرماتے بعض روایات میں ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سے لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تک پڑھتے اس کے بعد نماز شروع کرتے۔ نماز پڑھنے میں آپ کی عادت مختلف تھی کبھی چھ رکعت پڑھتے اور ہر دو رکعت کے بعد سو رہتے سو اُٹھنے کے بعد پھر اسی طرح مسواک اور وضو کرتے اور آیتوں کی تلاوت فرماتے اکثر عادت آپ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی اسیواسطے فقہا نے آٹھ رکعتیں اختیار کی ہیں وتر کی نماز حضرتؐ بعد تہجد کے پڑھتے تھے اور اگر فجر کا وقت آجاتا تو اس کے بعد فجر کی سنتیں بھی پڑھ لیتے پھر تھوڑی دیر لیٹ رہتے اسکے بعد فجر کی نماز پڑھنے تشریف لیجاتے۔

نماز چاشت

نماز چاشت مستحب ہے اختیار ہے کہ چاہے چار رکعتیں پڑھے چاہے چار سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار بھی منقول ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ کبھی چار سے زیادہ بھی پڑھ لیتے تھے طبرانی کی ایک حدیث میں بارہ رکعت تک منقول ہیں (مراقی الفلاح)

عہ وہ دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔ ترجمہ۔ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے بعد موت (خواب) کے زندہ (بیدار) کیا اور اُسیکی طرف سب کا رجوع ہے اس کے علاوہ اور بھی مختلف دعائیں حضرتؐ سے منقول ہیں (سفر السعادت)

نماز چاشت کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنیکے بعد سے زوال سے پہلے تک رہتا ہی (مراقی الفلاح)
نماز چاشت اس نیت سے پڑہی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ صَلٰوۃِ الضُّحٰی سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز چاشت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑہوں۔
یہانتک جو نمازیں مذکور ہوئیں وہ تھیں جنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ التزام سے پڑہا کرتے تھے کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور باقی نمازیں جو آپ پڑہتے تھے اُن کے لئے کوئی خاص سبب ہوتا تھا شلاً تحیۃ المسجد مسجد میں جانے کے لئے پڑہتے تھے نماز خسوف وکسوف چاند گرہن سورج گرہن کے سبب سے وعلیٰ ہذا القیاس ۔
طالب ثواب اور پیرو سنت کو چاہیے کہ ان نمازوں کو بے کسی عذر قوی کے نہ چھوڑے اگر خیال کیا جائے تو کوئی بڑی بات نہیں دن رات میں فرائض وغیرہ ملاکر صرف چھیالیس رکعتیں ہوتی ہیں سترہ رکعت فرض تین رکعت وتر بارہ رکعتیں موکدہ سنتیں جو پنجوقتی نمازوں کے ساتھ پڑہی جاتی ہیں آٹھ رکعت نماز تہجد چار رکعت نماز چاشت۔ مگر افسوس ہم لوگوں کی کم ہمتی اور سستی کے سامنے فرائض ہی کا ادا ہونا دشوار ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ۔ بیشک نماز کا پڑہنا بہت دشوار ہی مگر اُن لوگوں کو جنھیں اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین ہے پس اصل وجہ ہماری سستی اور کم ہمتی کی یہی ہے کہ ہمیں قیامت کے آنے اور ثواب وعذاب کے ملنے کا پورا یقین نہیں ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِہَ اللّٰہُ بعض علما نے لکھا ہی کہ جو ہر شب دو مرتبہ کریم کا دروازہ طلب اور ادب کے ہاتھوں سے کھولنا چاہے بیشک اسپر سعادت اور رحمت کا دروازہ بہت جلد کھلجائے گا۔

تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لئے سنت ہی جو مسجد میں داخل ہو (درمختار وغیرہ)
اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہی جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہی اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہی پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں۔ مسجد میں آنیکے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہو۔ (درمختار بحرالرائق شامی وغیرہ)

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اور بعد اس کے کوئی درود شریف پڑھ لے (درمختار مراقی الفلاح)
اس نماز کی نیت یہ ہو نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ تَحِیَّۃَ الْمَسْجِدِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت
نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔
دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضایقہ نہیں۔
اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت
تحیۃ المسجد کے قایم مقام ہوجائیگی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائیگا اگرچہ اُس
میں تحیۃ المسجد کی نیت کی گئی (درمختار۔ مراقی الفلاح۔ شامی وغیرہ)
اگر مسجد میں جاکر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر
یہ ہو کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ (درمختار وغیرہ)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز
نہ پڑھ لے نہ بیٹھے (صحیح بخاری صحیح مسلم)
اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہو خواہ پہلی مرتبہ
پڑھ لے یا اخیر میں (درمختار۔ شامی)

سنت وضو

بعد وضو کے جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ہو (درمختار۔ مراقی الفلاح)
اگر چار رکعتیں پڑھی جائیں تب بھی کچھ حرج نہیں اور کوئی فرض یا سنت وغیرہ پڑھ لیجائے تب بھی
کافی ہو ثواب ملجائیگا۔ (مراقی الفلاح)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز خالص دل سے پڑھ لیا کرے
اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہو۔ (صحیح مسلم)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت بلال کے چلنے کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی صبح کو
اُن سے دریافت فرمایا کہ تم کونسا ایسا نیک کام کرتے ہو کہ کل میں نے تمہارے چلنے کی

آواز جنت میں اپنے آگے سنی بلال نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب میں وضو کرتا ہوں تو دو
رکعت نماز پڑھ لیا کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری)
غسل کے بعد بھی یہ دو رکعتیں مستحب ہیں اس لئے کہ ہر غسل کے ساتھ وضو بھی ضرور ہو جاتا ہے۔
(رد المحتار)

نماز سفر

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھکر
سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھ لے اسکے بعد
اپنے گھر جائے۔ (درمختار وغیرہ)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں اُن دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا
جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ (طبرانی)
نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھ لیتے
تھے (صحیح مسلم)
مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثناء سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو قبل
بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔ (شامی وغیرہ)

نماز استخارہ

جب کسی کو کوئی کام درپیش ہو اور اس کے کرنے نکرنے میں تردد ہو یا اس میں تردد ہو کہ وہ کام
کس وقت کیا جائے مثلاً کسی کو سفر حج درپیش ہو تو اس کے کرنے نکرنے مین تردد نہین ہو سکتا
اس لئے کہ حج عبادت ہے اور عبادت کے کرنے نکرنے مین تردد کیسا ہاں اس مین تردد ہو سکتا
ہے کہ سفر آج کیا جائے یا کل تو ایسی حالت مین مستحب ہے کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھی جائے
اس کے بعد جس طرف طبیعت کو رغبت ہو وہ کام کیا جائے۔ (درمختار۔ مراقی الفلاح)
بہتر ہے کہ سات مرتبہ تک نماز استخارہ کی تکرار کے بعد کام شروع کیا جائے۔
(شامی۔ مراقی الفلاح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نماز استخارہ کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی تعلیم مین آپکا اہتمام ہوتا تھا۔ (بخاری ترمذی ابوداؤد وغیرہ)

نماز استخارہ اس نیت سے شروع کیجائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ الْاِسْتِخَارَۃِ مین نے یہ نیت کی کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھون پھر بدستور معمول دو رکعت نماز پڑھ کے یہہ دعا پڑھی جائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ۔

اور لفظ امر کی جگہہ اپنی حاجت ذکر کرے مثلاً سفر کے لئے استخارہ کرتا ہو تو ھٰذَا السَّفَرِ کہے اور نکاح کے لئے استخارہ کرتا ہو تو ھٰذَا النِّکَاحِ کہے کسی چیز کے خرید و فروخت کے لئے کرتا ہو تو ھٰذَا الْبَیْعُ کہے وعلیٰ ہذا القیاس بعض مشایخ سے منقول ہے کہ بعد اس دعا پڑہنے کے باوضو قبلہ رو ہو کر سو رہے اگر خواب مین سپیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھہ لے کہ یہ کام اچھا ہے کرنا چاہئے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھہ لے کہ یہ کام برا ہے نکرنا چاہئے۔ (شامی)

اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً عجلت کیوجہ سے یا عورت حیض و نفاس کے سبب سے تو صرف دعا پڑھکر کام شروع کر دے (طحطاوی وغیرہ)

مستحب ہے کہ دعا کے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور درود شریف بھی پڑھ لیا جائے۔

نماز حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت اور ضرورت پیش آئے خواہ وہ حاجت بلا واسطہ اللہ تعالےٰ سے ہو یا بواسطہ یعنی کسی بندے کے اس حاجت کا پورا ہونا مقصود ہو مثلاً کسیکو نوکری کی خواہش ہو یا کسی سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اسکو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھکر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالےٰ

کی تعریف کرکے اس دعا کو پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا حَاجَةً لَكَ فِیْهَا رِضًى اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اس دعا کے بعد جو حاجت اسکو درپیش ہو اسکا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے یہ نماز حاجت روائی کے لئے مجرب ہے بعض بزرگوں نے اپنی بعض ضرورتوں میں اسی طریقہ سے نماز پڑھکر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کی انکا کام پورا ہوگیا۔ (شامی)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عنایت فرمائے حضرت نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرو تو بہت ثواب ہوگا اگر کہو تو میں دعا کروں انھوں نے خواہش کی آپ دعا فرمایئے اس وقت آپ نے یہ نماز اُن کو تعلیم فرمائی۔

صلوٰۃ الاوابین

نماز اوابین مستحب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں۔ نماز اوابین چھ رکعت پڑھنا چاہیئے تین سلام سے نماز مغرب کے بعد (مراقی الفلاح وغیرہ)

صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح[ع] مستحب ہے ثواب اس کا احادیث میں بیشمار ہے۔

ع ترجمہ اس دعا کا یہ ہے۔ کوئی خدا سوا اللہ چشم پوشی اور بخشش کرنے والے کے نہیں پاکی بیان کرتا ہوں میں اللہ کی جو مالک ہے عرش عظیم کا اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہان کا اے اللہ میں تجھسے مانگتا ہوں وہ چیزیں جنپر تیری رحمت ہوتی ہے اور جو تیری بخشش کا سبب واقع ہوتی ہیں اور مانگتا ہوں اپنا حصہ ہر فائدے سے اور چاہتا ہوں بچنا ہر گناہ سے اے اللہ میرے کسی گناہ کو بے بخشے ہوئے اور کسی غم کو بے دور کئے ہوئے اور کسی حاجت کو بے پورا کئے ہوئے نہ چھوڑ ۱۲ ع ابن عباس سے پوچھا گیا کہ اس نماز کے لئے کوئی خاص سورت بھی تمکو یاد ہے انہوں نے کہا ہاں۔ الہاکم التکاثر۔ والعصر۔ قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہو اللہ احد ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو تعلیم فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اے چچا اس کے پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگلے پچھلے نئے پرانے اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز ایک مرتبہ اسکو پڑھ لیا کرو ورنہ ہفتے میں ایکبار ورنہ مہینے میں ایکدفعہ اور یہ بھی نہو سکے تو تمام عمر میں ایکبار۔ (ترمذی)
بعض محققین کا قول ہو کہ اس قدر فضیلت معلوم ہو جانے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اس نماز کو نہ پڑھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کی کچھ عزت نہیں کرتا۔ (شامی)

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں بہتر ہو کہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں اگر دو سلام سے پڑھی جائیں تب بھی درست ہی ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح کہنا چاہیے پوری نماز میں تین سو مرتبہ نماز صلوٰۃ التسبیح کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہی کہ نیت کرکے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکَعَاتِ صَلوٰۃِ التَّسْبِیْحِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز صلوٰۃ التسبیح پڑھوں تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللہم پڑھکر پندرہ مرتبہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھکر الحمد اور سورت پڑھے اس کے بعد دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر رکوع سے اٹھکر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدے میں جائے اور دونوں سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد اور سجدوں کے درمیان میں دس دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر دوسری رکعت میں الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ اور بعد الحمد اور دوسری سورت کے دس مرتبہ اور رکوع اور قومے اور دونوں سجدوں اور اُن کے درمیان میں دس دس دفعہ اُسی تسبیح کو پڑھے اسیطرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی پڑھے۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوا ہی کہ سبحانک اللہم کے بعد اس تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ بعد الحمد اور سورت کے پندرہ مرتبہ اور بعد دوسرے سجدے کے بیٹھ کر دس مرتبہ اسی طرح دوسری رکعت میں بھی الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ اور بعد التحیات کے دس مرتبہ اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی اور چوتھی رکعت میں بعد درود شریف کے دس مرتبہ اور باقی تسبیحیں بدستور پڑھے۔ یہ دونوں طریقے ترمذی میں مذکور ہیں اختیار ہے کہ ان دونوں روایتوں سے جس روایت کو چاہے اختیار کرے اور بہتر ہے کہ کبھی اس روایت کے موافق عمل کرے کبھی اُس روایت کے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے۔ (شامی)

اس کی تسبیحین چونکہ ایک خاص عدد کے لحاظ سے پڑہی جاتی ہین یعنی حالت قیام مین پچیس ۲۵
یا پندرہ مرتبہ اور باقی حالتوںمین دس دس مرتبہ اس لئے اسکی تسبیحون کے گننے کی ضرورت ہوگی
اور اگر خیال ان کے گنتی کی طرف رہیگا تو نماز مین خشوع نہوگا لہذا فقہا نے لکھا ہے کہ اُن کے
گننے کے لئے کوئی علامت مقرر کرے مثلاً جب ایکدفعہ کہہ چکے تو اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو دبا دے
پھر دوسری کو اسی طرح تیسری چوتھی پانچوین کو جب چھٹا عدد پورا ہوجائے تو دوسرے ہاتھ کی
پانچون اُنگلیان یکے بعد دیگرے اسی طرح دباوے اس طرح پورے دس عدد ہوجائینگے اور
اگر پندرہ مرتبہ کہنا ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیان ڈھیلی کرکے پھر دباوے پندرہ عدد پورے ہوجائینگے
اُنگلیون کی پور پر نہ گننا چاہئے۔ (شامی)
اگر کوئی شخص صرف اپنے خیال مین عدد یاد رکھ سکے بشرطیکہ پورا خیال اسی طرف نہ ہوجائے
تو اور بھی بہتر ہے (شامی)
اگر بھولے سے کسی مقام کی تسبیحین چھوٹ جائیں تو اُنکو اس دوسرے مقام مین ادا کرے جو پہلے
مقام سے ملا ہوا ہو بشرطیکہ یہ دوسرا مقام ایسا نہ ہو جس مین دُگنی تسبیحین پڑھنے سے اُسکے
بڑھ جانیکا خوف ہو اور اُس کا بڑھ جانا پہلے مقام سے منع ہو مثلاً قومے کا رکوع سے بڑہا دینا
منع ہے پس رکوع کی چھوٹی ہوئی تکبیرین قومے مین نہ ادا کی جائین بلکہ پہلے سجدے مین اور اسی
طرح دونون سجدون کے درمیانی نشست کا سجدون سے بڑھا دینا منع ہے لہذا پہلے سجدے کی
چھوٹی ہوئی تکبیرین درمیان مین نہ ادا کیجائین بلکہ دوسرے سجدے مین۔ (شامی)

نماز توبہ

جس شخص سے کوئی گناہ صادر ہوجائے اُس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھکر اپنے اُس گناہ
کے معاف کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کرے۔ (طحطاوی۔ شامی وغیرہ)
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جب کسی
مسلمان سے کوئی گناہ ہوجائے اور وہ اُس کے بعد فوراً طہارت کرکے دو رکعت نماز پڑھے پھر
اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے اللہ اُسکے گناہ بخشدے گا پھر آپ نے بطور سند کے اس آیت کی تلاوت

فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ الآیۃ

نماز قتل

جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اُسکو مستحب ہو کہ دو رکعت نماز پڑھکر اپنے گناہوں کے مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ یہی نماز و استغفار دنیا مین اس کا آخر عمل رہے (طحطاوی - مراقی الفلاح وغیرہ)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے چند قاریون کو قرآن مجید کی تعلیم کیلئے کہین بھیجا تھا اثناء راہ مین کفار مکہ نے انھین گرفتار کیا سوا حضرت خُبیب کے اور سب کو وہین قتل کر دیا حضرت خُبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ مین لیجا کر بڑی دہوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا جب یہ شہید ہونے لگے توان لوگون سے اجازت لیکر دو رکعت نماز پڑھی اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہوگئی۔ (مشکوٰۃ)

نماز تراویح[عہ]

نماز تراویح رمضان مین سنت موکدہ ہو مردون کے لئے بھی عورتون کے لئے بھی۔ (درمختار)

جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے چھوڑ دی جائے۔

نماز تراویح روزہ کی تابع نہین ہو جو لوگ کسیوجہ سے روزہ نرکھہ سکین انکو بھی تراویح کا پڑھنا

عہ اس آیت کا یہ مطلب ہو کہ جب کوئی شخص کسی گناہ مین مبتلا ہوجائے پھر اللہ کا ذکر کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ اسے بخشدیتا ہو چونکہ نماز بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عمدہ ذکر ہو اس لئے یہ نماز اس آیت سے سمجھی جاتی ہو ۱۲ منہ عہ تراویح جمع ترویحہ کی ہو ترویحہ آرام کرنیکو کہتے ہین چونکہ اس نماز مین پانچ ترویحے ہوتے ہین یعنی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھکر آرام کر لیتے ہین اس لئے اس نماز کو تراویح کہتے ہین ۱۲ سہ تراویح کے سنت ہونیکا سوا روافض کے اور کوئی فرقہ اسلام مین منکر نہین نبی نے بھی رمضان مین تین شب جماعت سے تراویح پڑھی جب آپ نے دیکھا کہ لوگونکی بہت کثرت ہوجاتی ہو تو پھر جماعت سے نہین پڑھی اور فرمایا کہ مجھے خوف ہو کہ کہین فرض نہوجاوے پھر اگر کوئی نہ پڑھے تو ترک فرض کا سخت گناہ اس کے ذمہ ہو ۱۲

سنت ہے اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہوگا۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)
مسافر اور وہ مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورتیں اگر تراویح کے وقت طاہر ہو جائیں اور اسی طرح وہ کافر جو اس وقت اسلام لائے ان سب کو تراویح پڑھنا سنت ہے اگرچہ ان لوگوں نے روزہ نہیں رکھا۔ (مراقی الفلاح)
نماز تراویح کا وقت بعد نماز عشا کے شروع ہوتا ہے اور صبح کی نماز تک رہتا ہے۔ نماز عشا سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائے تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص عشا کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشا کی نماز میں کچھ سہو ہو گیا تھا جس کی وجہ سے عشا کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشا کی نماز کے اعادے کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیے۔
(درمختار وغیرہ)
وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔ (درمختار وغیرہ)
نماز تراویح کا بعد تہائی رات کے نصف شب سے پہلے پڑھنا مستحب ہے اور نصف شب کے بعد خلاف اولیٰ ہے (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)
نماز تراویح کی بیس رکعتیں باجماع صحابہ ثابت ہیں ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس رکعتیں دس سلام سے۔ (درمختار۔ بحرالرائق وغیرہ)
نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے چاہے نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے

ے اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح منقول ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی۔ مگر حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھنے کا حکم فرمایا اور جماعت قائم کردی ابی ابن کعبؓ کو اس جماعت کا امام کیا اُس کے بعد تمام صحابہ کا یہی دستور رہا حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی اپنے خلافت کے زمانے میں اس کا انتظام رکھا اور نبی کا ارشاد ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت اپنے اوپر لازم سمجھو اُسے اپنے دانتوں سے پکڑ رہو، در حقیقت اب اگر کوئی آٹھ رکعت تراویح پڑھے تو وہ مخالف سنت کہا جائے گا نہ موافق سنت ۱۲۔

چاہیے چپ بیٹھا رہے مکہ معظمہ مین لوگ بجائے بیٹھنے کے طواف کیا کرتے ہین مدینہ منورہ مین چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہین بعض فقہانے لکھا ہو کہ بیٹھنے کی حالت مین یہ تسبیح پڑھے۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَ الْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔ (شامی)

اگر عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشا کی تابع ہی ہاں جو لوگ جماعت سے عشا کی نماز پڑھکر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہون اُنکے ساتھ شریک ہوکر اُس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائیگا جس نے عشا کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہو اس لئے کہ وہ اُن لوگون کا تابع سمجھا جائیگا جن کی جماعت درست ہی۔ (در مختار شامی وغیرہ)

اگر کوئی شخص مسجد مین ایسے وقت پہنچے کہ عشا کی نماز ہو چکی ہو تو اُسے چاہئے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھ لے پھر تراویح مین شریک ہوا اور اگر اس درمیان مین تراویح کی کچھہ رکعتین ہو جائین تو اُن کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے (در مختار)

مہینے مین ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح مین پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ لوگون کی کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نکرنا چاہئے ہان اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز مین نہ آئین گے اور جماعت ٹوٹ جائیگی یا انکو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جسقدر لوگون کو گران نہ گزرے اسیقدر پڑھا جائے الم ترکیف سے اخیر تک کی دس سورتین پڑھ دیجائین ہر رکعت مین ایک

عہ پاکی بیان کرتا ہون مین ملک اور بادشاہت والے کی۔ پاکی بیان کرتا ہون مین عزت اور عظمت اور قدرت اور بزرگی اور دبدبے والے کی۔ پاکی بیان کرتا ہون مین اس بادشاہ کی جو زندہ ہے کبھی نہ مریگا بہت پاک ہے وہ پروردگار ہے فرشتون اور ارواح کا۔ نہین کوئی خدا سوا اللہ کے ہم اپنے گناہون کی معافی چاہتے ہین۔ اللہ سے ہم بہشت کا سوال کرتے ہین اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہین ۱۲

ایک سورت پھر جب دس رکعتین ہوجائین تو انھین سورتون کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتین چاہے پڑھے (مراقی الفلاح - بحرالرائق - درمختار - شامی وغیرہ)

ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تا وقتیکہ لوگون کا شوق نہ معلوم ہوجائے -

ایک رات مین پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہی بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہون کہ انکو گران نہ گزرے اگر گران گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہی -

تراویح مین کسی[ع] سورت کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیے اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے[عـه] اگرچہ کسی سورت کا جز نہین پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائیگی تو قرآن مجید کے پورے ہونے مین ایک آیت کی کمی رہجائے گی اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائیگی تو مقتدیون کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا -

تراویح کا رمضان کے پورے مہینے مین پڑھنا سنت ہی اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہوجائے مثلاً پندرہ روز مین پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے مین بھی تراویح کا پڑھنا سنت موکدہ ہی -

---

ع خواہ وہ قل ہو اللہ ہو یا کوئی سورت آجکل دستور قل ہو اللہ کے شروع پر بسم اللہ پڑھنے کا ہی اسکی کوئی خصوصیت نہین یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اگر کسی اور سورت کے شروع پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کافی نہوگی اسی خیال سے حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے لکھا ہی کہ مین نے اس دستور کو چھوڑ دیا کبھی سورہ بقر کے شروع پر بسم اللہ پڑھ دیتا ہون کبھی الم ترکیف کے شروع پر کبھی اور کسی سورت کے شروع پر ۱۲ عـه یہ مذہب حنفیہ کا ہی جن لوگون کے نزدیک بسم اللہ پوری آیت ہی اور ہر سورت کا جز ہی انکے نزدیک ایکسو تیرہ آیتین بسم اللہ کی ہونگی سورہ برات کے شروع پر بسم اللہ ہونیکا کوئی قایل نہین اور سورۂ نمل کے درمیان مین بسم اللہ ہونیکا کوئی شک نہیں یہ اختلاف اسی بسم اللہ مین ہی جو ہر سورت کے شروع پر قرآن مجید مین لکھی ہوئی ہی حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ اور کسی سورت کا جز نہین اگرچہ ہر سورت کے شروع پر بسم اللہ نازل ہوتی تھی اور ایک آیت یا سورت کے کئی مرتبہ نازل ہونیسے اسکا کئی آیتین یا کئی سورتین ہونا ضروری نہین مثلاً سورۂ فاتحہ دو مرتبہ نازل ہوئی حالانکہ سورۂ فاتحہ کے دو سورت ہونیکا کوئی قایل نہین امام شافعی اور قراء مکہ اور کوفہ کے نزدیک بسم اللہ ہر سورت کا جز ہے ان دونون مذہبون کے علاوہ اور بھی سات مذہب ہین جنکی تفصیل حضرت مولانا عبدالحی صاحب نور اللہ مرقدہ کے رسالہ شریفہ سے مع دلایل ہر مذہب مع ترجیح معلوم ہوسکتی ہی ۱۲ -

صحیح یہ ہو کہ قل ہو اللہ کا تراویح مین تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آجکل دستور ہی مکروہ ہی نماز تراویح اس نیت سے پڑھے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ التَّرَاوِیْحِ سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تراویح پڑہون جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے صحابہ کی سنت ہی۔

نماز تراویح پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اور نمازون مین بیان ہو چکا۔

نماز تراویح کی فضیلت اور اس کا ثواب محتاج بیان نہین رمضان مبارک کی راتون مین جو عبادت کیجائے اس کا ثواب احادیث مین بہت وارد ہوا ہی۔ ایک صحیح حدیث کا مضمون ہی کہ جو شخص رمضان کی راتون مین خاص اللہ کے واسطے ثواب سمجھکر عبادت کرے اُس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشدیئے جاتے ہین۔

نماز احرام

جو شخص حج کرنا چاہے اس کے لئے حج کا احرام باندھتے وقت دو رکعت[عہ] نماز پڑھنا سنت ہے۔ (مراقی الفلاح۔ طحطاوی وغیرہ)

اس نماز کی نیت یون کیجائے۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْاِحْرَامِ سُنَّۃَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مین نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز احرام نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت پڑھون۔

عہ اگرچہ ہمارے فقہا نے قرآن مجید ختم کرتے وقت قل ہو اللہ تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہی مگر انہون نے یہ بھی لکھدیا ہی کہ یہ حکم اس قرآن مجید کا ہی جو نماز مین نہ پڑھا جائے اس کے علاوہ نماز تراویح صحابہ سے بغیر تکرار سورۂ اخلاص مروی ہی لہذا خلاف سنت ہونیکے سبب مکروہ ہوگی اسی خیال سے حضرت مولانا عبدالحی صاحب نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہی کہ مین نے سورۂ اخلاص کا تین مرتبہ پڑھنا چھوڑ دیا ہی اس لئے کہ صحابہ و تابعین وغیرہم سے میرے علم مین منقول نہین اور ہمارے فقہا نے بھی اُس قرآن مجید مین سورۂ اخلاص کے تکرار کو مکروہ لکھا ہی جو نماز مین پڑہا جاوے واللہ اعلم ۱۲ عہ اس نماز کی پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری مین قل ہو اللہ احد حدیث مین وارد ہوئی ہی ۱۲ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

نماز کسوف و خسوف

کسوف کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسوف اور خسوف اللہ تعالیٰ کے قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اس سے مقصود بندوں کو خوف دلانا ہے پس جب تم اُسے دیکھو تو نماز پڑھو۔
نماز کسوف و خسوف پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو اور نوافل کا ہے۔
نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)
نماز کسوف میں وہ سب شرطیں معتبر ہیں جو جمعے کے لئے ہیں سوا خطبہ کے (طحطاوی مراقی الفلاح)
نماز کسوف کے لئے اذان یا اقامت نہیں بلکہ اگر لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ پکار دیا جائے (مراقی الفلاح وغیرہ)
نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۂ بقر وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر دیر تک ادا کرنا مسنون ہے۔
نماز کے بعد امام کو چاہئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہئے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہئے۔
خسوف کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔ اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے اپنے گھر میں تنہا پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مصیبت یا رنج

ف کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں ۱۲

ہوتا تو نماز مین مشغول ہوجاتے (مراقی الفلاح وغیرہ)

جسقدر نمازین یہان بیان ہوچکین اُن کے علاوہ بھی جسقدر کثرت نوافل کی کیجائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصًا اُن اوقات مین جن کی فضیلت احادیث مین وارد ہوئی ہے اور اُن مین عبادت کرنے کی ترغیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے مثل رمضان کے اخیر عشرے کی راتون اور شعبان کی پندرہوین تاریخ کے اُن اوقات کی بہت فضیلتین اور اُن مین عبادت کا بہت ثواب احادیث مین وارد ہوا ہے ہم نے اختصار کے خیال سے اُن کی تفصیل نہین کی۔

استسقا[ع] کے لئے کوئی خاص نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول نہین ہان دعا کرنا[ع] بیشک ثابت ہے (مراقی الفلاح طحطاوی وغیرہ)

اگر کوئی شخص سنت نہ سمجھے اور استسقا کے لئے نماز پڑھے تو جائز ہے مگر یہ نماز جماعت سے نہ پڑھی جائے (مراقی الفلاح درمختار وغیرہ)

جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اُس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے۔

استسقا کے لئے دعا کرنا اس طریقے سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان ملکر مع اپنے لڑکون اور بوڑھون اور جانورون کے پاپیادہ جنگل کی طرف جائین اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لیجائین پھر جو شخص ان مین بزرگ ہو وہ قبلہ رو ہوکر کھڑا ہو جائے اور دونون ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسانے کی دعا کرے (مراقی الفلاح وغیرہ)

ع استسقا اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنے کو کہتے ہین ۱۲ ع یہی امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب ہے صاحبین کا مذہب اس کے خلاف ہے اُن کے نزدیک استسقا کے لئے نماز بھی منقول و مسنون ہے اور وہ جماعت کے بھی قائل ہین مگر اکثر احادیث مین صرف دعا ہی وارد ہوئی ہے نماز کا ذکر بھی نہین ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استسقا کے لئے صرف دعا پر اکتفا فرمائی نماز نہین پڑھی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ثابت ہوتی تو وہ ہرگز اس سنت کو نہ چھوڑتے اور ایسے ضروری مشہور واقعات کا اُن کو نہ معلوم ہونا بھی بعید ہے۔ علاوہ اس کے اور اصحاب جو اُسوقت موجود تھے وہ کب اس امر کو گوارا کرتے ۱۲ (طحطاوی۔ مراقی الفلاح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقا کی دعائیں منقول ہیں منجملہ اُن کے ایک دعا یہ ہے[1] اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ۔ استسقا کی دعا کا عربی زبان میں یا خاص انھیں الفاظ سے ہونا کچھ ضروری نہیں۔

نماز کی قسموں کا بیان ہوچکا صرف چند نمازیں[2] باقی ہیں جن کو ہم آگے بیان کرینگے لہذا اب ہم نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات اور مفسدات اور مکروہات لکھتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوگا کہ جو طریقہ نماز پڑھنے کا اوپر بیان ہوچکا اُسمیں کون چیز فرض ہے اور کون واجب اور کون سنت ہے اور کون مستحب اور اُس طریقہ کے کس امر کی رعایت نہ کرنے سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔

نماز کے فرائض

نماز کے فرائض چھ ہیں[3] ان چھ میں سے پانچ نماز کے رکن ہیں یعنی نماز اُن سے مرکب ہے اور وہ نماز کے جز ہیں اور چھٹا یعنی نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا رکن نہیں۔

(۱) **قیام** کھڑا ہونا اتنی دیر تک کھڑا رہنا فرض ہے جس میں اسقدر قرأت کیجاسکے جو فرض ہے (درمختار وغیرہ) کھڑے ہونیکی حد فقہانے یہ بیان کی ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائے جائیں تو گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

قیام صرف فرض اور واجب نمازوں میں فرض ہے انکے سوا اور نمازوں میں فرض نہیں (مراقی الفلاح)

---

[1] ترجمہ اے اللہ برسا دے پانی تکلیف کا دور کرنیوالا جو فائدہ دے نقصان نہ کرے جلدی برسے دیر نہو اے اللہ اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلادے اور اپنی رحمت کو بھیج اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کردے اے اللہ تیرے سوا کوئی خدا نہیں تو غنی ہے اور ہم سب فقیر ہیں بھیج ہمپر باران رحمت اور اُس سے ہم کو قوت دے اور ہماری زندگی کا سامان کر ۱۲

[2] مثل نماز جمعہ اور عیدین اور جنازہ وغیرہ کے ۱۲

[3] یہاں اُن فرائض کا بیان ہے جو نماز کے اندر داخل ہیں ۔ نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں جو بیان ہوچکیں سب فرض ہیں ۱۲

صحیح یہ ہو کہ فجر کی سنت مین قیام فرض ہو اس لئے کہ اس کی تاکید مین کسی کا اختلاف نہین بلکہ بعض فقہا اس کے وجوب کے قایل ہو گئے ہین (درمختار وغیرہ)

تراویح مین کھڑا ہونا فرض نہین[2] اس لئے کہ اُس کی تاکید سنت فجر کی برابر نہین (درمختار وغیرہ)

اُس نفل کی قضا جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو واجب ہو اور اسی طرح وہ نماز جس کی نذر کی گئی ہو مگر فقہا نے اس مین سکوت کیا ہے کہ اُس مین قیام فرض ہو یا نہین احتیاط[3] یہ ہے کہ وہ بھی کھڑی ہو کر پڑھی جائین۔

جو شخص قیام پر قادر نہو اُس پر قیام فرض نہین۔

اگر کسی کے زخم ہو اور کھڑے ہونے سے اُس زخم سے خون آجانیکا احتمال ہو اسکو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہین اسی طرح اُس شخص کو جس کو کھڑے ہونے سے پیشاب آجانے کا خوف ہو یا ستر عورت کے کھل جانیکا خوف ہو (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص ایسا کمزور ہو کہ کھڑے ہونے سے اسکو ایک آیت پڑھنے کی بھی طاقت نہ رہے تو اُس کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہین (درمختار وغیرہ)

(۳) قرأت یعنی قرآن مجید کا پڑھنا نماز مین۔ قرآن مجید کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ بڑی آیت ہو یا چھوٹی مگر شرط[4] یہ ہو کہ کم سے کم دو لفظون سے مرکب ہو جیسے ثُمَّ نَظَرَ اور اگر ایک ہی لفظ ہو جیسے مُدْهَامَّتَانِ یا ایک حرف ہو جیسے صٓ قٓ وغیرہ یا دو حرف ہون جیسے حٰمٓ

---

[1] اس مین اختلاف ہو مگر محقق مذہب یہی ہو جو لکھا گیا مراقی الفلاح مین اس کے خلاف ہو مگر اسکو سید طحطاوی وغیرہ محققین نے رد کر دیا ہو (طحطاوی قاضیخان شامی وغیرہ) [2] یعنی فقہا نے تراویح کو سنت فجر پر قیاس کر کے لکھا ہو کہ تراویح مین بھی قیام فرض ہو مگر یہ قیاس صحیح نہین اس لئے کہ سنت فجر کی تاکید تراویح کی تاکید سے بہت زیادہ ہو ۱۲ (فتاوی قاضیخان شامی وغیرہ) [3] مولانا شیخ محمد عبد الحی صاحب نور اللہ مرقدہ نے بھی سعایہ مین اپنی رائے اسی طرف ظاہر کی ہو اور لکھا ہو کہ فقہا کے اشارات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ان نمازون مین بھی قیام فرض ہو ۱۲۔ [4] یہ مذہب ہمارے امام صاحب کا ہو۔ صاحبین کے نزدیک بڑی ایک آیت اور چھوٹی تین آیتون کا پڑھنا فرض ہو اُن کے نزدیک چھوٹی ایک کے پڑھنے سے فرض ادا نہین ہوتا ۱۲ (مراقی الفلاح)

وغیرہ یا کئی حرف ہون جیسے الٓمٓ حمٓعسٓقٓ وغیرہ تو ان سب صورتون مین ایسی ایک آیت کے پڑھنے سے فرض نہ ادا ہوگا (درمختار ۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

فرض نمازون کی صرف دو رکعتون مین قرأت فرض ہو یہ بھی تخصیص نہین کہ پہلی دو رکعتون مین قرأت فرض ہو یا پچھلی دو رکعتون مین یا درمیانی مثلاً مغرب کیوقت اگر کوئی پہلی اور تیسری رکعت قرأت کرے اور دوسری مین نہین یا دوسری اور تیسری مین کرے پہلی مین نہین بہر صورت فرض ادا ہوجائے (کنز الدقائق ۔ درمختار ۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

وتر اور نفل نمازون کی سب رکعتون مین قرأت فرض ہے ۔

مدرک پر قرأت فرض بلکہ واجب بھی نہین امام کی قرأت سب مقتدیون کی طرف سے کافی ہو ۔

عہ دوسری سورت کا فرض واجب نہونا متفق علیہ ہو کسیکا اختلاف نہین ہان سورۂ فاتحہ کے بارہ مین علماء امت کا سخت اختلاف ہو امام شافعیؒ سے صحیح روایت مین منقول ہو کہ مقتدی پر سورۂ فاتحہ کا پڑہنا فرض ہو خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی اور یہی امام احمدؒ کا بھی مذہب ہو امام مالکؒ کے نزدیک فرض نہین مگر آہستہ آواز کی نماز مین مستحب ہو ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین کا یہ مذہب ہے کہ بلند آواز و دونون قسمون کی نمازون مین سورۂ فاتحہ کا پڑہنا مقتدی پر فرض نہین بلکہ ہمارے فقہا اسکو مکروہ تحریمہ لکھتے ہین ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین اور اور علما نے اور کتابون مین لکھا ہو کہ امام محمد کا مذہب یہ ہو کہ آہستہ آواز کی نماز مین سورۂ فاتحہ پڑہنا فرض ہو بلند آواز کی نماز مین نہین حالانکہ امام محمد کی کتابون سے صاف ظاہر ہو کہ وہ اس مسئلے مین امام صاحب کے بالکل موافق ہین انہون نے موطا مین لکھا ہو کہ نہین ہو قرأت امام کے پیچھے نہ بلند آواز کی نماز مین نہ آہستہ آواز کی اسی کے موافق پہنچی ہین ہمکو بہت سی حدیثین اور یہی قول ہو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا اور اسی طرح امام محمد نے اپنی کتاب الآثار مین بھی ایسا ہی لکھا ہو ان مذاہب کے معلوم ہونے سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ سورۂ فاتحہ کے بارے مین حنفیہ دو امر کے قایل ہین ایک یہ کہ وہ مقتدی پر کسی حال مین فرض نہین خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی دوسرے یہ کہ اگر پڑھے تو مکروہ تحریمی ہو ۔ یہان ہم صرف فرض نہونے کو ثابت کرتے ہین مکروہ ہونے کو وہان بیان کرینگے جہان نماز کے مکروہات لکھینگے جو لوگ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو فرض کہتے ہین انکی بڑی دلیل یہ حدیث ہو لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز نہین ہوتی انکے نزدیک امام کا پڑھنا مقتدی کے حق مین کافی نہین بلکہ ہر ایک کو حقیقۃً پڑہنا چاہیے ہمارے امام صاحب کے دلائل مین سے ایک حدیث یہ بھی ہو من کان لہ امام فقرأۃ الامام قرأۃ لہ جو شخص کسی امام کے پیچھے نماز پڑہے تو اس امام کی قرأت اسکی قرأت سمجھی جائیگی اس حدیث کے صحیح ہونین اگرچہ بعض علما نے کلام کیا ہو مگر انکا کلام کرنا صحیح نہین یہ حدیث بہت سندون سے

مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے دو رکعت میں قرأت کرنا فرض ہو بشرطیکہ اس کی کوئی رکعت قرأت والی فوت ہوئی ہو۔

حاصل یہ کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قرأت کی حاجت نہیں ہاں مسبوق کے لئے چونکہ اُن گئی ہوئی رکعتوں میں امام نہیں ہوتا اس لئے اسکو قرأت کی ضرورت ہوتی ہو۔

(۳) **رکوع** ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع کرنا فرض ہو رکوع کی حد فقہانے بیان کی ہو کہ اس قدر جُھک جائے جس میں دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں صرف جُھک جانا فرض ہو کچھ دیر تک جُھکا ہوا رہنا فرض نہیں۔

اگر کسی کی پیٹھ کُوبڑ یا بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے جُھک گئی ہو اور ہر وقت اس کی حالت رکوع کے مشابہ رہتی ہو تو اسکو رکوع میں صرف سر جھکا دینا چاہئیے (مراقی الفلاح)

(۴) **سجدہ** ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں ایک سجدہ قرآن مجید سے ثابت ہو اور دوسرا احادیث سے اور اجماع سے۔

سجدے میں ایک گھٹنہ اور ایک پیر کی کسی اُنگلی کا اور پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اگر پیشانی نہ رکھ سکتا ہو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴۔ مروی ہو بعض اُن میں سے بالکل صحیح و سالم ہیں کسی کے کلام کی انمیں گنجایش نہیں عینی وغیرہ نے اس میں بہت زور دیا ہو اور علامہ محقق مولانا ابو الحسنات نور اللہ مرقدہ نے اُن سب کے اقوال کو نہایت عمدہ تحقیق سے سعایہ اور امام الکلام میں لکھا ہے (شکر اللہ سعیہ) اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ مقتدیوں کو قرأت کرنیکی کچھ ضرورت نہیں نہ سورہ فاتحہ کی نہ کسی اور سورت کی اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ شاید یہ حدیث بلند آواز کی نماز کیلئے ہو اسلئے کہ یہ ارشاد حضرت کا نماز عصر کے وقت تھا جو آہستہ آواز کی نماز ہو اب ہمارے نزدیک اس پہلی حدیث کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہو کہ اگر سورہ فاتحہ نماز میں نہ پڑھی جائے نہ حقیقۃً نہ حکماً تو نماز نہوگی اور چونکہ جماعت کی نماز میں امام سورہ فاتحہ پڑھ لیتا ہو اور ابھی نبیؐ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ امام کا پڑھنا بعینہ مقتدیوں کا پڑھنا ہو لہذا مقتدیوں کی نماز بھی سورہ فاتحہ سے خالی نہوئی اور جب سورۂ فاتحہ سے خالی نہوئی تو نماز کیوں نہوگی ہاں اگر امام بھی نہ پڑھے تو بیشک نماز نہ ہو۔ یہی مطلب اس حدیث کا حضرت جابرؓ سے مروی ہو ترمذی میں ہے حضرت جابرؓ ناقل ہیں انھوں نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس نے نماز ہی نہیں پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو ترمذی یہ لکھکر امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا دیکھو جابر ایک مرد ہیں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ اگر تنہا نماز پڑھتا ہو تو یہ حکم ہو امام کے پیچھے نہیں ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہیں اگرچہ ابھی مضمون بہت باقی ہے مگر انصاف اور تحقیق کے لئے اسیقدر کافی ہو ۱۲

خواہ کسی پھوڑے وغیرہ کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو سجائیے اس کے صرف ناک کا رکھ دینا کافی ہو۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

سجدہ ایسی چیز پر کرنا چاہیے جو جمی رہے اور پیشانی اُسپر رک سکے اور پیشانی زمین پر رکھتے وقت جسقدر زمین سے اونچی ہوا خیر وقت تک اُسی قدر اونچی رہے اگر کسی ایسی چیز پر سجدہ کیا جاسے جسپر پیشانی نہ جم سکے جیسے روئی کا ڈھیر یا برف کا ٹکڑا وغیرہ تو درست نہیں اس لئے کہ روئی کا ڈھیر سجدہ کرنے سے دب جائیگا اور برف کا ٹکڑا پگھلکر اس قدر نہ رہیگا جتنا پہلے تھا اور پیشانی کو زمین سے اس قدر بلندی نہ رہے گی جتنی رکھتے وقت تھی۔ (مراقی الفلاح)

چارپائی اگر خوب کسی ہو کہ سجدہ کرنے سے اُس کی بناوٹ کو بالکل جنبش نہو اور بدستور اپنی حالت پر قایم رہے تو اُسپر سجدہ جائز ہی۔

وہ فرش یا تکیہ جس مین روئی وغیرہ بھری ہو اگر سجدہ کرنے سے دبتے ہون تو اُنپر سجدہ جائز نہین اور اگر پہلے سے خوب دب چکے ہون اور اب بالکل نہ دبین تو اُنپر سجدہ جائز ہی۔

سجدے کے مقام کو پیرون کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اونچا نہ ہو چاہیے اگر آدھ گز سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں۔ ہان اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اس قدر ملکر کھڑے ہوئے ہون کہ زمین پر سجدہ ممکن نہ ہو تو نماز پڑھنے والون کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہو بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو سجدہ کرنے والا پڑھ رہا ہو (مراقی الفلاح)

اگر کسی ایسے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے جو وہ نماز نہ پڑھتا ہو تو جائز نہین **مثال** سجدہ کرنے والا ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور جس کی پیٹھ پر سجدہ کرے وہ فجر کی قضا پڑھتا ہو

(۵) **قعدۂ اخیرہ** یعنی وہ نشست جو نماز کے آخری رکعت مین دونون سجدون کے بعد ہوتی ہے

ؔ بعض فقہا نے لکھا ہو کہ قعدہ اخیرہ نماز کے شرایط سے ہو نماز کا رکن نہیں یعنی نماز کی حقیقت سے خارج ہو قعدہ اخیرہ کے نماز سے خارج ہونیکی وجہ بھی لکھی ہو کہ نماز اللہ کی تعظیم کیلئے مقرر کیگئی ہو اور بیٹھنے مین کچھ تعظیم نہین ہان کھڑے رہنے مین البتہ تعظیم ہو اور اس سے زیادہ سجدہ مین (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) مگر صحیح اور اکثر فقہا کا یہی قول ہو کہ وہ نماز کا رکن ہو (شرح منیۃ المصلی شامی وغیرہ) نتیجہ اس اختلاف کا یہ ہوگا کہ جن لوگون کے نزدیک قعدہ اخیرہ شرط ہو رکن نہیں انکے نزدیک اگر قعدہ اخیرہ سونیکی حالت مین ادا کیا جائے تو نماز ہو جائیگی اور جنکے نزدیک رکن ہو انکے نزدیک نہو گی ۱۲

خواہ اُس سے پہلے کوئی اور نشست ہو چکی ہو جیسے ظہر عصر مغرب عشا وغیرہ کی نمازوں میں یا نہ ہو چکی ہو جیسے فجر جمعہ عیدین وغیرہ کی نمازوں میں۔

اتنی دیر تک بیٹھنا فرض ہی جس میں التحیات پڑھی جا سکے اس سے زیادہ بیٹھنا فرض نہیں (درمختار مراقی الفلاح وغیرہ)

(۱۱) نماز[ع] کو اپنے فعل سے تمام کر دینا یعنی بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے کوئی ایسا فعل کیا جائے جو نماز کے منافی ہو مثلاً السلام علیکم کہدے یا قبلہ سے پھر جائے یا اور کوئی بات چیت کرے۔

نماز کے واجبات

(۱) تکبیر تحریمہ کا خاص اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا اگر اس کے ہم معنی کسی لفظ سے مثل اللہ اعظم وغیرہ کے ادا کیجائے تو واجب ترک ہو جائیگا۔

(۲) بعد تکبیر تحریمہ کے اتنی دیر تک کھڑا رہنا جس میں سورۂ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جا سکے (درمختار شامی وغیرہ)

(۳) سورۂ فاتحہ کا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں ایک مرتبہ پڑھنا۔

(۴) ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی دوسری سورت کا پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں یہ دوسری سورت کم سے کم تین آیتوں کی ہونا چاہئے اگر تین آیتیں پڑھ لیجائیں خواہ وہ کسی سورت کا جز ہوں یا خود سورت ہوں تو کافی ہی۔

(۵) پہلے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اس کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا اگر کوئی شخص پہلے دوسری سورت پڑھ لے اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے تو واجب ادا نہ ہوگا۔

(۶) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا۔ اگر دوسری تیسری یا تیسری چوتھی میں قرأت کی جائے

ع نماز کو اپنے فعل اختیاری سے تمام کرنا بالاتفاق رکن نہیں اسکے فرض ہونے میں علماء کا اختلاف ہی کرخی کے نزدیک فرض نہیں اور بردعی کے نزدیک فرض ہی۔ علامہ شرنبلالی نے ایک رسالہ خاص اسی مسئلہ میں لکھا ہی جس میں بردعی کی تائید کی ہی اس رسالہ سے محقق قول یہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ فرض ہی (ردالمحتار)

اور پہلی دوسری میں نہ کیجائے تو واجب ادا نہ ہوگا اگرچہ فرض ادا ہو جائیگا (درمختار مراقی الفلاح)

(۷) رکوع کے بعد اُٹھکر سیدھا[1] کھڑا ہو جانا جسکو فقہا قومہ کہتے ہیں۔

(۸) سجدوں میں پورے دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں اور دونوں پیروں اور ناک کا زمین پر رکھنا (مراقی الفلاح وغیرہ)

(۹) دوسرے سجدے کا اس کے مابعد سے پہلے ادا کرنا مثلاً اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں بغیر دوسرا سجدہ کئے ہوئے کھڑا ہو جائے تو اُس کا واجب ترک ہو جائیگا اس لئے کہ اُس نے سجدے سے پہلے قیام کرلیا۔ (شامی)

(۱۰) رکوع اور سجدوں میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم وغیرہ یا سبحان ربی الاعلیٰ وغیرہ کہہ سکے (طحطاوی مراقی الفلاح وغیرہ)

(۱۱) دونوں سجدوں کے درمیان میں اُٹھکر بیٹھنا[2] جس کو فقہا جلسہ کہتے ہیں۔

(۱۲) قومے میں اور سجدوں کے درمیان میں اسقدر ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح کہی جاسکے۔ (طحطاوی۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

(۱۳) قعدۂ اولیٰ یعنی دونوں سجدوں کے بعد دوسری رکعت میں بیٹھنا اگر نماز دو رکعت سے[3] زیادہ ہو۔

---

[1] رکوع سے اُٹھنے کو فقہا نے مسنون لکھا ہے مگر تحقیق یہی ہے کہ واجب ہے قاضیخاں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قومہ کرنا بھول جائے تو اسپر سجدۂ سہو لازم ہوگا اگر قومہ واجب نہوتا تو سجدہ سہو کیوں لازم آتا سجدہ سہو واجب کے ترک سے ہوتا ہے سنت کے ترک سے نہیں ہوتا۔ ابن ہمام نے اور ابن امیر حاج نے بھی اسکو واجب لکھا ہے شرح منیہ میں ہے کہ جب کوئی مسئلہ دلیل کے موافق ہو اور کوئی روایت بھی اسکے موافق ہو جائے تو اسکے خلاف کرنا نہ چاہئے اور یہ روایت وجوب قومہ کی قاضیخاں میں موجود ہے۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ قومے کا مسنون ہونا مذہب میں مشہور ہے اور اس کے وجوب کی بھی روایت آئی ہے اور یہی وجوب دلیل کے موافق ہے اسیکو کمال الدین ابن ہمام اور انکے بعد جتنے متاخرین ہوئے سبنے اختیار کیا ہے ۱۲ [2] دونوں سجدوں کے درمیان میں اُٹھکر بیٹھنے کو اکثر فقہا نے مسنون لکھا ہے مگر محققین اسکے وجوب کے قایل ہیں ابن ہمام وغیرہ کا یہی قول ہے اصول مذہب کے بھی یہی موافق ہے ۱۲ (شامی) [3] یہ قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر نماز دو ہی رکعت کی ہوگی تو بیٹھنا فرض ہوگا اور قعدہ قعدۂ اولےٰ نرہیگا بلکہ اخیرہ ہو جائے گا ۱۲

(۱۴) قعدۂ اولی مین بقدر التحیات کے بیٹھنا۔
(۱۵) دونون قعدون مین ایک مرتبہ التحیات پڑھنا اگر نہ پڑھی جائے یا ایکمرتبہ سے زیادہ پڑھی جائے تو واجب ترک ہوجائیگا۔
(۱۶) نماز مین اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل کرنا جو تاخیر[عہ] فرض یا واجب کا سبب ہوجائے۔ (در مختار۔ شامی وغیرہ)
مثال (۱) بعد سورہ فاتحہ کے زیادہ سکوت کرنا یہ سکوت دوسری سورت کے تاخیر کا سبب ہوجائیگا۔ (۲) دو رکوع کرنا دوسرا رکوع سجدے کی تاخیر کا سبب ہوجائیگا۔ (۳) تین سجدے کرنا۔ تیسرا سجدہ قیام یا قعود کے تاخیر کا سبب ہوجائیگا۔ (۴) پہلی یا تیسری رکعت کے اخیر مین زیادہ نہ بیٹھنا یہ بیٹھنا دوسری یا چوتھی رکعت کے قیام کی تاخیر کا سبب ہوجائیگا۔ (شامی) (۵) دوسری رکعت میں التحیات کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جس مین کوئی رکن مثل رکوع وغیرہ کے ادا ہوسکے
(۱۷) نماز وتر مین دعائے قنوت پڑھنا خواہ کوئی دعا ہو۔
(۱۸) عیدین کی نماز مین علاوہ معمولی تکبیرون کے چھ تکبیرین کہنا۔
(۱۹) عیدین کی دوسری رکعت مین رکوع کرتے وقت تکبیر کہنا۔
(۲۰) امام کو فجر کی دونون رکعتون مین اور مغرب کی اور عشا کی پہلی دو رکعتون مین خواہ قضا ہون یا ادا اور جمعے اور عیدین اور تراویح کی نماز مین اور رمضان کی وتر مین بلند آواز سے قرأت کرنا۔ منفرد کو اختیار ہی چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے آواز کے بلند ہونے کی فقہانے یہ حد بیان کی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔
(۲۱) امام کو ظہر عصر کی کل رکعتون مین اور مغرب عشا کی اخیر رکعتون مین آہستہ آواز سے قرأت کرنا (قاضی خان نہر وغیرہ)
(۲۲) جو نفل نماز مین دن کو پڑھی جائین اُن مین آہستہ آواز سے قرأت کرنا جو نفلین رات کو پڑھی جائیں ان مین اختیار ہی (مراقی الفلاح)

عہ اس مسئلے کی زیادہ تفصیل سجدہ سہو کے بیان مین آئے گی ۱۲

(۲۳) منفرد اگر فجر مغرب عشا کی قضا دن میں پڑھے تو ان میں بھی اُس کو آہستہ آواز سے قرأت کرنا اگر رات کو قضا پڑھے تو اُسے اختیار ہے۔

(۲۴) اگر کوئی شخص مغرب عشا کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اُسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہئے اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔

(۲۵) نماز کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہکر ختم کرنا نہ کسی اور لفظ سے۔ عہ

(۲۶) دو مرتبہ السلام علیکم کہنا (درمختار وغیرہ)

نماز کی سنتیں

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر کو نہ جھکانا۔ (مراقی الفلاح)

(۲) تکبیر تحریمہ کہنے سے عہ پہلے دونوں ہاتھوں کا اُٹھانا مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک۔ عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اُٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔

(۳) تکبیر تحریمہ کہتے وقت اُٹھے ہوئے ہاتھوں کی ہتیلیوں اور انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف کرنا (درمختار وغیرہ)

عہ امام شافعی کے نزدیک سلام فرض ہے انکی سند وہ حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وتحلیلها التسلیم یعنے نماز سے خروج سلام کے ذریعہ سے ہوتا ہے مگر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ حدیث فرضیت پر دلالت نہیں کرتی ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مواظبت اسکے ساتھ ملائی جائے تو اُس سے سلام کا ضروری ہونا نکلتا ہے مگر نہ فرضیت کے درجے تک۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قعدۂ اخیرہ کر چکے اور اُسے حدث ہو جائے تو اُس کی نماز ہو گئی (ترمذی ابوداؤد وغیرہ) عہ یہ مذہب ہمارے امام صاحب اور امام محمد کا ہے اور اسی کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہے اور ہمارے اکثر مشائخ اسی طرف ہیں اسی وجہ سے صاحب درمختار نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور علامہ محمد بن عابدین نے رد المحتار میں اسکو اولیٰ لکھا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک تکبیر کہتے وقت ہاتھ اُٹھانا سنت ہے یعنی تکبیر کی ابتدا اور ہاتھ اُٹھانے کی ابتدا ساتھ ہی ہو امام طحاوی اور قاضیخان وغیرہ نے اسکو اختیار کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دونوں کیفیتیں مروی ہیں پہلی کیفیت جو ہمارے امام صاحب کا مذہب ہے بخاری ترمذی نسائی ابن ماجہ ابوداؤد میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ابوداؤد اور نسائی میں ابن عمر سے بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں کو

(۴) ہاتھ اُٹھاتے وقت اُنگلیون کو نہ بہت کشادہ کرنا نہ بہت ملانا۔
(۵) بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھون کا باندھ لینا مردون کو ناف کے نیچے[عسہ] عورتون کو سینے پر۔[عسہ]

(بقیہ صفحہ ۷۰) اُٹھاتے تھے بعد اُسکے تکبیر کہتے تھے اور دوسری کیفیت جو امام ابو یوسف کا مذہب ہی مسند امام احمد اور سنن بیہقی اور ابو داؤد مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی۔ ان دونون کیفیتون کے علاوہ ایک تیسری کیفیت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی وہ یہ کہ پہلے تکبیر اُسکے بعد ہاتھون کا اُٹھانا چنانچہ ابو داؤد کی ایک حدیث سے یہ مضمون صاف طور پر سمجھا جاتا ہی ابن ہمام نے یہ کیفیت بیہقی کی سنن کبریٰ سے اپنی کتاب فتح القدیر مین نقل کی ہی اور لکھا ہی کہ اسکے تمام راوی معتبر ہیں۔ یہ تینون کیفیتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین اس لئے اختیار ہی جا ہے جس کیفیت پر عمل کیا جائے اختلاف صرف اولے ہونے میں ہی ہمارے نزدیک پہلی کیفیت اولیٰ ہی امام ابو یوسف کے نزدیک دوسری کیفیت واللہ اعلم ۱۲ عسہ مردونکو کانون تک ہاتھ اُٹھانا ہمارا مذہب ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مردونکو بھی شانون تک دونون کیفیتین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین اکثر روایات مین کانون تک اُٹھانا منقول ہی (شرح سفر السعادۃ شیخ دہلوی) ابو داؤد و نسائی دار قطنی طحاوی مسلم حاکم امام احمد طبرانی اسحٰق بن راہو وغیرہم نے متعدد طرق سے اسی مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہی اسی لئے حنفیہ نے اس کیفیت کو اختیار کیا مگر پھر بھی کیفیت ثانیہ کا انکار نہین ہمارے فقہانے جو لکھا ہی انگوٹھے کو کانون کی لو سے ملجانا چاہئے چنانچہ ہم بھی اوپر لکھ چکے ہین وہ صرف اس خیال سے لکھا ہی کہ جس مین ہاتھوں کا کانون کی برابر اُٹھنا یقینی ہوجائے سنت سمجھکر نہین لکھا ہی نہ اسکو سنت سمجھنا چاہئے اس لئے کہ کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہین ہوتا واللہ اعلم ۱۲ عسہ عورتون کو شانون تک ہاتھ اُٹھانے کا اس لئے حکم دیا گیا کہ اس مین ستر زیادہ رہتا ہی کانون تک ہاتھ اُٹھانے مین سینہ کے ظاہر ہوجانیکا خوف ہی صحیح یہ ہی کہ عورت خواہ لونڈی ہو یا بی بی سب کو شانون تک ہاتھ اُٹھانا چاہئے ۱۲ (بحر الرائق درمختار وغیرہ) للعہ سردی کے عذر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کپڑون کے اندر ہی سینے تک ہاتھ اُٹھایا ہی (ابو داؤد)

عسہ اس مسئلے مین بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مخالف ہین اُن کے نزدیک مردونکو بھی سینے پر ہاتھ باندھنا چاہئے بعض کوتاہ نظر لوگونکا خیال ہی کہ حنفیہ کے پاس اس مسئلے مین کوئی نقلی دلیل نہیں حالانکہ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں ایک حدیث بذریعہ علقمہ کے وائل ابن حجر سے منقول ہی کہ انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا اس حدیث کے سب راوی معتبر ہیں بعض کا خیال ہی کہ علقمہ سے اور وائل سے ملاقات نہین ہوئی حالانکہ یہ صحیح نہین ترمذی کے دیکھنے سے اس خیال کی غلطی ظاہر ہوجاتی ہی علامہ فرنگی محلی نے القول الحازم میں اس بحث کی خوب تنقیح کی ہی ۱۲ عسہ عورتون کو سینے پر ہاتھ باندھنے میں چونکہ ستر زیادہ ہی لہٰذا ان کے حق مین وہی روایت اختیار کی گئی جسپر امام شافعیؒ کا عمل ہی ۱۲

(۶) مردون کو اسطرح عـه ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتیلی بائین ہتیلی پر رکھ لین اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائین کلائی کو پکڑ لین اور تین انگلیان بائین کلائی پر بچھا دین اور عورتون کو اسطرح کہ داہنی ہتیلی بائین ہتیلی پر رکھ لین انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائین کلائی کو پکڑنا ان کیلئے مسنون نہین۔

(۷) بعد ہاتھ باندھنے کے فوراً عـه سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھنا۔

(۸) امام اور منفرد کو بعد سبحانک اللہم کے اور مسبوق کو اپنی اُن رکعتون کی پہلی رکعت مین جو امام کے بعد پڑھے بشرطیکہ وہ رکعتین قرأت کی ہون اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔

(۹) ہر رکعت کے شروع مین الحمد للہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا۔

(۱۰) امام اور منفرد کو بعد سورہ فاتحہ ختم ہونے کے آمین کہنا اور قرأت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیون کو بھی آمین کہنا۔

عـه ہمارے فقہا اس کو اسلئے اختیار کرتے ہین کہ اسمین سب حدیثون پر عمل ہو جاتا ہے اگر صرف داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھ لیا جائے اور کلائی نہ پکڑی جائے تو صرف اس حدیث پر عمل ہوگا جسمین رکھنا منقول ہے اور اگر صرف کلائی پکڑ لیجائے انگلیان اور ہتیلی ہتیلی کی پشت پر نہ رکھی جائین تو صرف اس حدیث پر عمل ہوگا جسمین بائین کلائی پکڑنیکا حکم ہے دونون حدیثون پر عمل کرنیکی یہی صورت ہے بعض فقہانے اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ دونون حدیثون پر عمل کرنیکی یہ صورت نہین ہے اس لئے کہ جس حدیث مین بائین ہاتھ پر داہنے ہاتھ کے رکھنے کا حکم ہے اسمین پکڑنیکا ذکر بھی نہیں لہذا اس حدیث پر بھی عمل نہوا اور جس حدیث مین داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ کے پکڑنے کا ذکر ہے اسمین رکھنے کا ذکر نہیں لہذا اس حدیث پر بھی عمل نہوا بلکہ دونون حدیثون پر عمل کرنیکی یہ صورت ہے کہ کبھی ایسا کیا جائے کبھی ویسا یعنی کسیوقت کی نماز مین داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھا جائے اس طرح کہ داہنی ہتیلی بائین ہتیلی کی پشت پر ہو اور داہنی انگلیان بائین گٹے اور کلائی پر اور کسیوقت کی نماز مین داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ کی کلائی پکڑ لیجائے ہمارے بعض محققین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے واللہ اعلم ۱۲ عـه تکبیر کے بعد فوراً اس خاص ثنا کا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ابو داؤد و ترمذی مین حضرت عائشہ کے ذریعہ سے اور سنن ابن ماجہ مین اور نسائی مین ابو سعید خدری کے ذریعہ سے بیہقی مین حضرت جابر کے ذریعہ سے اسکے روایات موجود ہین اور صحیح مسلم مین حضرت فاروق سے بھی یہی منقول ہے امام ابو یوسف کے نزدیک انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین کا پڑھنا مستحب ہے ۱۲

(۱۱) آمین کا آہستہ[عہ] آواز سے کہنا۔

(۱۲) حالت قیام مین دونون قدمون کے درمیان مین بقدر چار انگل کے فصل ہونا۔

(۱۳) فجر اور ظہر کے وقت فرض نمازون مین بعد سورۂ فاتحہ کے طوال مفصل کی سورتون کا پڑھنا اور عصر عشا کے وقت اوساط مفصل اور مغرب مین قصار مفصل بشرطیکہ سفر اور ضرورت کی حالت نہو۔ سفر اور ضرورت کی حالت مین جو سورت چاہے پڑھے۔

(۱۴) فجر کے فرض کی پہلی رکعت مین دوسری رکعت کی بہ نسبت ڈیوڑھی[عہ] سورت پڑھنا۔ (شامی)

عہ آمین کا آہستہ کہنا حنفیہ کا مذہب ہے اور ایک روایت مین امام مالک سے بھی یہی منقول ہے اور امام شافعی کا بھی قول یہی ہے مگر احادیث سے دونون کا ثبوت ہوتا ہے اسی لئے بعض محققین نے مثل شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی کے رسالہ مذہب فاروق اعظم مین لکھدیا ہے کہ کبھی آہستہ آواز سے آمین کہی جائے کبھی بلند آواز سے محقق کمال الدین بن ہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ آمین ایسی آواز سے کہی جائے کہ صرف قریب کا آدمی سن سکے تاکہ آہستہ آواز بھی رہے اور کچھ بلندی بھی آجائے اور اس طریقے سے دونون ... حدیثون پر عمل ہو جائے۔ فی الحقیقت آہستہ آواز اور بلند آواز سے آمین کہنے مین کوئی بہت سخت اختلاف نہین مگر افسوس اس زمانہ مین جہالت کا ایسا زور ہے کہ آہستہ آمین کہنے والے بلند آواز سے آمین کہنے والون پر ملامت اور نفرین کرتے ہین اور انکو بد دین او رخدا جانے کیسے برے برے القاب سے یاد کرتے ہین بلکہ بعض متعصبین اُن کو اپنی مسجد سے نکالدیتے ہین اسیطرح دوسری طرف سے بھی ناجائز اور ناگفتہ امور وقوع مین آتے ہین گویا ان لوگون کے نزدیک اب دین اور سنت کا دارومدار آمین آہستہ یا بلند آواز سے کہنے پر رہ گیا ہے ہمارے نزدیک دونون فریق کی یہ باتین نہایت نفرت اور بری نظر سے دیکھنے کے قابل ہیں اور زیادہ تعجب اُن لوگون سے ہے جو اہل علم مین شمار کئے جاتے ہین وہ کیسے ان قبیح امور کو جائز رکھتے ہین اس اخیر زمانہ میں علامۂ وقت شیخ ابوالحسنات نور اللہ مرقدہ نے بھی اس مسئلہ کو نہایت انصاف اور تحقیق سے اپنی کتابون مین لکھا ہے اللہ تعالیٰ اُنکو اس کی عمدہ جزا دے آمین ۱۲۔

عہ سورہ حجرات سے سورۂ لم یکن تک طوال مفصل ہین اور بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل اور لم یکن سے اخیر تک قصار مفصل یہ تعیین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک خط سے جو انھون نے ابوموسیٰ اشعری کے نام لکھا تھا منقول ہے مگر بعض لوگون کا اس تعیین کو خلاف سنت سمجھنا خطا ہے ۱۲

(۱۵) رکوع مین جاتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا اس طرح کہ تکبیر اور رکوع کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور رکوع مین پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے (منیہ غنیہ وغیرہ)

(۱۶) مردون کو رکوع مین گھٹنون کا دونون ہاتھون سے پکڑنا اور عورتون کو صرف گھٹنون پر ہاتھ رکھ لینا (غنیہ وغیرہ)

(۱۷) مردون کو انگلیان کشادہ کر کے گھٹنون پر رکھنا اور عورتون کو ملا کر۔

(۱۸) رکوع کی حالت مین پنڈلیون کا سیدھا رکھنا۔

(۱۹) مردونکو رکوع کیحالت مین اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سر اور سرین سب برابر ہو جائین اور عورتون کو صرف اس قدر جھکنا کہ انکے ہاتھ گھٹنون تک پہنچ جائین (مراقی الفلاح وغیرہ)

(۲۰) رکوع مین کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا۔

(۲۱) رکوع مین مردون کو دونون ہاتھون کا پہلو سے جدا رکھنا۔

(۲۲) قومے مین امام کو صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ اور منفرد کو دونون کہنا۔

عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جھکتے وقت اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کرتے تھے (مؤطا امام مالک) تمام ائمہ کا اسکے سنت ہونے پر اتفاق ہوا اور اسی حدیث سے تکبیر کا اس خاص طریقہ سے کہنا بھی معلوم ہوتا ہے ۱۲ عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے دونون ہاتھون کو گھٹنون پر رکھ لیتے (ابو داؤد) ترمذی حضرت فاروق سے ناقل ہیں کہ انھون نے فرمایا کہ گھٹنون کا پکڑنا سنت ہے ابن مسعود کا مذہب اسکے خلاف ہے امام محمد کتاب الآثار مین لکھتے کہ مجھے امام ابوحنیفہ سے خبر ملی انکو حماد سے انکو ابراہیم نخعی سے انکو فاروق اعظم سے کہ وہ اپنے ہاتھ گھٹنون پر رکھ لیتے تھے ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ مجھے حضرت فاروق کا یہ فعل بہت پسند ہے امام محمد کہتے ہین کہ اسی پر عمل کرتے ہین اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ کا اور ہم نہین عمل کرتے اس مسئلہ مین ابن مسعود کے قول پر ۱۲ عہ نبی کی پیٹھ رکوع کیحالت مین ایسی برابر ہوتی کہ اگر پانی چھوڑا جاتا تو نہ بہتا (ابن ماجہ) صحیح مسلم میں ہے کہ نبی رکوع کی حالت میں نہ سر کو اٹھا ہوا رکھتے تھے نہ جھکا ہو بلکہ ایک معتدل حالت مین ۱۲ عہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے کی حالت مین ہاتھون کو پہلوؤن سے جدا رکھتے تھے (ترمذی) عہ ایسا ہی روایت کیا ہے ترمذی ابوداؤد و نسائی وغیرہم نے اپنی کتابون مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ مجھکو یاد ہے کہ حضرت فاروق سجدہ مین پہلے اپنے گھٹنے رکھتے تھے پھر ہاتھ ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ مجھکو یاد ہے کہ حضرت ابن مسعود کے گھٹنے زمین پر ہاتھون سے پہلے پڑتے تھے (طحطاوی)

(۲۳) سجدے مین جاتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

(۲۴) سجدے مین جاتے وقت پہلے گھٹنونکو زمین پر رکھنا پھر ہاتھون کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو اور اُٹھتے وقت پہلے ناک کو اُٹھانا پھر پیشانی کو پھر ہاتھون کو پھر گھٹنونکو (مراقی الفلاح)

(۲۵) سجدے کی حالت مین منہ کو دونون ہاتھون کے درمیان مین رکھنا (شرح وقایہ وغیرہ)

(۲۶) سجدے کی حالت مین مردون کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیون کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھ کی باہون کا زمین سے اُٹھا ہوا رکھنا اور عورتون کو پیٹ کا رانون سے اور کہنیون کا پہلو سے ملا ہوا اور ہاتھ کی باہون کا زمین پر بچھا ہوا رکھنا۔

(۲۷) سجدے کی حالت مین دونون ہاتھ کی انگلیون کا ملا ہوا رکھنا (شرح وقایہ وغیرہ)

(۲۸) سجدے کی حالت مین دونون پیر کی انگلیون کا رُخ قبلے کی طرف رکہنا (شرح وقایہ)

(۲۹) سجدے کی حالت مین دونون زانوؤن کا ملا ہوا رکہنا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴ کا) یہ ترتیب بہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (سعایہ) ۱۲ سے دونون ہاتھونکے درمیان مین رکہنا مسلم کی حدیث مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے امام شافعی کے نزدیک دونون ہاتھونکو شانونکے برابر رکہنا سنت ہے یہ بہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بخاری کی حدیث مین منقول ہے چونکہ دونون طریقے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین اس لئے ہمارے محققین کی شان محقق کمال الدین بن ہمام اور علامہ حلبی وغیرہما کی یہ رائے کہ دونون طریقون پر عمل کیا جائے کبھی ایسا کبھی ایسا اور درحقیقت یہ رائے بہت اچھی اور عمل مین لانے کے قابل ہے ۱۲ سے مسلم حضرت میمونہ ناقل ہین کہ سجدہ کیحالت مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زانو پیٹ سے اسقدر علیحدہ رکہتے تھے کہ اگر بکری کا بچہ چاہتا تو نیچے سے نکل جاتا اس حدیث سے پیٹ کا زانو سے جدا کرنا ثابت ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کیحالت مین اپنے ہاتھ اسقدر کشادہ رکہتے تھے کہ آپکے بغل کی سپیدی دکہلائی دیتی تہی (ابوداؤد) اس حدیث سے کہنیون کا پہلو سے علیحدہ رکہنا ثابت ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو ہاتھونکی باہو کو زمین پر نہ بچھا دیا کرو جیسے کتا بچھا دیتا ہے (ابوداؤد) اس حدیث سے ہاتھ کی باہو کو زمین سے اُٹھا ہوا رکہنا بہی ثابت ہوگیا ۱۲ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو عورتون پر ہوا جو نماز پڑھ رہی تہین آپنے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو اپنے بعض حصہ جسم کو زمین سے ملا دیا کرو اسلئے کہ عورت اس بارہ مین مرد کے حکم مین نہین ہے (ابوداؤد) ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو زانو سے ملا دے ۱۲ (کامل ابن عدی) سے صحیح ابن حبان مین نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپ سجدے کی حالت مین انگلیان ملا کر رکہتے تھے ۱۲ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت مین پیر کی انگلیون کا رُخ قبلے کیطرف رکہتے تہے ۱۲ (صحیح بخاری) سے نبی صلعم نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو دونون رانین ملا دیا کرو ۱۲ (ابوداؤد)

(۳۰) سجدے مین کم سے کم تین مرتبہ سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی کہنا۔
(۳۱) سجدے سے اُٹھتے وقت تکبیر کہتے ہوئے سر کا زمین سے اُٹھانا۔
(۳۲) سجدے سے اُٹھکر کھڑے ہوتے وقت زمین سے ہاتھون کو سہارا دینا۔ عہ
(۳۳) دونون کے سجدون کے درمیان مین اسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جس کیفیت سے دونون سجدون کے بعد بیٹھنا چاہئے۔ جس کا بیان آگے آتا ہے۔
(۳۴) قعدہ اولی اور آخری دونون مین مرد وںکو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر اُنگلیون کے بل کھڑا ہو اور اُسکی انگلیون کا رُخ قبلے کی طرف ہو اور بایان پیر زمین پر بچھا ہوا ور اُسی پر بیٹھے ہون اور دونون ہاتھ زانوں پر ہون انگلیون کے سرے گھٹنون کے قریب ہون اور عورتون کو اس طرح کہ اپنے بائین سُرین پر بیٹھین اور داہنے زانو کو بائین پر رکھ لین اور بایان پیر داہنی طرف نکالدین اور دونون ہاتھ بدستور زانو پر ہون۔
(۳۵) التحیات مین لا الٰہ کہتے وقت داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اُس کے پاس کی انگلی بند کرکے کلمہ کی انگلی کا اُٹھانا عہ اور الا اللہ کہتے وقت

عہ حضرت مرتضیٰ فرماتے ہین کہ نماز مین اُٹھتے وقت زمین سے ٹیک نہ لگانا سنت ہے۔ (فتح البیان) بحر الرائق مین اسے مستحب لکھا ہے مگر صحیح نہین ۱۲ عہ امام شافعی کے نزدیک قعدہ اخیرہ مین عورتون کی طرح بیٹھنا سنت ہے ہماری دلیل مین بہت کثرت سے احادیث ہین نسائی مین ابن عمر سے مروی ہے کہ داہنے قدم کو کھڑا رکھنا اور اسکی انگلیون کو قبلہ رُخ رکھنا اور بائین قدم پر بیٹھنا سنت ہے اسی مضمون کی احادیث مسلم ابو داود و مسند امام احمد وغیرہ مین بھی ہین ۱۲ عہ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی کا لا الہ کہتے وقت اُٹھانا اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا اور دو انگلیونکا بند کرلینا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اسکے سنت ہونے پر تمام مجتہدین کا اتفاق ہے ہمکو اس مقام پر احادیث نقل کرنیکی ضرورت نہین اس لئے کہ غالباً کوئی کتاب حدیث کی ثبوت اشارہ و مقصد سے خالی نہین ہان چونکہ بعض نافہم لوگون نے حنفیہ پر مخالفت حدیث کا الزام لگانیکے لئے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اشارہ مسنون نہین بلکہ ناجائز ہے اس لئے ہم امام صاحب کا مذہب اس بارہ مین نقل کرتے ہین اسکے بعد چند اقوال کتب فقہ سے نقل کرینگے تاکہ پھر کسی مدعی کو مجال طعنہ زنی نہ ہے نہایہ مین امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب المشیخہ سے منقول ہے کہ اُنھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث اشارہ کرنے کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶) روایت کرکے لکہا ہو کہ ہم بہی ویسا ہی کرتے ہین جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور یہی قول
ہو امام ابو حنیفہ کا اور یہی قول ہو ہمارا باندکرے چہوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو اور حلقہ بنائے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے
کا اور اشارہ کرے کلمہ کی انگلی سے اور انہین امام محمد نے اپنے موطا مین اشارے کی حدیث روایت کرکے لکہا ہو کہ ہم عمل کرتے
ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر اور یہی قول ہو امام ابو حنیفہ کا امام زیلعی تبیین الحقائق مین امام ابو یوسف کی کتاب الامالی
سے ناقل ہین کہ انہون نے لکہا ہو کہ بند کرے چہوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو اور حلقہ بنائے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا
اور اشارہ کرے کلمہ کی انگلی سے اور ایسا ہی نقل کیا ہو امام ابو یوسف کے اس قول کو شمنی نے شرح مختصر وقایہ مین اور ہمارے
محققین فقہا نے بہی اپنی کتابون مین ایسا ہی لکہا ہو اگر وہ سب عبارتین نقل کی جائین تو اس مقام مین گنجایش نہو ہان
ہمارے بعض متاخرین نے اشارے کو منع لکہا ہو اُسے ہمارے محققین نے رد کر دیا ہو لہذا کوئی حنفی اُن کے قول پر عمل نہین کر سکتا
اور کوئی دوسرے مذہب کا انکے قول سے ہمین الزام نہین دے سکتا۔ ملا علی قاری مکی رسالہ تزئین العبارۃ مین کیدانی
کے رد مین لکہتے ہین کہ یہ انکار کرنا کیدانی کا اشارے کو بہت بڑی خطا اور سنگین جرم ہو اس کا منشا ناواقفی ہو قواعد اصول
اور جزئیات منقول سے اور اگر کیدانی کے ساتھ حسن ظن نہوتا اور انکے کلام کی تاویل نکیجاتی تو بیشک انکا کفر صریح تھا اور
انکا مرتد ہوجانا بجا تہا کیا کسی ایماندار کو جائز ہو کہ حرام کہدے اُس چیز کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو ایسا کہ قریب
متواتر کے ہو اور کیا جائز ہو کہ منع کردے ایسے کام کو جسے تمام علما یکے بعد دیگرے کرتے چلے آئے علینی نہایہ شرح ہدایہ مین لکہتے ہین
اور ایسا ہی اتفاق ہو اشارے کے مسنون ہونے پر ہمارے تینون امامون کا اور اُن کے متقدمین مقلدین کا اور خلاف صرف
متاخرین نے کیا ہو سو انکے .... خلاف کا کچہہ اعتبار نہین۔ یہان اسی قدر کافی ہے اگر
کسیکو زیادہ تحقیق اور تفصیل منظور ہو تو اسکو چاہئے کہ ملا علی قاری کا رسالہ تزئین العبارۃ فی تحسین الاشارہ اور علامہ ابن
عابدین کا رسالہ رفع التردد فی عقد الاصابع عند التشہد دیکہے اور اُنکے علاوہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات
ترجمہ مشکوۃ اور شرح سفر السعادۃ مین اور مولانا شیخ ابو الحسنات مرحوم نے سعایہ وغیرہ مین اس مسئلے کو خوب تحقیق سے لکہا ہو اور ابہی
حال مین ہمارے ایک مکرم شفیق نے بہی اس مسئلے مین ایک جامع رسالہ تصنیف کیا ہے جسکا نام خیر البشارۃ فی اثبات الاشارۃ

ف امام مالکؒ کے نزدیک انگلی کو اُٹھا کر ہلانا بہی سنت ہو انکی سند ایک حدیث ابو داؤد کی ہو جس مین یحرکہا کا لفظ ہو جسکا
ترجمہ یہ ہوا کہ حضرت انگلی کو ہلاتے تھے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ تزئین العبارہ مین ایک حدیث ابو داؤد اور نسائی سے نقل
کی ہو جسکا یہ مضمون ہو کہ حضرت انگلی کو نہ ہلاتے تھے اس حدیث کے بعد لکہا ہو کہ یہی اکثر علما کا مذہب ہو امام ابو حنیفہ کا بہی یہی قول ہو اور
اور قاعدہ جمع بین الحدیثین سے دیکہو تو پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو گا کہ ہلاتے تھے یعنی نیچے سے اوپر کو انگلی اُٹھاتے تھے ۱۲

رکھدینا اور باقی انگلیوں کو اخیر تک بدستور باقی رکھنا۔

(۳۵) فرض کی پہلی دو رکعتون کے بعد ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ کا پڑھنا (مراقی الفلاح)[ف]

(۳۶) قعدہ اخیرہ مین بعد التحیات کے درود شریف کا پڑھنا (مراقی الفلاح وغیرہ)

(۳۷) درود شریف کے بعد کسی ایسی دعا کا پڑہنا جو قرآن مجید یا احادیث سے ثابت ہو اگر کوئی ایسی دعا پڑھی جائے جو قرآن مجید اور احادیث سے ثابت نہو تب بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ دعا ایسی چیز کی ہو جسکا طلب کرنا خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہو (بحر الرائق)

(۳۸) السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہتے وقت داہنے بائین طرف مُنہ پھیرنا (مراقی الفلاح)

(۳۹) پہلے داہنے طرف مُنہ پھیرنا پھر بائین طرف (مراقی الفلاح)

(۴۰) امام کو سلام بلند آواز سے کہنا۔

(۴۱) دوسرے سلام کی آواز کا بہ نسبت پہلے سلام کی آواز کے پست ہونا (مراقی الفلاح)

(۴۲) امام کو اپنے سلام مین اپنے تمام مقتدیون کی نیت کرنا خواہ مرد ہون یا عورت لڑکے ہون یا مخنث اور کرام کاتبین وغیرہ فرشتون کی نیت کرنا اور مقتدیون کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والون کی اور کرام کاتبین فرشتون کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام مین اور بائین طرف ہو تو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷) ف ہمارے زمانے کے بعض ناواقف اشارہ ہی نہین کرتے حالانکہ اشارہ سنت موکدہ ہے اسکے ترک سے نماز مکروہ ہوجاتی تھی اور بعض لوگ اشارہ کرتے ہین مگر انگلیون کا حلقہ نہین بناتے حالانکہ اشارہ اسی خاص کیفیت سے مسنون ہے علامہ محمد بن عابدین رد المحتار مین لکھتے ہین کہ ہمارے فقہا کے اقوال بصراحت ظاہر کررہے ہین کہ اشارہ اسی خاص کیفیت سے مسنون ہے اور وہ انگلیون کا حلقہ بنانا اور باقی انگلیون کا بند کرلینا ہے اور یہی علامہ اپنے رسالہ رفع التردد مین لکھتے ہین کہ بغیر اس کیفیت کے اشارہ کرنے سے کچھ فائدہ نہین ۱۲ عہ یعنی انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بندھا رہے اور دو انگلیان اسیطرح بند رہین بعد اشارہ کرنیکے بعض لوگ پھر انگلیون کو کھولدیتے ہین یہ خلاف تحقیق ہے (تزئین العبارہ) ف سورہ فاتحہ کا ان رکعتون مین پڑھنا افضل ہے اگر کوئی شخص صرف سبحان اللہ تین مرتبہ کہہ لے یا بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے تب بھی کچھ حرج نہین (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) اگر کوئی شخص بجائے سورۂ فاتحہ کے کوئی دوسری سورت پڑھے تب بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ سورت اتنی بڑی ہو کہ اس کے پڑھنے سے یہ رکعت پہلی دوسری رکعت سے نہ بڑھ جائے ۱۲

ف ہم دو دعائین نماز کے طریقہ مین بیان کرچکے ہین دونون احادیث سے ثابت ہین ۱۲

بائین سلام مین اور محاذی ہو تو دونون سلامون مین امام کی بھی نیت کرنا (مراقی الفلاح وغیرہ)

نماز کے مستحبات

(۱) تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردون کو اپنے ہاتھون کا آستین یا چادر عہ وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو اور عورتون کو ہاتھون کا نہ نکالنا بلکہ چادر یا دوپٹے وغیرہ مین چھپائے ہوئے رکھنا (مراقی الفلاح)

(۲) کھڑے ہونیکی حالت مین اپنی نظر سجدے کے مقام پر جمائے رکھنا اور رکوع مین قدم پر سجدے مین ناک پر بیٹھنے کی حالت مین زانو پر سلام کی حالت مین شانون پر (درمختار وغیرہ)

(۳) جہانتک ممکن ہو کھانسی یا جمھائی عہ کو روکنا (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

(۴) اگر جمھائی آجائے تو حالت قیام مین داہنے ہاتھ کی پشت ورنہ بائین ہاتھ کی مُنہ پر رکھ لینا (درمختار وغیرہ)

(۵) امام کو بعد قد قامت الصلوٰۃ کے فوراً تکبیر تحریمہ کہنا (درمختار وغیرہ)

(۶) قعدۂ اولیٰ اور آخرہ مین وہی خاص عہ تشہد پڑھنا جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول

عہ انسان کے ہمراہ چند فرشتے اللہ تعالےٰ کے حکم سے رہتے ہین ایک فرشتہ ان مین سے داہنے طرف رہتا ہی اسکا کام یہ ہی کہ جو نیک کام انسان کرتا ہی اسکو لکھے اور ایک فرشتہ بائین طرف رہتا ہی وہ اُس بدی کو لکھ لیتا ہی جو انسے صادر ہو ان دو کے علاوہ اور بھی فرشتے رہتے ہین انکے عدد مین اختلاف ہی بہتر یہ ہی کہ بغیر تعیین عدد کے اُنکی نیت کیجائے ان ملائکہ کی تبدیل عصر اور فجر کیوقت ہوتی رہتی ہی اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا يَعْلَمُ عِدَّتَهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۱۲

عہ جن احادیث مین چادر وغیرہ سے ہاتھ نہ نکالنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی وہ حالت عذر کی ہین چنانچہ ابوداؤد مین وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ مین جاڑون کے زمانے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا تو مین نے آپ کے صحابہ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھون کو کپڑے سے باہر نہ نکالتے تھے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہاتھ نہ نکالنا سردی کے عذر سے تھا ۱۲ عہ جمھائی کے روکنے کا ایک عمدہ طریقہ یہ ہی کہ جب جمھائی کی آمد معلوم ہو تو اپنے دل مین یہ خیال کرلے کہ انبیاءؑ کو کبھی جمھائی نہین آئی قدوری نے لکھا ہی کہ مین نے اسکا بارہا تجربہ کیا اور ٹھیک پایا علامہ شامی لکھتے ہین کہ مین نے بھی اسے آزمایا اور صحیح پایا ۱۲ عہ بعض فقہا کے نزدیک ہر حالت مین داہنے ہاتھ کی پشت سے مُنہ بند کرنا چاہیے (درمختار)

ہو جسکا بیان اوپر ہو چکا اس مین کمی زیادتی نہ کرنا۔

(۷) قنوت مین اسی خاص دعا[عہ] کا پڑہنا جو ہم اوپر لکھ چکے ہین یعنی اللہم انا نستعینک الخ اور اس کے ساتھ اللہم اہدنی الخ کا بھی پڑھ لینا اولی ہو (شامی وغیرہ)

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت موکدہ ہو اس لئے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات و سنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کے لئے علیحدہ عنوان قایم کیا گیا۔

جماعت - کم سے کم دو آدمیون کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہین اس طرح کہ ایک شخص اُن مین تابع ہو اور دوسرا متبوع اور تابع اپنی نماز کے صحت و فساد کو امام کی نماز پر محول کر دے بلا تشبیہ یون سمجھنا چاہئے کہ جب کچھہ لوگ کسی بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوتے ہین اور سب کا مطلب ایک ہوتا ہو تو کسی کو اپنی طرف سے وکیل کر دیتے ہیں اس وکیل کی گفتگو ان سب کی گفتگو سمجھی جاتی ہے۔ اور اُسکی ہار جیت سے موکلون کی ہار جیت ہوتی ہو۔ ہان فرق اس قدر ہو کہ وہان وکیل کو صرف اپنے موکلون کا اظہار مقصود منظور ہوتا ہو اور یہان اپنا مقصود اور مدعا بھی مدنظر رہتا ہو۔

متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہین۔

امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہو خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت غلام ہو یا آزاد یا سمجھہ دار نابالغ بچہ۔ ہان جمعے وغیرہ کی نماز مین کم سے کم امام کے سوا دو آدمیون کے بغیر جماعت نہین ہوتی (بحر الرائق۔ درمختار۔ شامی وغیرہ)

عہ اس خاص دعا کے پڑہنے کو درمختار وغیرہ مین مسنون لکہا ہو مگر اس سے استحباب ہی معلوم ہوتا ہو سنت موکدہ کا مراد ہونا بالکل غیر ظاہر ہو اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی خاص دعا پر مواظبت منقول نہین اور صحابہ کو بہی آپ نے مختلف دعائین کی تعلیم فرمائی تہین جو منقول ہیں اللہم اہدنی امام حسن رضی اللہ سے منقول ہو یہ خاص دعا یعنی اللہم انا نستعینک الخ پہلے قرآن مجید کی دو سورتین تہین ابن مسعودؓ وغیرہ نے اسے اپنے مصحف مین لکھہ لیا تھا مگر تلاوت اسکی منسوخ ہو گئی ہو ۱۲

جماعت کے ہونے مین یہ بھی ضروری نہین کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسیطرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑہین تو جماعت ہو جائیگی خواہ امام اور مقتدی دونون نفل پڑھتے ہون یا مقتدی نفل پڑھتا ہو (شامی وغیرہ)

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید مین صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہین کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائین تو ایک بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ اُن کے دیکھنے سے قطعًا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل مین ایک اعلیٰ درجے کی شرط ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اسکو ترک نہین فرمایا حتی کہ حالت مرض مین جب آپکو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیون کے سہارے سے مسجد تشریف لیگئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپکا جی چاہتا تھا۔ بے شبہہ شریعت محمدیہ مین جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہیے تھا نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسیکو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی تاکید کے اعلیٰ درجے پر پہنچا دی جائے۔ ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھکر جس سے بعض مفسرین و فقہا نے جماعت کو ثابت کیا ہے چند حدیثین بیان کرتے ہین۔

قولہ تعالیٰ وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ ہ نماز پڑھو نماز پڑھنے والون کے ساتھ مل کر یعنی جماعت سے۔ (معالم التنزیل۔ جلالین۔ خازن۔ ابوسعود۔ مدارک۔ تفسیر کبیر وغیرہ) اس آیت مین حکم صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے مگر چونکہ رکوع کے معنی بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہین لہذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن عمر رضی اللہ عنہ جماعت کی نماز مین تنہا نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب روایت کرتے ہین (صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیون کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جسقدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو

پسند ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ)

(۳) انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ بنی سلمہ کے لوگون نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی سے دور تھے) اُٹھکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر قیام کرین تب اُن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے قدمون مین جو زمین پڑتے ہین ثواب نہین سمجھتے۔ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد مین آئیگا اُسی قدر اُس کو زیادہ ثواب ملیگا۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار مین گزرتا ہے وہ سب نماز مین شمار ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عشا کے وقت اپنے اُن اصحاب سے جو جماعت مین شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ پڑھ کے سو رہے اور تمھارا وہ وقت جو انتظار مین گزرا سب نماز مین محسوب ہوا۔ (صحیح بخاری)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بُریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا بشارت دو اُن لوگون کو جو اندھیری راتون مین جماعت کے لئے مسجد جاتے ہین اس بات کی کہ قیامت مین اُن کے لئے پوری روشنی ہوگی۔ (ترمذی)

(۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عشا کی نماز جماعت سے پڑھلے اُسکو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملیگا اور جو عشا اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا اُسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملیگا۔ (ترمذی)

(۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ بیشک میرے دل مین یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دون کہ لکڑیان جمع کرے پھر اذان کا حکم دون اور کسی شخص سے کہون کہ وہ امامت کرے اور مین اُن لوگون کے گھرون پر جاؤن جو جماعت مین نہین آتے اور اُن کے گھرون کو جلا دون۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

بحثہ تو بیشک مین لکھا ہو کہ امت محمدیہ کی جماعت مین جتنے آدمی زیادہ ہون گے اسیقدر ہر شخص کو ثواب ملیگا یعنی ہزار آدمی ہونگے تو ہر شخص کو ہزار نمازون کا ثواب ملیگا ۱۲ (بحر الرائق)

ایک روایت مین ہو کہ اگر مجھے چھوٹے بچون اور عورتون کا خیال نہوتا تو مین عشا کی نماز مین مشغول ہوتا اور خادمون کو حکم دیتا کہ اُن کے گھرون کے مال و اسباب کو مع اُنکے جلادین (مسلم) عشا کی تخصیص اس حدیث مین اِس مصلحت سے معلوم ہوتی ہو کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہو اور غالباً تمام لوگ اسوقت گھرون مین ہوتے ہین۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہین کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہو کہ تارک جماعت کی سزا آگ مین جلانا ہو اور یہ سخت سزا شریعت مین نہین آئی مگر ترک جماعت اور غنیمت مین خیانت کی۔ (اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ)

امام ترمذی اس حدیث کو لکھکر فرماتے ہین کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابو الدرداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہو۔ یہ سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز صحابہ مین ہین۔

(۹) ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل مین تین مسلمان ہون اور جماعت سے نماز نہ پڑھین تو بیشک اُن پر شیطان غالب ہوجائے گا پس اے ابو الدرداء جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری (آدمی) کو کھاتا (بہکاتا ہے) جو اپنے گلے (جماعت) سے الگ ہوگئی ہو۔ (ابو داؤد)

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہین کہ جو شخص اذان سُنکر جماعت مین نہ آئے اور اُسے کوئی عذر بھی نہو تو اُسکی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہو قبول نہ ہوگی صحابہ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہو حضرت نے فرمایا کہ خوف یا مرض۔ (ابو داؤد)

اِس حدیث مین خوف اور مرض کی تفصیل نہین کی گئی بعض احادیث مین کچھ تفصیل بھی ہو۔

(۱۱) حضرت محجن رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اتنے مین اذان ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور مین اپنی جگہہ پر جاکر بیٹھ گیا حضرت نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ اے محجن تم نے جماعت سے نماز کیون نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہین ہو مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین مسلمان تُو ہون مگر مین اپنے گھر مین نماز پڑھ چکا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسجد مین آؤ اور دیکھو کہ جماعت ہورہی ہو تو لوگون کے ساتھ ملکر نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔ (مؤطا۔ امام مالک۔ نسائی)

ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ صحابی محجن رضی اللہ عنہ کے جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔

(۲) یزید بن اسود رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے سلام پھیر کر دیکھا کہ دو شخص پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور انھوں نے جماعت سے نماز نہیں پڑھی پس آپ نے حکم دیا کہ ان کو میرے سامنے حاضر کرو تو وہ لائے گئے اس حالت میں کہ ان کے بدن میں لرزہ پڑا ہوا تھا ان سے حضرت نے فرمایا کہ تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی وہ دونوں عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم اپنے گھروں میں پڑھ چکے تھے آپ نے فرمایا کہ اب ایسا نہ کرنا جب مسجد میں جماعت ہو تو تم بھی پڑھ لیا کرو اگرچہ گھر میں پڑھ چکے ہو یہ دوسری نماز تمھاری نفل ہو جائیگی۔ ترمذی اس حدیث کو لکھکر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون محجن اور یزید بن عامر رضی اللہ عنہما سے منقول ہو۔ (جامع ترمذی)

ذرا اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت کو دیکھئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حج میں جب ایک بیشمار مجمع ہو گا دو صحابیوں سے یہ فعل صادر کرا دیا کہ جماعت کی سخت تاکید سے تمام لوگ مطلع ہو جائیں اور کسیکو ترک جماعت کی جرأت نہو۔

چند حدیثیں نمونے کے طور پر ذکر ہو چکیں اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے اقوال سنئے کہ انھیں جماعت کا کس قدر اہتمام مدنظر تھا اور ترک جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے اور کیوں نہ سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان کی مرضی کا ان سے زیادہ کس کو خیال ہو سکتا ہی۔

(۱) اسود کہتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور اس کی فضیلت و تاکید کا ذکر نکلا اسپر حضرت عائشہؓ نے تائیداً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو نماز پڑھا دیں عرض کیا گیا کہ ابو بکرؓ ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپکی جگہہ پر کھڑے ہوں گے تو بے طاقت ہو جائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے پھر وہی فرمایا پھر وہی جواب دیا گیا تب آپ نے فرمایا کہ تم تو ویسی باتیں کرتی ہو جیسے یوسف سے مصر کی

عورتین کرتی تھین ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھاوین خیر حضرت ابو بکر نماز پڑھانے کو نکلے اتنے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض مین کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیون کے سہارے سے نکلے میری آنکھون مین اب تک وہ حالت موجود ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے۔ یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکین۔ وہان حضرت ابو بکر نماز شروع کر چکے تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائین مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور انھین سے نماز پڑھوائی۔ (صحیح بخاری)

(۲) ایک دن حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز مین نہ پایا تو اُن کے گھر گئے اور اُن کی مان سے پوچھا کہ آج مین نے سلیمان کو فجر کی نماز مین نہین دیکھا انھون نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اسوجہ سے اِسوقت اُن کو نیند آگئی۔ تب حضرت فاروقؓ نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہی بہ نسبت اِسکے کہ تمام شب عبادت کرون۔ (موطا امام مالک)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے لکھا ہی کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ صبح کی نماز با جماعت پڑھنی مین تہجد سے بھی زیادہ ثواب ہی اس لئے علما نے لکھا ہی کہ اگر شب بیداری نماز فجر مین مخل ہو تو ترک اُس کا اولی ہی۔ (اشعۃ اللمعات)

(۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بیشک ہمنے آزما لیا اپنے کو اور صحابہ کو کہ ترک جماعت نہین کرتا مگر وہ منافق جسکا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار مگر بیمار بھی تو دو آدمیون کا سہارا دیکر جماعت کے لئے حاضر ہوتے تھے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی راہین بتلائین اور منجملہ اُنکے نماز ہی اُن مسجدون مین جہان اذان ہوتی ہو۔ یعنی جماعت ہوتی ہو دوسری روایت مین ہے کہ فرمایا جسے خواہش ہو کہ کل (قیامت مین) اللہ کے سامنے مسلمان جائے اُسے چاہئے کہ پنجوقتی نمازون کی پابندی کرے اُن مقامات مین جہان اذان ہوتی ہو۔ (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بیشک اللہ تعالی نے تمہارے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے نکالے ہین اور یہ نماز بھی انھین طریقون مین سے ہی اگر تم اپنے گھرون مین نماز پڑھ لیا کروگے جیسے یہ منافق پڑھ لیتا ہی تو بیشک تم سے چھوٹ جائیگی تمہارے نبی کی سنت اور اگر تم چھوڑ دوگے تم اپنے پیغمبر کی سنت تو

بے شبہہ گمراہ ہوجاؤگے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کرکے نماز کے لئے مسجد نہین جاتا مگر یہ اسکے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہو اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہو اور ایک گناہ معاف ہوتا ہو اور ہم نے دیکھہ لیا کہ جماعت سے الگ نہین رہتا مگر منافق ہم لوگون کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت مین دو آدمیون پر تکیہ لگا کر جماعت کے لئے جاتے تھے اور صف مین کھڑے کردیئے جاتے تھے۔ (مشکوۃ)

(۴) ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے بعد اذان کے بے نماز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور اُن کے مقدس حکم کو نہ مانا۔ (مسلم)

دیکھو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تارک جماعت کو کیا کہا۔ کیا کسی مسلمان کو اب بھی بےعذر ترک جماعت کی جرأت ہوسکتی ہو۔ کیا کسی ایمان دار کو حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی گوارا ہوسکتی ہو۔

(۵) حضرت اُمِّ دَرْدَاء رضی اللہ عنہا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی بی بی فرماتی ہین کہ ایک مرتبہ ابوالدرداء میرے پاس اس حال مین آئے کہ نہایت غضبناک تھے مین نے پوچھا کہ اس وقت آپ کیون غصہ آیا کہنے لگے اللہ کی قسم مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین اب کوئی بات نہین دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہین۔ یعنی اب اُس کو بھی چھوڑنے لگے (صحیح بخاری)

یہ وہی ابوالدرداء ہین جنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر جماعت کی تاکید کی تھی پھر اُنکو کیون اسقدر غصہ نہ آتا۔ اِن سے ایک حدیث نماز کی تاکید مین بھی بہت پیارے الفاظ سے منقول ہو جیسے ہم اوپر لکھ چکے ہین۔

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت اصحاب سے مروی ہو کہ انھون نے فرمایا کہ جو کوئی اذان سنکر جماعت مین نہ جائے اسکی نماز ہی نہ ہوگی یہ لکھکر امام ترمذی لکھتے ہین کہ بعض اہل علم نے کہا ہو کہ حکم تاکیدی ہو مقصود یہ ہو کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہین (جامع ترمذی)

(۷) مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور

رات بھر نمازین پڑھتا ہو مگر جمعے اور جماعت مین نہ شریک ہوتا ہو اُسے آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ دوزخ مین جائیگا۔ (ترمذی)

امام ترمذی اس حدیث کا مطلب یہ بیان کرتے ہین کہ جمعہ جماعت کا مرتبہ کم سمجھکر ترک کرے تب یہ حکم کیا جائیگا۔ لیکن اگر دوزخ مین جانے سے مراد تھوڑے دن کے لئے جان لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔

(۸) سلف صالح کا یہ دستور تھا کہ جس کی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اُس کی ماتم پُرسی کرتے۔ (احیاء العلوم)

صحابہ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہین اب ذرا علمائے امت اور مجتہدین ملت کو دیکھئے کہ اُن کا جماعت کی طرف کیا خیال ہو اور ان احادیث کا مطلب انھون نے کیا سمجھا ہو۔

(۱) ظاہریہ اور امام احمد کے بعض مقلدین کا مذہب ہو کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہو بغیر اس کے نماز نہین ہوتی۔

(۲) امام احمد کا صحیح مذہب یہ ہو کہ جماعت فرض عین ہو اگرچہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط نہین امام شافعی کے بعض مقلدین کا بھی یہی مذہب ہو۔

(۳) امام شافعی کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہو کہ جماعت فرض کفایہ ہو امام طحاوی جو حنفیہ مین ایک بڑے درجے کے فقیہ اور محدث ہین اُن کا بھی یہی مذہب ہو۔

(۴) اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہو محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحب بحر الرائق وغیرہم اسی طرف ہین۔

(۵) اکثر حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہو مگر واجب کے حکم مین۔ درحقیقت حنفیہ کے ان دونون قولون مین کچھ مخالفت نہین چنانچہ آگے بیان کرین گے۔

ہمارے فقہا لکھتے ہین کہ اگر کسی شہر مین لوگ جماعت چھوڑ دین اور کہنے سے بھی نہ مانین تو ان سے لڑنا حلال ہو۔ (بحر الرائق وغیرہ)

قنیہ وغیرہ مین ہو کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہو اور اُس کے پڑوسی

اگر اُس کے اس فعل قبیح پر کچھ نہ بولین تو گنہگار ہون گے۔ (بحر الرائق وغیرہ)
اگر مسجد جانے کے لئے اقامت سننے کا انتظار کرے تو گنہگار ہوگا۔ (بحر الرائق وغیرہ)
یہ اس لئے کہ اگر اقامت سُنکر چلا کرین گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانیکا خوف ہے۔
امام محمد سے مروی ہے کہ جمعے اور جماعت کے لئے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہو۔
تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اُسکی گواہی قبول نہ کی جائے بشرطیکہ اُس نے بے عذر صرف سہل انگاری سے جماعت چھوڑی ہو۔ (بحر الرائق وغیرہ)
اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے مین دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت مین حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائیگا اور اُسکی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ (بحر الرائق وغیرہ)

جماعت کی حکمتین اور فائدے

علمانے بہت کچھہ بیان کئے ہین مگر جہان تک میری قاصر نظر پہنچی ہے شیخ ولی اللہ محدث دہلوی سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہین اگرچہ زیادہ لطف یہی تھا کہ اُنھین کی پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سُنے جائین مگر مین خلاصہ اُسکا یہان درج کرتا ہون وہ فرماتے ہین۔
(۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سود مند نہین کہ کوئی عبادت رسم عام کر دی جائے یہانتک کہ وہ عبادت ایک ضروری عادت ہو جائے کہ اُسکا چھوڑنا ترک عادت کی طرح ناممکن ہو جائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شان وار نہین کہ اُسکے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔
(۲) مذہب مین ہر قسم کے لوگ ہوتے ہین جاہل بھی عالم بھی لہذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کرین کہ اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو دوسرا اُسے تعلیم کر دے گویا اللہ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اُسے دیکھتے ہین جو خرابی اس مین ہوتی ہے بتلا دیتے ہین اور جو عمدگی ہوتی ہے اُسے پسند کرتے ہین پس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا۔
(۳) جو لوگ بے نمازی ہون گے اُنکا حال بھی اس سے کھل جائے گا اور ان کے وعظ و نصیحت کا موقع ملیگا۔

(۴) چند مسلمانوں کا ملکر اللہ کی عبادت کرنا اور اُس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔

(۵) اس امت سے اللہ کا یہ مقصود ہے کہ اُسکا کلمہ بلند اور کلمۂ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نرہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر اور مقیم چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے ایک جگہ جمع ہوا کریں اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں۔

انھیں سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہو گئی اور اُسکی ترغیب دیگئی اور اُسکے چھوڑنیکی سخت ممانعت کی گئی۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

(۶) جماعت مین یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانون کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہیگی اور ایک دوسرے کی درد و مصیبت مین شریک ہو سکیگا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جسکی تاکید و فضیلت جا بجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم مین بیان فرمائی گئی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

افسوس ہمارے زمانے مین ترک جماعت ایک عام عادت ہو گئی ہے جاہلون کا کیا ذکر ہم علماء کو اس بلا مین مبتلا دیکھ رہے ہین۔ افسوس یہ لوگ حدیثین پڑھتے ہین اور اُنکے معانی سمجھتے ہین مگر جماعت کی سخت تاکیدین اُنکے پتھر سے زیادہ سخت دلون پر کچھ اثر نہین کرتین۔ قیامت مین جب قاضی روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہون گے اور اس کے نہ ادا کرنیوالے یا ادا مین کمی کرنیوالون سے بازپرس شروع ہوگا یہ لوگ کیا جواب دین گے۔

جماعت کے واجب ہونے کی شرطین

(۱) اسلام۔ کافر پر جماعت واجب نہین۔

(۲) مرد ہونا۔ عورتون پر جماعت واجب نہین۔ (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

(۳) بالغ ہونا۔ نابالغ بچون پر جماعت واجب نہین (بحر الرائق وغیرہ)

(۴) عاقل ہونا۔ مست بیہوش دیوانے پر جماعت واجب نہین۔

(۵) آزاد ہونا۔ غلام پر جماعت واجب نہین (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)
(۶) تمام عذرون سے خالی ہونا۔ اُن عذرون کی حالت مین جماعت واجب نہین مگر ادا کرے تو بہتر ہی نہ ادا کرنے مین ثواب جماعت سے محروم رہیگا۔ (شامی)

ترک جماعت کے عذر پندرہ ہین۔

۱ نماز کے صحیح ہونے کی کسی شرط کا مثل طہارت یا ستر عورت وغیرہ کے نہ پایا جانا۔
۲ پانی بہت زور سے برستا ہو۔ ایسی حالت مین امام محمد نے موطا مین لکہا ہو کہ اگرچہ سنجانا جائز ہی مگر بہتر یہی ہو کہ جماعت سے جاکر نماز پڑہے۔
۳ مسجد کے راستے مین سخت کیچڑ ہو۔ امام ابو یوسف نے امام صاحب سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت مین جماعت کے لئے آپ کیا حکم دیتے ہین فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہین۔
۴ سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے مین یا مسجد تک جانے مین کسی بیماری کے پیدا ہو جانے یا بڑہ جانے کا خوف ہے۔
۵ مسجد جانے مین مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔
۶ مسجد جانے مین کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔
۷ مسجد جانے مین کسی قرضخواہ کے ملنے کا اور اُس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اُس کے قرض کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجہا جائے گا اور اُس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔ (شامی)
۸ اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو۔ ایسی حالت مین یہ ضروری نہین کہ لالٹین وغیرہ ساتھ لیکر جائے۔ (شامی)
۹ رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔
۱۰ کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ اسکے جماعت مین چلے جانے سے اس مریض کے تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔
۱۱ کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک لگی ہو ایسی کہ نماز مین جی نہ لگنے کا خوف ہو۔
۱۲ پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔

سفر کا ارادہ رکھتا ہو خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے مین دیر ہو جائے گی اور قافلہ نکل جائیگا۔ (شامی) ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہو مگر فرق اسقدر ہو کہ وہان ایک قافلے کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنون مین ملتا ہو اور یہان ریل ایک دن مین کئی بار جاتی ہو اگر ایک وقت کی ریل نہ ملی تو دوسرے وقت جاسکتا ہو ہان اگر کوئی ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضایقہ نہین ہماری شریعت سے حرج اٹھا دیا گیا ہو۔

(۱۴) فقہ وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے مین ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو بشرطیکہ کبھی کبھی بلا قصد جماعت ترک ہو جائے۔

(۱۵) کوئی ایسی بیماری ہو جسکی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو اگرچہ اُسکو مسجد تک کوئی پہنچا دینے والا مل سکے یا لنجہ ہو یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو۔ (بحرالرایق رد المحتار وغیرہ)

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطین

(۱) مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کے اقتدا کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل مین کرنا کہ مین اس امام کے پیچھے فلان نماز پڑہتا ہون۔ نیت کا بیان بہ تفصیل اوپر ہو چکا ہو۔

(۲) امام اور مقتدی دونون کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہون جیسے دونون ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر مین کھڑے ہون یا حکماً متحد ہون کسی دریا کے پُل پر جماعت قایم کی جائے اور امام پُل کے اُس پار ہو اور کچھ مقتدی پل کے اُس پار مگر درمیان مین برابر صفین کھڑی ہون تو اُس صورت مین اگرچہ امام کے اور اُن مقتدیون کے درمیان مین جو پُل کے اُس پار ہین دریا حایل ہو اور اس وجہ سے دونون کا مکان حقیقۃً متحد نہین مگر چونکہ درمیان مین برابر صفین کھڑی ہوئی ہین اس لئے دونون کا مکان حکماً متحد سمجہا جائیگا اور اقتدا صحیح ہو جائیگی۔

اگر مقتدی کسی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہو اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم مین ہو اور یہہ دونون مقام حکماً متحد سمجھے جائینگے۔ اسیطرح اگر کسی گھر کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان مین کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اُس امام کی اقتدا کرنا جو مسجد مین نماز پڑھ رہا ہو درست ہو۔ (رد المحتار وغیرہ)

اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسیطرح اگر گھر بہت بڑا یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہان مقتدی کھڑا ہے اور جہان امام ہے مختلف سمجھے جائینگے اور اقتدا درست نہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان میں کوئی نہر ہو جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جسکی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہگزر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائینگے اور اقتدا درست نہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہگزر واقع ہو جائے تو اتنی صفوں کی اقتدا درست نہوگی جو ان نہیروں کے اس پار ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لیے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے (ردالمحتار وغیرہ)

(۳) مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر نہ ہونا اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہوگی تو اقتدا درست نہ ہوگی۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار وغیرہ) مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کے ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کے ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ (شامی)

امام اگر فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لئے کہ یہ دونوں نمازیں مغائر نہیں۔ مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا نہ ہوگی اس لئے کہ دونوں نمازیں مغائر ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

عـہ بہت بڑی مسجد کی مثال میں فقہانے شہر خوارزم کی جامع مسجد قدیم کو لکھا ہے جسکے ایک ربع میں چار ہزار ستون تھے ۱۲ (شامی) عـہ بہت بڑا گھر وہ ہے جسکا طول چالیس گز ہو۔ ۱۲ (شامی) گز۔ ۲۴۔ انگل کا۔ عـہ امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک ایک صف کم سے کم تین آدمیوں سے ہوتی ہے ۱۲ (درمختار وغیرہ)

(۴۴) امام کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہو گی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی
خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثلاً اگر امام کے کپڑوں میں نجاست
غلیظہ ایک درم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے کے یا قبل ختم ہونے کے معلوم ہوئی یا امام کو وضو نہ
تھا اور بعد نماز کے یا اثنائے نماز میں اسکو خیال آیا۔ (درمختار وغیرہ)

امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہو گئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر فرض ہے کہ اپنے
تمام مقتدیوں کو حتی الامکان اسکی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں خواہ
آدمی کے ذریعہ سے اطلاع کیجائے یا خط کے ذریعہ سے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

تنبیہ: اگر امام اور مقتدی کا مذہب ایک نہ ہو مثلاً امام شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس
صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہونا کافی ہے خواہ مقتدی کے
مذہب کے موافق بھی صحیح ہو یا نہیں ہر حال میں بلا کراہت اقتدا درست ہے۔ مثلاً اس امام کے

تنبیہ اس مسئلہ میں علمائے مذاہب اربعہ مختلف ہیں اکثر علماء نے خاص اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں۔ اس اختلاف
کا رجوع چند قولوں کی طرف ہوتا ہے (۱) جواز اقتدا مطلقاً خواہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے یا نہ کرے (۲) جواز اقتدا
بشرطیکہ مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ امام کی نماز مقتدی کے مذہب کے موافق نہیں ہوئی اگرچہ واقع میں ایسا ہی ہو (۳) جواز اقتدا
بشرطیکہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے (۴) عدم جواز اقتدا خواہ امام مذہب مقتدی کی رعایت کرے یا نہ کرے۔
(۵) جواز اقتدا مع کراہت تنزیہیہ۔ ان سب اقوال میں پہلا قول نہایت تحقیق اور انصاف پر مبنی ہے شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی
اپنے رسالہ انصاف میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہؓ تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم میں مختلف مذہب کے لوگ تھے بعضے بسم اللہ نماز
میں پڑھتے تھے بعض نہیں بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے بعض نماز فجر میں قنوت کرتے تھے بعض نہیں
بعض فصد وغیرہ اور قے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں بعض خاص حصے کے چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں بعض آگ کی
پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے امام ابو حنیفہؒ
اور ان کے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی مذہب کے تھے ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد
بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی اور امام ابو یوسف نے انکے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا
گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہو اور بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے تو آپ اسکے پیچھے نماز پڑھیں گے یا نہیں کہنے لگے کیا میں
امام مالک اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا۔ (بقیہ حاشیہ دیکھو صفحہ ۹۴)

کپڑون مین ایک درم سے زیادہ منی لگی ہوئی ہو یا منہ بھر قے یا خون نکلنے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھا دے یا وضو مین صرف دو تین بال کے مسح پر اکتفا کرے ان سب صورتون مین چونکہ امام کی نماز اسکے مذہب کے موافق صحیح ہو جاتی ہے لہذا مقتدی کی نماز بھی صحیح ہو جائیگی - ہان اگر امام کی نماز اسکے مذہب کے موافق صحیح نہ ہو تو مقتدی کی نماز بھی درست[ع] نہ ہوگی اگرچہ مقتدی کے مذہب کے موافق نماز مین کچھ خرابی نہ آئی ہو مثلاً امام شافعی مذہب ہو اور اس نے اپنے عضو خاص کو چھوا ہو اور اسکے بعد بے وضو کئے نماز پڑھائے یا وضو مین اس نے نیت نہ کی ہو یا نماز مین سورۂ فاتحہ کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھی ہو تو حنفی مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح نہ ہوگی اگرچہ اسکے مذہب کے موافق نماز مین کچھ خلل نہین ہوا -

یہی حکم غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے یعنی مقلد کی نماز انکے پیچھے باکراہت درست[ع] ہے خواہ وہ مقتدی کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) ایقاظ النیام مین اس مسئلہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قول کو مختار و محقق لکھا ہے اور اسی کے موافق محققین مذاہب اربعہ کی تصریحات صریحہ نقل کی ہین - بعض علمائے مثل صاحب بحر الرائق و در مختار و رد المحتار و ملا علی قاری وغیرہم کے اور اسی طرح بعض علمائے شافعیہ نے بھی تیسرے قول کو اختیار کیا ہے مگر وہ صحیح نہین گویا ان لوگون کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب مین ہو گیا ہے در حقیقت یہ قول بالکل بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے اگر اس قول پر عمل کیا جاے تو آپس مین سخت افتراق پڑ جائیگا اور بڑی مشکل پیش آئیگی - ۱۲

ع جن لوگون نے مخالف مذہب کے پیچھے نماز صحیح ہونیکے لئے مذہب مقتدی کی رعایت شرط کی ہے انکے نزدیک اس صورت مین مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے اس لیے کہ ان صورتون مین مقتدی کے مذہب کے موافق نماز مین کچھ خرابی نہین ہوتی اور مقتدی کی نماز صحیح ہونیکے لئے انکے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر بحر العلوم نے رسائل ارکان مین لکھا ہے کہ ایسی صورت مین میرے نزدیک مقتدی کو بھی اپنی نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے اس لئے کہ جب امام کی نماز نہین ہوئی تو مقتدی کی نماز جو اس پر موقوف تھی بدرجۂ اولیٰ نہ ہوگی اگرچہ فقہا ایسی حالت مین مقتدی کے نماز کے صحت کا فتوی دے چکے ہین ۱۲ -

ع ہمارے زمانے کے بعض متعصب مقلدین غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہین پڑھتے یہانتک کہ اگر کسی امام کو بلند آواز سے آمین کہتے ہوئے سنا یا سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا تو اپنی نماز کا اعادہ کر لیتے ہین ہمارے ناقص فہم مین یہ تعصب نہایت برا ہے اور غالباً کوئی عقلمند جو شریعت کے مقاصد سے واقف ہے اس فعل قبیح کو جس سے امت مین افتراق پیدا ہو جائز نہ کہیگا ہان اگر کوئی غیر مقلد ہمارے امام صاحب کو برا کہتا ہو تو وہ ایک مسلمان کی غیبت کرنے سے فاسق ہو جائیگا اس صورت مین اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی مگر جائز پھر بھی رہے گی - یہ دوسری بات ہے کہ ایسے کم علمون پر تقلید واجب ہے ۱۲ -

مذہب کے رعایت کریں یا نکریں۔

(۵) مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اُس کی اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اُسوقت سمجھا جائیگا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہوجائے اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھجائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائیگا اور اقتدا درست ہوجائیگی۔ (درمختار۔ رد المحتار وغیرہ)

(۶) مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع قومے سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھکر یا اُس کی یا کسی مُکبّر* کی آواز سنکر یا کسی مقتدی کو دیکھکر۔ اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتدا درست ہے۔ (درمختار۔ رد المحتار وغیرہ)

(۷) مقتدی کو امام کے حال کا معلوم ہونا کہ وہ مسافر ہے یا مقیم خواہ نماز سے پہلے معلوم ہوجائے یا نماز سے فارغ ہونیکے بعد فوراً یہ اس وقت جب امام چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھکر ختم کردے اور شہر یا گاؤں کے اندر ہو۔ اگر شہر یا گاؤں سے باہر ہو تو پھر مقتدی کو امام کے حال کا جاننا شرط نہیں اس لئے کہ ایسی حالت میں ظاہر یہ ہے کہ وہ مسافر ہوگا اور چار رکعت کو دو رکعت اُس نے قصر کرکے پڑھا ہوگا نہ سہو کے سبب سے۔ اسی طرح اگر نماز چار رکعت والی نہ ہو یا پوری رکعتیں پڑھے۔ (درمختار۔ رد المحتار وغیرہ)

یہ شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر امام چار رکعت نماز کو دو رکعت پر ختم کردے اور مقتدی کو اُسکے مقیم یا مسافر ہونے کا علم نہ ہو تو اُسے سخت تردد ہوگا کہ امام نے دو رکعت سہو کے سبب سے پڑھی ہیں یا مسافر ہے اور قصر کیا ہے اور یہ تردد طرح طرح کی خرابیاں پیدا کریگا۔

(۸) مقتدی کو تمام ارکان میں سوا قرأت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اُسکے

---

* جب جماعت زیادہ ہوجاتی ہے اور اس امر کا خیال ہوتا ہے کہ پچھلی صفوں کو امام کے انتقالات کا علم نہوگا تو کچھ لوگوں کو مقتدیوں میں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ تکبیر چلا کر کہیں اسکا بیان آگے ہوگا ۱۲

بعد یا اس سے پہلے شریک ہو گیا اس رکن میں مگر قبل اس کے کہ امام اس رکن میں شریک ہو جائے۔ پہلی صورت کی
مثال یہ کہ امام رکوع سے فارغ ہو کر سجدہ میں چلا گیا پھر مقتدی رکوع کرے۔ دوسری صورت کی مثال۔ امام رکوع کر کے
کھڑا ہو جائے پھر اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال۔ امام سے پہلے رکوع کرے
مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔ (رد المحتار)
اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام
دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے
اور آخر تک امام اس میں شریک نہ ہو۔ مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل
اسکے کہ امام رکوع کرے کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتدا درست نہ ہوگی۔
(۹) مقتدی کا امام سے کم یا برابر ہونا زیادہ نہ ہونا۔ مثال (۱) قیام کرنیوالے کی اقتدا قیام
سے عاجز کے پیچھے درست ہے[1] (۲) تیمم کرنیوالے کے پیچھے خواہ وضو کا یا غسل کا وضو یا غسل کرنیوالے
کی اقتدا درست ہے[2]۔ اس لئے کہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے
کم زیادہ نہیں۔ (۳) مسح کرنیوالے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتدا
درست ہے۔ اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک درجے کی طہارت ہیں کسی کو کسی پر
فوقیت نہیں۔ (۴) معذور[3] کی اقتدا معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی[4]

---

[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر نماز جو صحابہ کو پڑھائی تھی اس میں آپ بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہ کھڑے ہوئے تھے اس سے
معلوم ہوا کہ حالت عذر میں قیام نہ کرنا قیام سے کم نہیں اور قیام کرنیوالوں کی اقتدا ایسے شخص کے پیچھے درست ہے ۱۲ [2] امام محمدؒ
کے نزدیک اس صورت میں اقتدا درست نہیں انکے نزدیک غسل اور وضو کی طہارت تیمم سے قوی ہے ہاں جنازے کی نماز میں
انکے نزدیک بھی درست ہے۔ (بحر الرائق) [3] معذور سے وہی اصطلاحی معنی مراد ہیں جسکی تشریح جلد اول کے صفحہ (۸۶) کے
نمبر (۲۱) میں ہو چکی ہے ۱۲ [4] صاحب بحر الرائق وغیرہ کے نزدیک دو عذروں کے ایک ہونیکا یہ مطلب ہے کہ دونوں کا اثر ایک ہو
انکے نزدیک سلس البول اور زخم کا بہنا یا نکسیر کا جاری رہنا ایک عذر ہے اس لئے کہ دونوں کا اثر ایک ہے دونوں میں نجاست حکمیہ
یعنی حدث اصغر بھی ہوتا ہے اور نجاست حقیقیہ بھی ہوتی ہے ہاں خروج ریح اور سلس البول انکے نزدیک بھی دو عذر ہیں کیونکہ خروج
ریح میں صرف نجاست حکمیہ ہوتی ہے اور سلس البول میں دونوں۔ صاحب درمختار نے بھی اسی مطلب کو اختیار کیا ہے مگر اور کتابوں میں
اسکے خلاف ہے ان کے نزدیک عذر کے ایک ہونیکا یہ مطلب ہے کہ جو عذر ایک کو ہو وہی دوسرے کو ہو اس مطلب کے موافق

عذر میں مبتلا ہوں مثلاً دونوں کو سلس البول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو۔ (۵) اُمی[1] کی اقتدا اُمی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہو۔ (۶) عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (۷) عورت کی اقتدا عورت یا مخنث کے پیچھے درست ہے (۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے (۹) نفل پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے (۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے (۱۱) قسم کی نماز پڑھنے والی کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے اس لئے کہ قسم کی نماز بھی نفل ہے۔ (۱۲) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اسی چیز کی نذر کی جسکی فلاں شخص نے نذر کی ہے۔ **حاصل** یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدا درست ہو جائیگی۔ اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے اور اقتدا درست نہیں۔

(۱) بالغ کی اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے۔

(۲) مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے یا مخنث کے پیچھے۔

(۳) مخنث کی مخنث کے پیچھے (۴) جس عورت کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو[2] اُسکی اقتدا اسی قسم کی عورت کے پیچھے۔ اِن دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام زیادہ ہونا ظاہر نہیں ہوتا اس لئے یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ جب مقتدی امام سے زیادہ نہیں بلکہ اسکے برابر ہے تو اقتدا کیوں درست نہوگی مگر اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو مخنث امام ہے شاید عورت ہو اور جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶) سلس البول اور زخم کا بہنا دو عذر ہوں گے نہر الفائق اور کبیری وغیرہ نے اسی مطلب کو اختیار کیا ہے حلیہ میں اسی کو امام صاحب کا مذہب لکھا ہے علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں اسی مطلب کو احسن لکھا ہے اور صاحب درمختار کے اعتراض کیا ہے کہ باوجودیکہ وہ اکثر نہر الفائق کی اتباع کیا کرتے ہیں یہاں کیوں اسکو چھوڑ کر بحر الرائق کی تقلید کر لی ۱۲۔

[1] اُمی وہ جاہل جسے قرآن مجید کی ایک آیت بھی یاد نہو۔ قاری جو ایسا نہو ۱۲ [2] حیض کا زمانہ یاد نہ ہونیکی صورت اور اسکا حکم بہت تفصیل سے جلد اول کے صفحہ (۱۳۵) میں بیان ہو چکا ہے ۱۲۔

مخنث مقتدی ہے شاید مرد ہو اس لئے کہ مخنث مین دونون احتمال ہوتے ہین پس مقتدی کے امام سے بڑھ جانیکا خوف ہی۔ اسی طرح دوسری صورت مین جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اُس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہو اُسکی طہارت کا پس اس صورت میں بھی مقتدی کے امام سے بڑھ جانے کا خوف ہی (۵) مخنث کی عورت کے پیچھے اس خیال سے کہ شاید وہ مخنث مرد ہو (۶) ہوش و حواس والے کی اقتدا مجنون مست بیہوش بے عقل کے پیچھے (۷) طاہر کی اقتدا طہارت سے معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلس البول وغیرہ کی شکایت ہو (۸) ایک عذر والے کی اقتدا دو عذر والے کے پیچھے مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو وہ ایسے شخص کی اقتدا کرے جسکو خروج ریح اور سلس البول دو بیماریاں ہون (۹) ایک عذر والے کی اقتدا دوسرے عذر والے کے پیچھے مثلاً سلس البول[عہ] والا ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو (۱۰) قاری کی اقتدا امی کے پیچھے (۱۱) اُمی کی اقتدا امی کے پیچھے بحالیکہ مقتدیون میں کوئی قاری موجود ہو۔ اس صورت مین امام کی نماز فاسد ہوجائیگی اس لئے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کردیتا اور اُسکی قرأت سب مقتدیون کی طرف سے کافی ہوجاتی اور جب امام کی نماز فاسد ہوگئی تو سب مقتدیون کی نماز فاسد ہوجائیگی جن مین وہ اُمی بھی ہو (۱۲) اُمی کی اقتدا گونگے کے پیچھے اس لئے کہ اُمی اگرچہ بالفعل قرأت نہین کرسکتا مگر قادر تو ہے گونگے مین تو یہ بھی نہین (۱۳) جس شخص کا جسم عورت چھپا ہوا ہو اس کی اقتدا برہنہ کے پیچھے (۱۴) رکوع سجود کرنے والے کی اقتدا ان دونون سے عاجز کے پیچھے۔ اگر کوئی شخص صرف سجدہ سے عاجز ہو اسکے پیچھے بھی اقتدا درست نہین۔ (۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے (۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہی (۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین آج چار رکعت پڑھون گا اور کسی نے نذر کی تو وہ نذر کرنے والا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہوگی اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہی اور قسم کی نفل قسم کی نماز مین اختیار ہی چاہے نماز پڑھ کے اپنی قسم پوری کرے

عہ صاحب بحرالرائق وغیرہ کے نزدیک ایسی صورت مین اقتدا درست ہی اس لئے کہ انکے نزدیک عذر کے دو ہونے کا ادہی مطلب ہی جو اُس صفحہ کے حاشیہ میں بیان ہوچکا ۱۲۔

یا کفارہ دیدے نماز نہ پڑھے (۱۸) جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں مثلاً سین کو ثے یا رے کو غین پڑھتا ہو یا اور کسی حرف میں ایسا ہی تبدل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قرأت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتدا صحیح ہو جائیگی۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۱۰) امام کا واجب الانفراد نہ ہونا۔ یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جسکا منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتدا کرے تو درست نہو گی۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۱) امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا۔ یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقۃً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق۔ لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اسکو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتدا کرے تو درست نہیں اسی طرح مسبوق اگر لاحق کی یا لاحق مسبوق کی اقتدا کرے تب بھی درست نہیں۔ (ردالمحتار)

یہ گیارہ شرطیں جو ہنے جماعت کے صحیح ہونیکی بیان کیں اگر ان میں سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہو گی۔

جب کسی مقتدی کی اقتدا نہ صحیح ہو گی تو اسکی وہ نماز بھی نہ ہو گی جسکو اس نے بحالت اقتدا ادا کیا ہے۔ (درمختار وغیرہ)

جماعت کے احکام

شرط ہے جمعے اور عیدین کی نمازوں میں۔ (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ)

واجب ہے پنجوقتی نمازوں میں۔ خواہ گھر میں[عہ] پڑھی جائیں یا مسجد میں بشرطیکہ کوئی عذر نہو۔

عہ جماعت میں بظاہر ہمارے فقہا کے دو قول معلوم ہوتے ہیں بعض کتابوں میں سنت مؤکدہ لکھا ہے بعض میں واجب اور اسی وجوب کو مذہب راجح اور اکثر محققین کا مذہب بیان کیا گیا (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ) مگر محقق ابن ہمام لکھتے ہیں کہ جن کتب میں اسکو سنت لکھا ہے انکا مطلب یہ ہے کہ جماعت کا ثبوت سنت یعنی حدیث سے ہے نہ یہ کہ خود جماعت سنت ہے اس لئے کہ تمام مشایخ حنفیہ کا وجوب جماعت پر اتفاق ہے۔ وجوب کے جو لوگ قایل ہیں انکی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت مواظبت ہے اور تارک جماعت پر سخت سے سخت وعید مثل آگ میں جلا دینے کے جو صحیح احادیث میں مذکور ہے۔

اور ترک جماعت کے عذر پندرہ ہین جو اوپر بیان ہو چکے۔

سنت موکدہ ہی۔ نماز تراویح مین اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور نماز کسوف کے لئے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

مستحب ہی۔ رمضان کی وتر میںعہ۔

مکروہ تنزیہی ہی۔ سوا رمضان کے اور کسی زمانہ کی وتر مین (بحرالرائق۔ منحۃ الخالق) اسکے مکروہ ہونے مین یہ شرط ہی کہ مواظبت کیجائے اور اگر مواظبت نہ کیجائے بلکہ کبھی کبھی دو تین عمہ آدمی جماعت سے پڑھ لین تو مکروہ نہین۔ (شامی)

مکروہ تحریمی ہی۔ نماز خسوف مین۔ اور تمام نوافل مین بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائین جس اہتمام سے فرایض کی جماعت ہوتی ہی یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگون کو جمع کر کے ہان اگر بے اذان و اقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لین تو کچھ مضایقہ نہین۔

ایسا ہی مکروہ تحریمی ہی۔ ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد مین ان چار شرطون سے: (۱) مسجد محلے کی ہو عام رہگذر پر نہ ہو (۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان و اقامت کہکر پڑھی گئی ہو۔ (۳) پہلی جماعت اُن لوگون نے پڑھی ہو جو اُس محلے مین رہتے ہین اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہی۔ (۴) دوسری جماعت اُسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹) اور وہ احادیث اوپر نقل ہو چکین اُن احادیث مین ان لوگون کو تارک جماعت کے عنوان سے یاد کر کے اس سزا کا اظہار کیا گیا ہی جس سے صاف ظاہر ہی کہ اس سزا کا استحقاق انکو ترک جماعت کے سبب سے ہوا تھا کسی اور وصف کے سبب سے نہ تھا۔ منکرین مین جو لوگ جماعت کے سنت ہونے کے قایل ہین انکے شبہات اور انکا جواب قسم الباری مین بتفصیل موجود ہی ۱۲ عمہ بعض علما کے نزدیک گھر مین جماعت کرنا بدعت ہے یہ وہی لوگ ہین جن کے نزدیک اذان کا جواب قدم سے دینا واجب ہے مگر اوپر ہم لکھ چکے ہین کہ صحیح یہ ہی کہ اذان کا جواب زبان سے دینا واجب ہی لہذا گھر مین بھی جماعت کر لینا جائز ہی ہان مسجد مین ثواب زیادہ ملے گا۔ (بحرالرائق۔ منحۃ الخالق)

عہ بعض علما کے نزدیک رمضان کی وتر مین جماعت مستحب نہین ہی مگر یہ صحیح نہین ابن ہمام کے نزدیک تراویح کی طرح اسمین بھی جماعت سنت موکدہ ہی مگر شرح منیہ مین ہی کہ اسکی سنیت تراویح کی سنیت کے مثل نہین ہی ۱۲ عمہ دو تین کی قید اسلئے لگائی گئی ہی کہ تین سے زیادہ آدمیون کی جماعت کے مکروہ نہ ہونے مین اختلاف ہی تین تک بالاتفاق مکروہ نہین ۔ ۱۲ (بحرالرائق وغیرہ)

جس ہئیت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہو۔
اگر دوسری جماعت مسجد مین نہ ادا کی جائے بلکہ گھر مین تو پھر مکروہ نہین۔ اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطون مین نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہگزر پر ہو محلے کی نہ ہو تو اُس مین دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہین۔ یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہکر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہین۔ یا پہلی جماعت اُن لوگون نے پڑھی ہو جو اُس محلے مین نہین رہتے نہ انکو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہو۔ یا دوسری جماعت اُس ہئیت سے نہ ادا کی جائے جس ہئیت سے

ع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بعد جماعت ہو جانے کے گھر مین جماعت کرتے تھے اس کے مکروہ ہونے مین کسی کا اختلاف نہین ۱۲ عـہ جس مسجد مین امام اور مؤذن مقرر ہو اور جماعت کا وقت معین اور لوگون کو معلوم ہو اُس مسجد کو محلے کی مسجد کہتے ہین (شامی) اگر امام اور مؤذن مقرر نہ ہو یا جماعت کا وقت معین اور معلوم نہ ہو تو وہ رہگزر کی مسجد ہے محلے کی نہین ۱۲ سے اگرچہ ظاہر الروایت مین حنفیہ کے نزدیک دوسری جماعت کی کراہت منقول ہی اور اسی بنا پر بعض علما اس صورت مین بھی دوسری جماعت کو مکروہ کہتے ہین مگر قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اگر ہئیت بدل دی جائے تو مکروہ نہین اور اُنھین کے قول پر فتویٰ ہے علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار مین اسکو بہت بسط سے لکھا ہو۔ احادیث سے بھی دوسری جماعت کا جواز نکلتا ہے۔ ترمذی اور ابو داؤد مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ کون ہے جو اسکے ساتھ احسان کرے اور اسکے ساتھ نماز پڑھ لے یعنی اسکو جماعت کا ثواب دلا دے پس ایک شخص کھڑے ہو گئے اور انھون نے اس کے ساتھ نماز پڑھ لی۔ بعض روایت مین ہو کہ وہ شخص جو اسکے ساتھ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے امیر المومنین ابوبکر صدیق تھے اور نیز صحیح بخاری مین بطور تعلیق کے مذکور ہے کہ انس رضی اللہ عنہ بنی رفاعہ کی مسجد مین آئے اور وہان نماز ہو چکی تھی انھون نے وہان پھر اذان واقامت کے ساتھ دوسری جماعت ادا کی۔ بعض لوگون کا یہ خیال ہو کہ اگر دوسری جماعت کی اجازت دیدیجائیگی تو پہلی جماعت کے کم ہو جانیکا خوف ہو حالانکہ یہ امر جب لازم آئیگا کہ دوسری جماعت بطور التزام کے قایم کر دیجائے اور جب بطور التزام کے ایک ہی جماعت مقرر ہو اور اتفاقاً کبھی کچھ لوگ اسمین نہوئے تو انکے جماعت کرنے سے یہ امر لازم نہین آتا علاوہ اسکے جب پہلی جماعت کے برابر دوسری جماعت کا ثواب نہین رکھا گیا تو طالبان ثواب کسی طرح پہلی جماعت مین کمی نکرینگے اور یون تو لوگ جماعت ہی نہین کرتے اس کا کیا علاج واللہ اعلم ۱۲

پہلی جماعت ادا کی گئی ہو جس جگہہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہان سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائیگی اور یہ جماعت مکروہ نہو گی۔ (رد المحتار)

حرمین شریفین کی مسجدین عام رہگذر کی مسجد کا حکم رکھتی ہین اس لئے کہ انکی جماعت کا وقت معین اور معلوم نہین لہذا اُنمین دوسری جماعت مکروہ نہین۔ (رد المحتار)

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

(۱) مقتدیون کو چاہیئے کہ تمام حاضرین مین امامت کے لایق جس مین اوصاف زیادہ ہون اسکو امام بناوین اور اگر کئی شخص ایسے ہون جن مین امامت کی لیاقت ہو تو غلبہ رائے پر عمل کرین یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگون کی رائے ہو اسکو امام بناوین اور اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے لایق ہو کسی نالایق کو امام کردین گے تو ترک سنت کی خرابی مین مبتلا ہون گے۔ سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو ہو جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہرا اس مین کوئی فسق وغیرہ نہو اور جسقدر قرأت مسنون ہو اُسے یاد ہو (۱) پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی عمدہ آواز سے اور قرأت کے قواعد کے موافق (۲) پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو (۳) پھر وہ شخص جو سب مین زیادہ عمر رکھتا ہو (۴) پھر وہ شخص جو سب مین زیادہ خلیق ہو (۵) پھر وہ شخص جو سب مین زیادہ خوبصورت ہو (۶) پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو (۷) پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو (۸) پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافرون کے (۹) پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو (۱۰) پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اُس کے جسنے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو جس شخص مین دو وصف پائے جائین وہ زیادہ مستحق ہو بہ نسبت اُسکے جسمین ایک ہی وصف پایا جاتا ہو مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہو بہ نسبت اُسکے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو قرآن مجید نہ اچھا پڑھتا ہو۔

(۲) اگر کسی کے گھر مین جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لئے زیادہ مستحق ہو اُسکے بعد وہ شخص جسکو وہ امام بنادے ہان اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہون تو پھر اُنھین کو استحقاق ہوگا۔ (در مختار۔ شامی وغیرہ)

جس مسجد مین کوئی امام مقرر ہو اُس مسجد مین اُسکے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہین ہان اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنا دے تو پھر مضائقہ نہین۔

قاضی یا بادشاہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہین (درمختار وغیرہ)

(۳) بے رضامندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہی۔ ہان اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اُسکے برابر کسی مین پائے جاتے ہون تو پھر اُسکے اوپر کچھ کراہت نہین۔ (درمختار وغیرہ)

(۴) فاسق[عہ] اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہی ہان اگر خدانخواستہ سوا ایسے لوگون کے کوئی دوسرا شخص وہان موجود نہو تو پھر مکروہ نہین۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

(۵) غلام[عہ] کا اگرچہ آزاد شدہ ہو اور گنوار یعنی گانون کے رہنے والے کا اور نابینا کا یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہی ہان اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہون اور لوگون کو انکا امام بنانا گوار ہو تو پھر مکروہ نہین اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جسکی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔

اگر کسی کو کوئی ایسا مرض ہو جس سے لوگون کو نفرت ہوتی ہی مثل سپید داغ۔ جذام وغیرہ کے تو اس کا امام بنانا بھی مکروہ تنزیہی ہی۔ (درمختار وغیرہ)

(۶) نماز کے فرایض اور واجبات مین تمام مقتدیون کو امام کی موافقت کرنا واجب ہی۔ ہان سُنن وغیرہ مین موافقت کرنا واجب نہین پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع مین جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت ہاتھون کو اُٹھائے تو حنفی مقتدی کو ہاتھون کا اُٹھانا ضروری

عہ فاسق وہ شخص جو ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہو مثل شراب خوار چغلخور غیبت کرنیوالے وغیرہ کے بدعتی وہ جو ایسا فعل عبادت سمجھ کے کرے جسکی اصل شریعت مین نہو نہ قرآن مجید سے اسکا ثبوت ہو نہ احادیث سے نہ قیاس نہ اجماع سے فاسق اور بدعتی مین فرق یہ ہے کہ فاسق گناہ کو گناہ سمجھکر کرتا ہی اور بدعتی گناہ کو عبادت سمجھکر لہذا بدعتی کا مرتبہ فاسق سے بھی بدتر ہی اور اسکے پیچھے نماز پڑھنے مین زیادہ کراہت ہی ۱۲

عہ ان لوگون کا امام بنانا اس لئے مکروہ ہی کہ اکثر غلام اور گنوار اور ولد الزنا کو علم دین حاصل کرنیکا موقع نہین ملتا غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے فرصت نہین ملتی گنوار لوگ دیہات مین کوئی ذی علم نہین ملتا ولد الزنا کا کوئی تربیت کرنیوالا نہین ہوتا علاوہ اسکے ان لوگون کی امامت سے بعض لوگون کو طبعی تنفر بھی ہوتا ہے واللہ اعلم ۱۲

نہین اس لیے کہ ہاتھون کا اُٹھانا اُن کے نزدیک بھی سنت ہے اسی طرح فجر کی نماز مین شافعی مذہب قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیون کو ضروری نہین۔ ہان وتر مین البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیون کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہیے۔　　(ردالمحتار وغیرہ)

(۷) امام کو نماز مین زیادہ بڑی بڑی سورتین پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہون یا رکوع سجدے وغیرہ مین زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیون کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب مین زیادہ صاحب ضرورت ہو اسکی رعایت کرکے قرأت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون[عہ] سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگون کا حرج نہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔

(۸) اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اسکو امام کے داہنے جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیے اگر بائین جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۹) اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہون تو انکو امام کے پیچھے صف باندھکر کھڑا ہونا چاہیے اگر امام کے داہنے بائین جانب کھڑے ہون اور دو ہون تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہون تو مکروہ تحریمی ہے اس لیے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہون تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔ (درمختار۔شامی)

(۱۰) اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا اسکے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہیے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی ملکر امام کے پیچھے کھڑے ہون اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیون کو چاہیے کہ اسکو کھینچ لین اور اگر ناواقفیت سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائین جانب کھڑے ہو جائین پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائین تو امام کو

عہ حدیث مین آیا ہے کہ امام کو تخفیف اور آسانی کرنا چاہیے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ڈانٹا کہ وہ کیون نماز عشا مین بڑی بڑی سورتین پڑھتے ہین جس سے انکی قوم کو تکلیف ہوتی ہے ۱۲ عہ ایک مرتبہ ایک بچے کے رونے کی آواز سنکر حضرت نے فجر کی نماز مین صرف قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پر اکتفا کی تھی کیونکہ ماں اسکی نماز مین تھی ۱۲

چاہیے کہ خود آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسیطرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہہ نہو تب بھی امام ہی کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے۔

(۱۱) اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

(۱۲) اگر مقتدیون مین مختلف قسم کے لوگ ہون کچھ مرد کچھ عورت کچھ مخنث کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اِس ترتیب سے اُنکی صفین قائم کرے پہلے مردون کی صفین پھر نابالغ لڑکون کی پھر نابالغ لڑکیون کی پھر بالغ مخنثون کی پھر نابالغ مخنثون کی پھر بالغ عورتون کی پھر نابالغ لڑکیونکی

(۱۳) امام کو چاہیے کہ صفین سیدھی کرے یعنی صف مین لوگون کو آگے پیچھے کھڑے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونیکا حکم دے صف مین ایک کو دوسرے سے ملکر کھڑا ہونا چاہیے درمیان مین خالی جگہہ نرہنا چاہیے مگر مخنثون کی صف مین البتہ ایک کو دوسرے سے ملکر نہ کھڑا ہونا چاہیے بلکہ درمیان مین کوئی حائل یا خالی جگہہ جسمین ایک آدمی کھڑا ہوسکے چھوڑدی جائے اس لئے کہ ہر مخنث مین مرد اور عورت دونون کا احتمال ہی لہذا ملکر کھڑے ہونے مین نماز فاسد ہو جائیگی۔

(۱۴) تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہی بلکہ ایسی حالت مین چاہیے کہ صف سے کسی آدمی کو کھینچکر اپنے ہمراہ کھڑا کرلے۔

پہلی صف مین جگہہ کے ہوتے ہوئے دوسری صف مین کھڑا ہونا مکروہ ہی ہان جب پہلی صف پوری ہو جائے تب دوسری صف مین کھڑا ہونا چاہیے۔

(۱۵) اگر جماعت صرف عورتون کی ہو یعنی امام بھی عورت ہو تو امام کو مقتدیون کے بیچ مین کھڑا ہونا چاہیے آگے نہ کھڑا ہونا چاہیے خواہ ایک مقتدی ہو یا ایک سے زائد۔

صحیح یہ ہی کہ صرف عورتون کی جماعت مکروہ[۵] نہین بلکہ جائز ہی۔

---

۵ ہمارے فقہا صرف عورتونکی جماعت کو مکروہ تحریمی لکھتے ہین مگر چونکہ احادیث مین مذکور ہی کہ حضرت عائشہ رضی عورتونکی امامت کرتی تھین اور ام ورقہ کو حضرت نے امامت کی اجازت دی تھی اس لئے مکروہ تحریمی کہنا بالکل خلاف تحقیق ہی امام محمد نے کتاب الآثار مین لکھا ہی کہ ہمکو اچھا نہین معلوم ہوتا کہ عورت امامت کرے اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ

(۱۶) اگر جماعت صرف مخنثون کی ہو تو اُن کا امام مقتدیون سے آگے کھڑا ہو مقتدیون کے بیچ مین یا اُن کے برابر نہ کھڑا ہو اگرچہ ایک ہی مقتدی ہو اگر امام مقتدیون کے برابر کھڑا ہو جائیگا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ وجہ اسکی اوپر گزر چکی۔

(۱۷) مرد کو صرف عورتون کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہو جہان کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اسکی زوجہ یا مان بہن وغیرہ کے موجود ہو۔ ہان اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہین۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۸) اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشا کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء مین کوئی شخص اُسکی اقتدا کرے تو اُسپر بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے پس اگر سورۂ فاتحہ یا دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اسکو چاہیے کہ پھر سورہ فاتحہ[عہ] اور دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھے اس لیے کہ امام کو فجر مغرب عشا کے وقت بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے ہان سورۂ فاتحہ کے مکرر ہو جانے سے سجدۂ سہو کرنا پڑیگا۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۹) امام کو اور ایسا ہی منفرد کو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنے جانب یا بائین جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرلے جو ایک گز یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک اُنگلی کے برابر موٹی ہو۔ ہان اگر مسجد مین نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام مین جہان لوگون کا نماز کے سامنے سے گزر نہوتا ہو تو اسکی کچھ ضرورت نہین۔

امام کا سترہ[عہ] تمام مقتدیون کی طرف سے کافی ہو بعد سترہ قائم ہو جانے کے نماز کے آگے سے نکل جانے مین کچھ گناہ نہین لیکن اگر سترے کے اُس طرف سے کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۵) حنفیہ کے نزدیک صرف عورتون کی جماعت مستحب نہیں ہو نہ یہ کہ مکروہ ہو معلوم نہین ہمارے فقہا نے کراہت کہان سے ثابت کی مولانا ابو الحسنات نور اللہ مرقدہ نے اس مسئلہ مین ایک جامع اور محقق رسالہ تصنیف فرمایا ہو جزاہ اللہ خیر الجزا ۱۲۔

عہ بعض فقہا کے نزدیک اگر سورۂ فاتحہ نصف سے کم آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو پھر بلند آواز سے پڑھے ورنہ جسقدر آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو اسکو بلند آواز سے نہ پڑھے بلکہ اسکے آگے سے ۱۲ شامی

عہ سترہ اس چیز کو کہتے ہین جو نمازی اپنے سامنے کھڑی کرتا ہے ۱۲

(۲۰) لاحق یعنی وہ مقتدی جسکی کچھ رکعتین یا سب رکعتین بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہین خواہ بعذر مثلاً نماز مین سوجائے اور اس درمیان مین کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہے یا لوگون کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نکرسکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیئے جائے اور اس درمیان مین اُسکی رکعتین جاتی رہین نماز خوف عـــہ مین پہلا گروہ لاحق ہی اسیطرح جو مقیم مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لاحق ہے یا بے عذر جاتی رہین مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع سجدہ کرلے یہ رکعت اُسکی کالعدم سمجھی جائیگی اور اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائیگا۔

لاحق کو واجب ہی کہ پہلے اپنی اُن رکعتون کو ادا کرے جو اُسکی جاتی رہی ہین بعد انکے ادا کرنیکے اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہوجائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔

لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتون مین بھی مقتدی سمجھا جائیگا یعنی جیسے مقتدی قرأت نہین کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرأت نکرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہوجائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہین ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی اور تمام باتون مین جیسا کہ مقتدی پر امام کا اتباع واجب ہوتا ہی ویسا ہی لاحق پر بھی۔

(۲۱) مسبوق کو چاہیئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہوکر جسقدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہوجائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتون کو ادا کرے۔

مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتین منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے اور اگر کوئی سہو ہوجائے تو اسکو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہی۔

مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتین اس ترتیب سے ادا کرنا چاہیئے پہلے قرأت والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتین امام کے ساتھ پڑھ چکا ہو انکے حساب سے قعدہ کرے یعنی اُن کی رکعتون کے

عـــہ نماز خوف اس نماز کو کہتے ہین جو دشمن سے لڑائی کیوقت پڑھی جاتی ہو چونکہ اسمین لشکر کے دو حصے کردیئے جاتے ہین پہلا حصہ آدھی نماز امام کے ساتھ پڑھکر میدان جنگ مین چلا جاتا ہی اسکے بعد دوسرا حصہ آکر آدھی نماز پڑھکر میدان مین چلا جاتا ہی اسکے بعد پہلا حصہ آکر اپنی نماز تمام کرتا ہی اور پھر میدان مین چلا جاتا ہی اسکے بعد دوسرا حصہ آکر اپنی نماز تمام کرلیتا ہے۔ پہلا حصہ لاحق ہی اور دوسرا حصہ مسبوق ۱۲۔

حساب سے جو دوسری ہو اس مین پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس مین اخیر قعدہ کرے وعلی ہذا القیاس - **مثال** ظہر کی نماز مین تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو تو اسکو چاہیئے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتین اس ترتیب سے ادا کرے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملا کر رکوع سجدہ کرکے پہلا قعدہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہی پھر دوسری رکعت مین بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نکرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہی پھر تیسری رکعت مین سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت قرأت کی نہ تھی -

(۲۲) اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتین ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتین اسکی چلی جائین تو اسکو چاہیئے کہ پہلے اپنی اُن رکعتون کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہین جن مین وہ لاحق ہی اسکے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اسمین شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے مگر اسمین امام کی متابعت کا خیال رکھے بعد اسکے اپنی اُن رکعتون کو ادا کرے جن مین مسبوق ہی **مثال** عصر کی نماز مین ایک رکعت ہو جانیکے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان مین نماز ختم ہوگئی تو اسکو چاہیئے کہ پہلے اُن تینون رکعتون کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہین پھر اس رکعت کو جو اُس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینون رکعتون کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرأت نکرے اور ان تین کی پہلی رکعت مین قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہی اور امام نے اِس مین قعدہ کیا تھا پھر دوسری رکعت مین بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اسکی دوسری رکعت ہی پھر تیسری مین بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہی امام نے اس مین قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس مین بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اُس کی چوتھی رکعت ہی اور اس رکعت مین اسکو قرأت بھی کرنا ہوگی اس لئے اس رکعت مین وہ

مسبوق ہو اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے مین منفرد کا حکم رکھتا ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۲۴۳) مقتدیون کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہی۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کرین رکوع بھی امام کے رکوع کے ساتھ قومہ بھی اسکے قومے کے ساتھ سجدہ بھی اسکے سجدے کے ساتھ غرض کہ ہر فعل اسکے ہر فعل کے ساتھ۔ ہان اگر قعدۂ اولیٰ میں امام قبل اسکے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کرین تو مقتدیوں کو چاہئیے کہ التحیات تمام کرکے کھڑے ہون اسی طرح قعدۂ اخیرہ مین اگر امام قبل اسکے کہ مقتدی التحیات تمام کرین سلام پھیر دے تو مقتدیون کو چاہیے کہ التحیات تمام کرکے سلام پھیرین۔ ہان رکوع سجدے وغیرہ مین اگر مقتدیون نے تسبیح نہ پڑہی ہو تب بھی امام کے ساتھ ہی کھڑے ہونا چاہیے۔

جماعت کے حاصل کرنے کا طریقہ

(۱) اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد مین ایسے وقت پہنچا کہ وہان جماعت ہو چکی ہو تو اسکو مستحب ہو کہ دوسری مسجد مین بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہو کہ اپنے گھر مین واپس آکر گھر کے آدمیون کو جمع کرکے جماعت کرے۔ (شامی وغیرہ)

(۲) اگر کوئی شخص اپنے گھر مین فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اسکے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہو تو اسکو چاہیئے کہ جماعت مین شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر عشا کا وقت ہو فجر۔ عصر مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لئے کہ فجر عصر کی نماز کے بعد نماز مکروہ ہی چنانچہ اوقات نماز کے بیان مین یہ مسئلہ گزر چکا اور مغرب کے وقت اس لئے کہ یہ دوسری نماز نفل ہو گی اور نفل مین تین رکعت منقول نہیں۔ (شرح وقایہ وغیرہ)

(۳) اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت مین وہ فرض جماعت سے ہونے لگے تو اسکو چاہیے کہ فوراً نماز توڑ کر جماعت مین شریک ہو جائے بشرطیکہ اگر فجر کی نماز ہو تو دوسری رکعت کا سجدہ نکیا ہو اور اگر کسی اور وقت کی نماز ہو تو تیسری رکعت کا سجدہ نکیا ہو اگر فجر کے وقت دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو یا اور کسی وقت تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر

اس کو نماز تمام کر دینا چاہئے، نماز تمام کر دینے کے بعد اگر جماعت باقی ہو اور ظہر عشا کا وقت ہو تو شریک جماعت ہو جائے۔

اگر عشہ مغرب عشا کے وقت صرف پہلی یا دوسری رکعت کا بھی سجدہ کر چکا ہو تو دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دینا چاہئے نماز نہ توڑنا چاہیے۔

(۴) اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو اسکو چاہئے کہ دو رکعت پڑھکر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت کی ہو نفل نماز کو توڑنا نہ چاہیے اگرچہ پہلی رکعت کا بھی سجدہ نکیا ہو۔ (درمختار وغیرہ)

یہی حکم ہے ظہر اور جمعے کی سنت موکدہ کا کہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو دو ہی رکعت پڑھکر سلام پھیر دے اور پھر ان سنتوں کو بعد فرض کے پڑھ لے ظہر کی سنتیں بعد ان دو سنتوں کے پڑھی جائیں جو فرض کے بعد ہیں (شامی وغیرہ)

(۵) اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کیجائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائیگی تو پڑھ لے مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت جاتی رہیگی تو پھر موکدہ سنتیں جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ پڑھکر ان سنتوں کو پڑھ لے مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ موکد ہیں لہذا انکے لئے حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کر لی جائیں بشرطیکہ قعدۂ عہ اخیرہ ملجانے کی امید ہو اگر قعدہ اخیرہ کے بھی نہ ملنے کا خوف ہو تو پھر نہ پڑھے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کیجائیگی تو جماعت نہ پائیگی تو ایسی حالت میں چاہیئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اختصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے فرض ہونیکی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام

عہ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو سنت فجر پڑھے اور اگر امید نہ ہو تو چھوڑ دے خواہ قعدہ اخیرہ ملنے کی امید ہو یا نہیں۔ صاحب شرح وقایہ وغیرہ نے اسکو اختیار کیا ہے مگر ابن ہمام مولف فتح القدیر اور حلبی شارح منیہ نے اُسی قول کی ترجیح دی ہے جو ہمنے اختیار کیا ہے ۱۲۔

پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اس لئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھ لے اور یہ بھی نہو تو نہ پڑھے ۔ (درمختار وغیرہ)

(۶) اگر جماعت کا قعدہ ملجائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب ملجائے گا اگرچہ اصطلاح فقہا میں اسکو جماعت کی نماز نہیں کہتے جماعت سے ادا کرنا جب ہی کہا جائے گا کہ جب کل رکعتیں ملجائیں یا اکثر رکعتیں ملجائیں مثلاً چار رکعت والی نماز کی تین رکعت ملجائیں یا تین رکعت والی نماز کی دو رکعتیں ملجائیں ۔ اگرچہ بعض فقہا کے نزدیک جب تک کل رکعتیں نہ ملیں جماعت میں شمار نہیں ہوتا ۔

(۷) جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ ملجائے تو سمجھا جائیگا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا ۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہوجاتی ہے

(۱) نماز کے شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود ہوجانا مثال (۱) طہارت باقی نہ رہے طہارت کے باقی نہ رہنے کی بعض صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی جنکو ہم نماز کے مکروہات کے بعد ایک مستقل عنوان سے بیان کریں گے ۔ (۲) ہوش حواس درست نہ رہیں خواہ بیہوشی کے سبب سے یا جنون آسیب وغیرہ کی وجہ سے ۔ (۳) سینے کو قصداً بے عذر قبلہ سے پھیرنا ۔ اگر بے قصد بے اختیاری کی حالت میں سینہ قبلے سے پھر جائے تو اگر بقدر ادا کرنے کسی رکن کے مثل رکوع وغیرہ کے یہی حالت رہے تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں یا کسی عذر سے قصداً پھیرا جائے تب بھی نماز فاسد نہوگی مثلاً حالت نماز میں کسی کو یہ شبہہ ہو کہ وضو جاتا رہا اور وضو کرنے کے لئے سینہ قبلے سے پھیرے اور بعد اسکے یاد آجائے کہ وضو نہیں گیا اگر یہ یاد مسجد سے نکلنے کے قبل ہو تو نماز فاسد نہوگی ورنہ فاسد ہوجائیگی ۔

(۲) نماز کے فرائض کا ترک ہوجانا خواہ عمداً یا سہواً مثلاً قرأت بالکل نکرے یا قیام رکوع سجدہ وغیرہ بے عذر ترک کردیا جائے ۔

(۳) نماز کے واجبات کا عمداً چھوڑ دینا۔
(۴) نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدۂ سہو نکرنا۔
(۵) حالت نماز مین کلام کرنا کلام کے مفسد نماز ہونے مین یہ شرط ہی کہ کم سے کم اسمین دو حرف ہون یا ایسا ایک حرف ہو جسکے معنی سمجھہ مین آجاتے ہون۔ (درمختار وغیرہ)

کلام کی پانچ قسمین ہین۔

پہلی قسم کسی آدمی کے مخاطبہ مین۔ یہ کلام ہر حال مین مفسد نماز ہی خواہ عمداً ہو یا سہواً عربی زبان مین ہو یا غیر عربی وہ لفظ قرآن مجید مین ہو یا نہین **مثال** (۱) کوئی شخص یہ سمجھکر کہ مین نماز مین نہین ہون یا ورکسی دھوکے مین آکر کسی آدمی سے کچھ کلام کرے (۲) نماز کی حالتمین کسی آدمی سے کہے کہ اُقْتُلِ الْحَیَّۃَ۔ (۳) نماز کی حالت مین کسی سے کہے کہ پڑھو (۴) کسی یحیٰی نام آدمی سے کہے کہ یَا یَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ۔ یا کسی موسیٰ نام آدمی سے کہے کہ یَا مُوْسٰی یا کسی سے کہے کہ اِقْرَأْ یہ سب الفاظ قرآن مجید کے ہین۔ یہی حکم ہی سلام اور سلام کے جواب کا جب کسی آدمی کے مخاطبہ مین ہو۔ اور یہی حکم ہی اگر دوسرے کی چھینک کے جواب مین یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے یا اچھی خبر سنکر کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اسی طرح اور کوئی لفظ زبان سے نکل جائے اگر اللہ تعالیٰ کا نام کسی سے سنکر جَلَّ جَلَالُہٗ کہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنکر درود شریف پڑھے تب بھی نماز فاسد ہو جائیگی بشرطیکہ اس کہنے سے اُس شخص کا جواب دینا ہو (درمختار وغیرہ)
حاصل یہ کہ جب آدمیون کے مخاطبہ مین کلام کیا جائیگا خواہ کسی قسم کا ہو اور کسی حالت مین ہو نماز فاسد ہو جائے گی۔

دوسری قسم کسی جانور کے مخاطبہ مین کلام کرنا۔ کلام بھی ہر حال مین مفسد نماز ہی۔
تیسری قسم خود بخود کلام کرنا۔ یہ کلام بھی مفسد نماز ہی بشرطیکہ عربی لفظ نہ ہو اور ایسی نہ ہو جو قرآن مجید مین وارد ہوئی ہو۔ اگر عربی لفظ ہو اور قرآن مجید مین وارد ہو تو اُس سے نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً اپنی چھینک کے جواب مین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے یا اسی قسم کی کوئی اور لفظ زبان سے نکل جائے۔ اگر کوئی لفظ کسی شخص کی سخن تکیہ ہو تو اسکے کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جائیگی اگرچہ وہ لفظ

ے ترجمہ سانپ کو مار ڈال ۱۲ ے ترجمہ اے یحییٰ کتاب لے لو ۱۲ ے ترجمہ پڑھو ۱۲ ے اللہ تم پر رحم کرے ۱۲

قرآن مین وارد ہو مثلاً نعثہ کسی کا سخن تکیہ ہو تو نعثہ کہنے سے اُس کی نماز فاسد ہوجائیگی اگرچہ یہ لفظ قرآن مجید مین ہی۔

چوتھی قسم ذکر اور دعا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہی بشرطیکہ دعا غیر عربی عبارت مین ہو یا عربی عبارت مین ہو مگر قرآن مجید اور احادیث مین وارد نہو نہ اُس کا طلب کرنا غیر خدا سے حرام ہو۔ مثلاً حالت نماز مین اللہ تعالی سے دعا کرے کہ اللھم اعطنی الملح یا اللھم زوجنی فلانۃ یہ دعائین نہ قرآن مجید مین ہین نہ احادیث مین نہ انکا طلب کرنا غیر خدا سے ممنوع ہی لہذا ایسی دعاؤن سے نماز فاسد ہوجائے گی ہان اگر قرآن مجید یا احادیث مین کوئی دعا وارد ہوئی ہو یا اسکا طلب کرنا غیر خدا سے ناجائز ہو تو ایسی دعا سے نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ بموقع پڑھی جائے مثلاً رکوع یا سجدون مین۔

پانچوین قسم حالت نماز مین لقمہ دینا یعنی کسی کو قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہی بشرطیکہ لقمہ دینے والا مقتدی اور لینے والا اُس کا امام نہو۔

مسئلہ چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہا کے درمیان مین اختلافی ہی بعض علما نے اس مسئلہ مین مستقل رسالے تصنیف کئے ہین اس لئے ہم چند جزئیات اُس کے اس مقام پر ذکر کرتے ہین۔ صحیح یہ ہی کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کرچکا ہو یا نہین قدر ضرورت سے وہ مقدار قرأت کی مقصود ہی جو مسنون ہے (نہر الفائق شامی وغیرہ)

امام اگر بقدر ضرورت قرأت کرچکا ہو تو اُس کو چاہیئے کہ رکوع کردے مقتدیون کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے۔ مقتدیوں کو چاہیئے کہ جب تک ضرورت شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دین۔ ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہی کہ مثلاً امام غلط پڑھکر آگے پڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نکرتا ہو یا سکوت کرکے کھڑا ہوجائے۔ اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اُس کا مقتدی نہو خواہ وہ بھی نماز پڑھتا ہو یا نہین تو یہ شخص اگر لقمہ لیگا تو اسکی نماز فاسد ہوجائے گی ہان اگر اُسکو خود بخود یاد آجائے خواہ اُسکے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے پیچھے اُسکے

ـــــــــــــــــــــــــ

ے ترجمہ اے اللہ مجھے نمک عنایت فرما ۱۲ ے ترجمہ اے اللہ میرا نکاح فلان عورت سے کردے ۱۲

لقمہ دینے کو کچھ دخل نہو تو اُسکی نماز مین فساد نہ آئیگا۔ (شامی)
اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اُسکا امام نہین خواہ وہ بھی نماز مین ہو یا نہین ہر حال مین اُس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ (بحر الرائق وغیرہ)
مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سنکر یا قرآن مجید مین دیکھکر امام کو لقمہ دے تو اُسکی نماز فاسد ہو جائیگی اور امام اگر لے لیگا تو اُسکی نماز بھی۔
اسی طرح اگر حالت نماز مین قرآن مجید دیکھکر قرأت کیجائے تب بھی نماز فاسد ہو جائیگی (درمختار)
مقتدی کو چاہیے کہ لقمہ دینے مین تلاوت قرآن کی نیت نکرے بلکہ لقمہ دینے کی اسلیئے کہ حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو قرأت قرآن نکرنا چاہیے۔ (فتح القدیر وغیرہ)

(۶) کھانسنا بے کسی عذر یا غرض صحیح کے۔ اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی کو کھانسی کا مرض ہو یا بے اختیار کھانسی آجائے یا کوئی غرض صحیح ہو تو پھر نماز فاسد نہو گی۔ (غرض صحیح کی مثال) (۱) آواز صاف کرنیکے لئے کھانسے (۲) مقتدی امام کو اُسکی غلطی پر آگاہ کرنے کے لیئے کھانسے۔ (۳) کوئی شخص اس غرض سے کھانسے کہ دوسرے لوگ سمجھ لین کہ یہ نماز مین ہے۔

(۷) رونا یا آہ یا اُف وغیرہ کہنا بشرطیکہ کسی مصیبت یا درد سے ہو اور بے اختیاری نہو اگر بے اختیاری سے یہ باتین صادر ہون یا مصیبت و درد سے نہون بلکہ خدا کے خوف یا جنت و دوزخ کے یاد سے ہون تو پھر نماز فاسد نہو گی۔ (درمختار وغیرہ)

(۸) کھانا پینا اگرچہ بہت ہی قلیل ہو۔ ہان اگر دانتون کے درمیان مین کوئی چیز چنے کی مقدار سے کم باقی ہو اور اُسکو نگل جائے تو نماز فاسد نہو گی حاصل یہ کہ جس قسم کے کھانے پینے سے روزے مین فساد آتا ہے نماز بھی اس سے فاسد ہو جاتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۹) عمل کثیر۔ بشرطیکہ افعال نماز کی جنس سے یا نماز کی اصلاح کے غرض سے نہو۔ اگر اعمال نماز کی جنس سے ہو مثلاً کوئی شخص ایک رکعت مین دو رکوع کرے یا تین سجدے کرے تو نماز فاسد نہو گی اس لئیے کہ رکوع سجدہ وغیرہ اعمال نماز کی جنس سے ہین۔ اسی طرح اگر نماز کی صلاح کے غرض سے ہو تب بھی نماز فاسد نہو گی مثلاً حالت نماز مین کسی کا وضو لوٹ جائے اور وہ شخص وضو کرنے کے لئے جائے تو اُس کی نماز فاسد نہ ہو گی اگرچہ چلنا پھرنا وضو کرنا عمل کثیر ہے مگر

چونکہ اصلاح نماز کے لئے ہو لہذا معاف ہو۔
حالت نماز مین کسی عورت کا پستان چوسا جائے اور اُس سے دودھ نکل آئے تو اس عورت کی نماز فاسد ہو جائیگی اس لئے کہ یہ دودھ کا پلانا عمل کثیر ہو۔ (درمختار وغیرہ)
اگر حالت نماز مین کوئی شخص ڈھیلہ پھینکے تو اگر کسی جانور کے اُڑانے کی غرض سے ہو تو نماز فاسد نہوگی اور اگر کسی انسان پر پھینکا ہو تو یہ عمل کثیر سمجہا جائیگا اور نماز فاسد ہو جائیگی۔ (درمختار وغیرہ)
(۱۰) نماز مین بے عذر چلنا پھرنا۔ ہان اگر چلنے کی حالت مین سینہ قبلے سے نہ پھرنے پائے اور جماعت مین ہو تو ایک رکعت مین ایک صف سے زیادہ نہ چلے اور تنہا نماز پڑھتا ہو تو اپنے سجدے کے مقام سے آگے نہ بڑھے اور مکان نہ بدلنے پائے مثلاً مسجد مین ہو تو مسجد سے باہر نہ نکل جائے تو نماز فاسد نہوگی۔ یا کسی عذر سے چلے مثلاً وضو لوٹ جائے اور وضو کرنے کے لئے چلے اس صورت مین اگرچہ سینہ قبلے سے پھر جائے اور چاہے جسقدر چلنا پڑے نماز فاسد نہوگی۔
(۱۱) عورت کا مرد کے کسی عضو کے محاذی کھڑا ہونا ان شرطون سے۔ (۱) عورت بالغ ہو چکی ہو خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو۔ اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز مین محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہوگی (۲) دونون نماز مین ہون اگر ایک نماز مین ہو دوسرا نہین تو اس محاذاۃ سے نماز فاسد نہوگی۔ (۳) کوئی حائل درمیان مین نہو۔ اگر کوئی پردہ درمیان مین ہو یا کوئی سترہ حائل ہو تب بھی نماز فاسد نہوگی اور اگر درمیان مین اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک آدمی وہان کھڑا ہو سکے تب بھی نماز نہ فاسد ہوگی اور وہ جگہ حائل سمجھی جائیگی (۴) عورت مین نماز کے صحیح ہونے کی شرطین پائی جاتی ہون۔ اگر عورت مجنونہ ہو یا حالت حیض و نفاس مین ہو تو اُسکی محاذات سے نماز فاسد نہوگی اس لئے کہ ان صورتون مین وہ نماز مین نہ سمجھی جائیگی۔ (۵) نماز جنازے کی نہو جنازے کی نماز مین محاذات مفسد نہین (۶) محاذاۃ بقدر ایک رکن کے باقی رہے۔ اگر اس سے کم محاذاۃ رہے تو مفسد نہین مثلاً اتنی دیر تک محاذاۃ رہے کہ جس مین رکوع وغیرہ نہین ہو سکتا اسکے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذاۃ سے نماز مین فساد نہ آئیگا۔ (۷) تحریمہ دونون کی ایک ہو یعنی اس عورت نے اس مرد کی اقتدا کی ہو یا دونون نے کسی تیسرے کی اقتدا کی ہو۔ (۸) ادا دونون کی ایک ہی قسم ہو۔ یعنی بحالت اقتدا نماز ادا کر رہے ہون۔

اگر ایک بحالت اقتدا کرتا ہو دوسرا بحالت انفراد یا دونوں بحالت انفراد تو محاذات مفسدہ نہوگی۔ مثلاً ایک مسبوق ہو دوسرا لاحق یا دونوں مسبوق ہوں اس لئے کہ مسبوق بعد سلام امام کے اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے ہاں اگر دونوں لاحق ہوں تو نماز فاسد ہوجائیگی اس لئے کہ لاحق مقتدی کا حکم رکھتا ہے (۹) مکان دونوں کا ایک ہو اگر ایک کسی مکان میں ہو دوسرا دوسرے مکان میں تب بھی محاذاۃ مفسد نہیں مثلاً ایک مسجد میں ہو دوسرا مسجد کے باہر۔ (۱۰) دونوں ایک ہی طرف نماز پڑھتے ہوں اگر دونوں کے نماز پڑھنے کی جہت مختلف ہو مثلاً اندھیری شب میں قبلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے ہر شخص نے اپنے غالب گمان پر عمل کیا ہو اور ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہوئی ہو یا کعبہ کے اندر نماز ہوتی ہو اور ہر شخص مختلف جہت کی طرف نماز پڑھتا ہو۔ (۱۱) امام نے اس عورت کے امامت کی نیت نماز شروع کرنے وقت کی ہو اگر امام نے اسکے امامت کی نیت نکی ہو تو پھر اس محاذاۃ سے نماز فاسد نہوگی بلکہ اُسی عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

(۱۲) نماز کی صحت کے شرائط مفقود ہوجانیکے بعد کسی رکن کا ادا کرنا یا بقدر ادا کرنے کسی رکن کے اُسی حالت میں رہنا۔ (در مختار وغیرہ)

(۱۳) امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے باہر نکل جانا۔ (در مختار وغیرہ)

(۱۴) امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کردینا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو۔ (در مختار وغیرہ)

(۱۵) مقتدی لاحق کا ہر حال میں اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو موضع اقتدا میں باقی نماز کو تمام کرنا۔

(۱۶) قرآن مجید کی قرأت میں غلطی ہوجانا خواہ یہ غلطی اعراب میں ہو یا کسی مشدد حرف کے مخفف پڑھنے میں یا کسی مخفف حرف کے مشدد پڑھنے میں یا کوئی حرف یا کلمہ بڑھجائے یا بدل جائے یا کم زیادہ ہوجائے۔ قرآن مجید کی قرأت میں غلطی ہوجانا ان صورتوں میں مفسد نماز ہے۔

٭ یہاں جو صورتیں ہمنے بیان کی ہیں وہ متقدمین کے قواعد کے موافق ہیں اور امام ابن الہمین کے مذہب میں احتیاط زیادہ ہے مثلاً متاخرین کے نزدیک اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی لہذا ہمنے متقدمین کا مذہب اختیار کیا۔ (قاضی خان۔ شامی وغیرہ)

(۱) اُس غلطی سے معنی بدل جائیں ایسے کہ جن کا اعتقاد کفر ہو خواہ وہ عبارت قرآن مجید مین ہو یا نہین (۲) معنی بدل گئے ہون اگرچہ ایسے نہون کہ جن کا اعتقاد کفر ہو مگر وہ عبارت قرآن مجید مین نہو (۳) معنی مین تغیر آگیا ہو اور وہ معنی وہان مناسب نہون اگرچہ وہ لفظ قرآن مجید مین ہو (۴) معنی مین ایسا تغیر آگیا ہو کہ جس سے لفظ بےمعنی ہوگیا ہو جیسے سرائر کی جگہہ کوئی شخص سرائل پڑھ جائے۔ اگر ایسی غلطی ہو جس سے معنی مین بہت تغیر نہ آئے اور مثل اُسکا قرآن مجید مین موجود ہو تو نماز فاسد نہوگی۔

اگر کسی لکھے ہوئے کاغذ پر نظر پڑ جائے اور اُس کے معنی بھی سمجھہ مین آجائیں تو نماز فاسد نہوگی۔

اگر کسی شخص کے جسم عورت پر نظر پڑ جائے تب بھی نماز فاسد نہوگی۔ (بحر الرائق)

اگر عورت کسی مرد کا حالت نماز مین بوسہ لے تو اُس مرد کی نماز فاسد نہوگی ہان اگر شہوت کے ساتھ بوسہ لے تو البتہ نماز فاسد ہوجائیگی۔ (درمختار)

اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکل جائے تب بھی نماز فاسد نہوگی اگرچہ نماز کے سامنے سے نکلنے والے پر سخت گناہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز مین اُس سے مزاحمت کرنا اور اُسکو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

تمام مفسدات نماز جن کا بیان اوپر ہوچکا اگر قبل قعدۂ اخیرہ کے یا قعدۂ اخیرہ مین قبل التحیات پڑھنے کے پائے جائیں تو مفسد نماز ہین ورنہ مفسد نہین بلکہ متمم نماز ہین یعنی اُنکے پائے جانے سے نماز ختم ہوجائیگی مگر ان چند صورتون مین اگر بعد التحیات[ع۵] پڑھنے کے قعدۂ اخیرہ مین کسی تیمم کرنے والے کو وضو پر قدرت ہوجائے یا موزون پر مسح کرنے والے کی مدت گزر جائے

ع۵ یہ بارہ صورتین ہین جنمین امام صاحب کے نزدیک نماز فاسد ہوجاتی ہی اور صاحبین کے نزدیک نماز فاسد نہین ہوتی بلکہ ختم ہوجاتی ہی اسلئے کہ ان صورتون مین مفسد نماز قعدۂ اخیرہ مین بعد التحیات پڑھ چکنے کے پایا گیا جبکہ کوئی رکن نماز کا باقی نہین رہا اور ایسے وقت مین اگر کوئی چیز مفسد نماز کی پائی جاتی ہی تو نماز تمام ہوجاتی ہی مگر چونکہ احتیاط امام صاحب کے مذہب مین ہی اور عبادات مین جہان تک احتیاط ممکن ہو بہتر ہے اور فقہ کے جملہ متون مین اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اس لیئے ہم نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ واللہ اعلم ۱۲ (شامی)

یا پاؤں پر مسح کی مدت پوری ہو جائے یا زخم جس پر پٹی بندھی ہوا اچھا ہو جائے یا کسی کا موزہ اتر جائے یا خود اتار دے یا کوئی امّی قرأت سیکھ لے یا کسی امّی کو کوئی سورت یاد ہو جائے یا کسی برہنہ نماز پڑھنے والے کو کپڑا مل جائے یا اشاروں سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے پر قادر ہو جائے یا امام کو حدث ہو جائے اور وہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ کرے جس میں امامت کی صلاحیت نہیں یا فجر کی نماز میں آفتاب نکل آئے یا جمعے کی نماز میں عصر کا وقت آ جائے یا کوئی شخص وضو سے معذور ہو اور اسکا عذر جاتا رہے یا کسی صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آ جائے اور وقت میں اس کے ادا کرنے کی گنجایش ہو تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ یہ امور بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے پائے گئے ہیں۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے

(۱) حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا۔ یعنی جو طریقہ اسکے پہننے کا ہو اور جس طریقے سے اسکو اہل تہذیب پہنتے ہوں اسکے خلاف اسکا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثال کوئی شخص چادر اوڑھے اور اسکا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے۔

(۲) رکوع یا سجدے میں جاتے وقت اپنے کپڑوں کو مٹی وغیرہ سے بچانے کے لئے یا اور کسی غرض سے اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

(۳) حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پہنچنے پائے مکروہ تحریمی ہے۔ مثال (۱) کوئی شخص اپنے ڈاڑھی کے بال ہاتھ میں لے (۲) اپنے کپڑے کو پکڑے (۳) اپنے بدن کو بے ضرورت کھجلائے۔

(۴) حالت نماز میں وہ کپڑے پہننا مکروہ تحریمی ہے جنکو پہنکر عام طور پر لوگوں کے پاس نہ جا سکتا ہو ہاں اگر اس کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا اسکے پاس نہو تو مکروہ نہیں۔

(۵) کوئی ٹکڑا چاندی سونے یا پتھر وغیرہ کا منہ میں رکھ لینا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ قرأت میں مخل نہو اگر قرأت میں مخل ہوگا تو پھر نماز فاسد ہو جائیگی۔ (درمختار۔ شامی)

(۶) برہنہ سر نماز پڑھنا ہاں اگر اپنا تذلل اور خشوع ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرے تو کچھ

مضایقہ نہین۔ (درمختار وغیرہ)
اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے مین گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت مین اُسے اُٹھا کر پہن لے لیکن اگر اُسکے پہننے مین عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔ (ردالمحتار)
(۷) پاخانہ پیشاب یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت یہ ضرورت رفع کئے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)
اگر کسی کو بعد نماز شروع کر چکنے کے نماز حالت نماز مین پاخانہ پیشاب وغیرہ معلوم ہو تو اُسکو چاہیئے کہ نماز توڑ دے اور ان ضرورتون سے فراغت کر کے باطمینان پڑھے خواہ وہ نماز نفل ہو یا فرض اور خواہ تنہا پڑھتا ہو یا جماعت سے اور یہ خوف بھی ہو کہ بعد اس جماعت کے دوسری جماعت نہ ملیگی۔ ہان اگر یہ خوف ہو کہ وقت نماز کا نہ رہیگا یا جنازہ کی نماز ہو اور یہ خوف ہو کہ نماز ہو جائیگی تو نہ توڑے بلکہ اُسی حالت مین نماز تمام کرے۔ (شامی)
(۸) مردون کو اپنے بالون کا جوڑا وغیرہ باندھکر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر حالت نماز مین جوڑا وغیرہ باندھے تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ اسلئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)
(۹) سجدے کے مقام سے کنکریون وغیرہ کا ہٹانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہان اگر بغیر ہٹائے سجدہ بالکل ممکن ہی نہو تو پھر ہٹانا ضروری ہے اور اگر مسنون طریقے سے بے ہٹائے ممکن نہ ہو تو ایک مرتبہ ہٹا دے اور نہ ہٹانا بہتر ہے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)
(۱۰) حالت نماز مین انگلیون کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیون کا دوسرے ہاتھ کی اُنگلیون مین داخل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)
(۱۱) حالت نماز مین ہاتھ کا کولے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بحر الرائق۔ شامی وغیرہ)
(۱۲) حالت نماز مین مُنھ کا قبلے سے پھیرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ پورا مُنھ پھیرا جائے یا تھوڑا۔ (شامی وغیرہ)
(۱۳) گوشہ چشم سے بے ضرورت شدیدہ اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار وغیرہ)
(۱۴) حالت نماز مین اسطرح بیٹھنا کہ دونون ہاتھ اور سُرین زمین پر ہون اور دونون زانو کھڑے ہوئے سینے سے لگے ہون مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۵) مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۶) کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۱۷) سلام کا جواب دینا ہاتھ یا سر کے اشارہ سے مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی)

(۱۸) سجدہ صرف پیشانی یا صرف ناک پر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۹) عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۰) نماز میں بے عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۱) حالت نماز میں جمائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی)

(۲۲) حالت نماز میں آنکھوں کا بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر آنکھ بند کر لینے سے خشوع زیادہ ہوتا ہو تو مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۳) امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی۔ اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۴) صرف امام کا بے ضرورت کسی بلند مقام پر کھڑا ہونا جسکی بلندی ایک گز سے کم نہو مکروہ تنزیہی ہے اگر امام کے ساتھ مقتدی بھی ہو تو مکروہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۵) مقتدیوں کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہہ کفایت نکرتی ہو مکروہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

(۲۶) حالت نماز میں کوئی ایسا کپڑا پہننا جسمیں کسی جاندار کی تصویر ہو مکروہ تحریمی ہے۔ اسیطرح ایسے مقام میں نماز پڑھنا جہاں چھت پر یا داہنے بائیں جانب کسی جاندار کی تصویر ہو (درمختار وغیرہ) اگر فرش پر جہاں کھڑے رہتے ہوں تصویر ہو تو مکروہ نہیں اسی طرح اگر تصویر چھپی ہوئی ہو یا اسقدر چھوٹی ہو کہ اگر زمین پر رکھدیجائے اور کوئی شخص کھڑے ہو کر اسکو دیکھے تو اسکے اعضا محسوس نہ ہوں یا اس کا سر یا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا مٹا دیا گیا ہو یا تصویر جاندار کی نہ ہو تو مکروہ نہیں (درمختار وغیرہ)

(۲۷) حالت نماز میں آیتوں یا سورتوں کا یا تسبیح کا انگلیوں سے شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

ہاں اگر انگلیوں پر شمار نہ کرے بلکہ انکے دبانے سے حساب رکھے تو مکروہ نہیں جیسا کہ صلوۃ التسبیح کے بیان میں گزر چکا۔ (شامی)

(۲۸) حالت نماز میں ناک صاف کرنا یا اسی طرح کوئی اور عمل قلیل بے ضرورت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

(۲۹) ناک اور منہ کسی کپڑے وغیرہ سے بند کرکے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہو۔ (شامی)

(۳۰) مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہو۔ (شامی)

(۳۱) قرات ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لئے جھک جانا اور اس جھکنے کی حالت میں قرات تمام کرنا مکروہ تحریمی ہو۔ (شامی)

(۳۲) رکوع اور سجدے سے قبل تین مرتبہ تسبیح کہنے کے سر اٹھالینا مکروہ تنزیہی ہو۔

(۳۳) کسی ایسے کپڑے کو پہنکر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہو جسمین لبقدر معافی نجاست ہو مثلاً نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ نہ ہو یا خفیفہ چوتھائی حصہ سے زیادہ نہو (رسائل ارکان)

(۳۴) فرض نمازون میں قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرات کرنا مکروہ تحریمی ہو۔ یعنی جو سورت پیچھے ہے اس کو پہلی رکعت میں پڑھنا اور جو پہلے ہے اسکو دوسری رکعت میں مثلاً قل یا ایہا الکافرون پہلی رکعت میں اور الم ترکیف دوسری رکعت میں۔ اگر سہواً خلاف ترتیب ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ نوافل میں اگر قصداً بھی خلاف کرے تو کچھ کراہت نہیں۔ اگر کسی سے سہواً خلاف ترتیب ہو جائے اور معاً اسکو خیال آجائے کہ میں خلاف ترتیب قرات کر رہا ہوں تو اس کو چاہیے کہ اسی سورت کو تمام کرلے اس لئے کہ اس سورت کے شروع کرتے وقت اس کا قصد خلاف ترتیب پڑھنے کا نہ تھا اور قصد نہونے کے سبب اس کا پڑھنا مکروہ نہ تھا۔ (شامی)

(۳۵) ایک ہی سورت کی کچھ آیتیں ایک جگہہ سے ایک رکعت میں پڑھنا اور کچھہ آیتیں دوسری جگہہ سے دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہو بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم چھوڑ دیا جائے۔ اگر مسلسل قرات کیجائے یعنی درمیان میں کچھہ آیتیں چھوٹنے نہ پائیں یا دو آیتون سے زیادہ چھوڑ دی جائیں تو پھر مکروہ نہیں۔ اسیطرح اگر دو سورتیں دو رکعتون میں

پڑھی جائیں اور اُن دونوں سورتوں کے درمیان میں کوئی چھوٹی سورت جس میں تین آیتیں ہوں چھوڑ دی جائے تو مکروہ تنزیہی ہے۔ مثال پہلی سورت میں سورۂ تکاثر پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورہ ہُمَزہ اور درمیان میں سورۂ عصر جو تین آیتوں کی سورت ہے چھوڑ دی جائے۔ یہ کراہت بھی فرائض کے ساتھ خاص ہے نفل نمازوں میں اگر ایسا کیا جائے تو کچھہ کراہت نہیں۔ (شامی)

(۳۶) ایسی دو سورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا جنکے درمیان میں کوئی سورت ہو خواہ چھوٹی یا بڑی ایک یا ایک سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے اس کی کراہت بھی صرف فرائض میں ہے۔ (شامی)

(۳۷) نماز کے سنن میں کسی سنت کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

(۳۸) مقتدی کو جبکہ امام قرأت کرتا ہو کوئی دعا وغیرہ پڑھنا یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اسکے پڑھنے سے قرآن مجید کے سننے میں خلل[ع] واقع ہو یا ایسی آواز سے پڑھے کہ امام کو پڑھنے میں اشتباہ[ع]

ع اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا جب قرآن مجید پڑھا جائے تو تم لوگ اسکو سنو اور چپ رہو۔ اس آیۂ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کا سننا واجب ہے خواہ نماز کے اندر پڑھا جائے یا خارج نماز میں پس اگر اسکے خلاف کیا جائیگا تو بے شبہہ مکروہ تحریمی ہوگا اسی واسطے جب امام قرأت شروع کر چکا ہو تو مقتدی کو سبحانک اللّٰہم وغیرہ پڑھنے کی اجازت نہیں دیجاتی بلکہ ایسی حالت میں مقتدی کو نیت باندھکر چپ کھڑا ہو جانا چاہئے ۱۲ ع ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے صحابہ سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے پیچھے قرأت کی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ہیں نے کی ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ کیا حال ہے کہ تم لوگ قرآن پڑھنے میں مجھہ سے نزاع کرتے ہو۔ یعنی مجھے اطمینان سے پڑھنے نہیں دیتے (نسائی۔ موطا۔ امام مالک ترمذی وغیرہ) یہ حدیث اور اس کے مثل اور بھی چند حدیثیں ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے کوئی چیز اسطرح پڑھنا جو اسکے اطمینان میں مخل ہو ممنوع ہے۔ ان احادیث کی بعض لوگوں نے تضعیف بھی کی ہے مگر وہ قابل اعتبار نہیں اُن سب کے جوابات امام الکلام میں موجود ہیں۔ ۱۲

ہونے لگے۔ ہان اگر کوئی مقتدی ایسی طرح قرأت کرے کہ امام کی قرأت مین بھی خلل انداز نہو اور قرآن مجید کے سننے مین حرج نہو مثلاً آہستہ آواز کی نماز مین بہت آہستہ آواز سے جو امام تک نہ پہنچے تو کوئی حرج نہین نماز اس سے مکروہ نہوگی بلکہ بعض محققین علما کے نزدیک ایسی حالت مین مقتدی کو سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مستحب ہی۔

نماز مین حدث ہوجانیکا بیان

نماز مین اگر حدث ہوجائے تو اگر حدث اکبر ہوگا تو نماز فاسد ہوجائیگی اور اگر حدث اصغر ہوگا

ع۵ اس مسئلے مین علماء امت مختلف ہین صحابہ سے لیکر اسوقت تک قرآن مجید سے اس مسئلے کا کوئی قطعی فیصلہ نہین ہوتا قرآن مجید سے صرف اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ قرآن مجید کا سننا اور اُسوقت سکوت کرنا حاضرین پر ضروری ہی جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ امام جب آواز سے قرأت کر رہا ہو تو مقتدی کچھہ نہ پڑھین ساکت رہین یہ نہین ثابت ہوتا کہ اگر آہستہ آواز سے قرآن مجید پڑھا جائے تب بھی حاضرین پر سکوت ضروری ہو اور نہ خارج نماز مین کوئی اس کا قائل ہی حالانکہ اگر اس آیت سے آہستہ قرآن مجید پڑھنے کے وقت بھی سکوت ثابت کیا جائیگا تو خارج نماز مین بھی ثابت ہوجائیگا اس لئے کہ اس آیت مین کوئی تخصیص نماز کی نہین کی گئی۔ احادیث نبویہ کے تتبع سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ مقتدی پر قرأت فرض اور واجب نہین چنانچہ اسکو ہم پہلے بیان کرچکے ہین اور اگر کوئی شخص اس طرح قرأت کرے جو امام کو پریشان کردے اسکی بھی ممانعت حدیث سے ثابت ہوتی ہی ہاں اگر کوئی خرابی نہ ہونے پائے اور مقتدی قرأت کرے تو اسکا جواز بلکہ استحباب بھی احادیث سے نکلتا ہی۔ صحابہ کے اقوال و افعال اسمین مختلف ہین بعض قرأت نکرتے تھے اور منع کرتے تھے جیسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ بعض سے اجازت اور منع دونون منقول ہین جیسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طحاوی ان سے اجازت روایت کرتے ہین اور امام محمد ممانعت۔ بعض سے آہستہ آواز کی نماز مین اجازت بلند آواز کی نماز مین ممانعت منقول ہی بعض سے ہر وقت کی نماز مین اجازت منقول ہی۔ ہمارے فقہا کا مذہب یہ ہی کہ سورۂ فاتحہ کی قرأت امام اور منفرد پر واجب ہی مقتدی پر واجب نہین بلکہ مکروہ تحریمی ہی اور بعض نے مفسد نماز بھی لکھدیا ہی اور بعض نے آہستہ آواز کی نماز مین مستحب اور بلند آواز کی نماز مین مکروہ لکھا ہی اور یہی مسلک معتدل اور قابل اختیار کرنیکے ہی اور امام محمد سے بھی صاحب ہدایہ نے اسی مذہب کو نقل کیا ہی شیخ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی نے اس مسئلے کو رسالۂ مذہب فاروق اعظم اور حجۃ البالغہ مین بہت صاف لکھا ہی اور اس سے بھی زیادہ مفصل اور مدلل علامۂ لکھنوی نے اپنے رسالہ امام الکلام مین جو خاص اسی مسئلہ مین ہی بیان فرمایا ہی اگر زیادہ تحقیق کسیکو منظور ہو تو ان کتابون کو دیکھے ہمنے یہان بقدر ضرورت نہایت اختصار کے ساتھ لکھدیا ہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۱۲

تو دو حال سے خالی نہین اختیاری ہوگا یا بے اختیاری یعنی اسکے وجود مین یا اُس کے سبب مین بندون کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہین اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائیگی مثلاً کوئی شخص نماز مین قہقہہ کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن مین کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر مین لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتون مین نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ تمام افعال بندون کے اختیار سے صادر ہوئے ہین - اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس مین دو صورتین ہین یا نادر الوقوع ہوگا جیسے قہقہہ جنون بیہوشی وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح پیشاب پاخانہ مذی وغیرہ اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی - اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس شخص کو اختیار ہے کہ بعد اُس حدث کے دفع کرنے کے اُسی نماز کو تمام کرے اور اگر نماز کا اعادہ کرلے تو بہتر ہے -

اس صورت مین نماز فاسد نہونیکی چند شرطین ہین - (۱) کسی رکن کو حالت حدث مین ادا نکرے - (۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت مین ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کے لئے جائے یا وضو کرکے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نکرے اس لئے کہ قرآت نماز کا رکن ہے - (۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو - (۴) بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لئے جائے ہان اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو مضایقہ نہین مثلاً صفین زیادہ ہون اور خود پہلی صف مین ہو اور صفون کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو - (۵) مقتدی کو ہر حال مین اور امام کو اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز وہین پڑھنا جہان پہلے شروع کی تھی - (۶) امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کرنا جسمین امامت کی صلاحیت نہ ہو -

منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اسکو چاہئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ چاہئے اور اس درمیان مین کوئی کلام وغیرہ نہ کرے پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے حاصل یہ کہ جس قدر

حرکت سخت ضروری ہوائش سے زیادہ نکرے بعد وضو کے چاہے وہین اپنی نماز تمام کرنے چاہے جہان پہلے تھا وہان جاکر پڑھے۔

امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدہ اخیرہ مین ہو تو اسکو چاہیئے کہ فوراً اسلام پھیر کر وضو کرنے کے لئے چلا جائے اور بہتر ہے کہ اپنے مقتدیون مین جسکو امامت کے لائق سمجھتا ہو اسکو اپنی جگہہ پر کھڑا کر دے مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے۔ اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلادے کہ اتنی رکعتین وغیرہ میرے اوپر باقی ہین رکعتون کے لئے انگلی سے اشارہ کرے مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھادے دو رکعت باقی ہون تو دو انگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھدے سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر قراءت باقی ہو تو منھ پر سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر سجدہ سہو کرنا ہو تو سینے پر۔ پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت مین آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بنجائے اور جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرے خواہ جہان وضو کیا ہو وہین یا جہان پہلے تہا وہان۔ اگر پانی مسجد کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہین چاہئے کرے اور چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار مین رہین۔ (شامی وغیرہ)

خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہین رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسیکو خلیفہ نکرے بلکہ مقتدی لوگ کسیکو اپنے مین سے خلیفہ کر دین یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہہ پر کھڑا ہو جائے اور امام کی نیت کرے تب بھی درست ہے بشرطیکہ امام مسجد سے باہر نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد مین نہ ہوتی ہو تو صفون سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اسکو بھی فوراً اسلام پھیر کر وضو کرنا چاہئے۔ بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت مین شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کرے۔

مقتدی کو ہر حال مین اپنے مقام پر جاکر نماز پڑھنا چاہیئے خواہ جماعت باقی ہو

یا نہین۔

اگر امام مسبوق کو اپنی جگہہ پر کھڑا کردے تو اسکو چاہئے کہ جسقدر رکعتین وغیرہ امام پر باقی تھین انکو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہہ کردے تاکہ وہ سلام پھیرے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتون کے ادا کرنے مین مصروف ہو۔

اگر کسی کو قعدۂ اخیرہ مین بعد اسکے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا عمداً حدث اصغر کرے یا بے ہوش ہو جائے یا قہقہہ کے ساتھ ہنسے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اُس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

نماز کے اقسام اور اُن کے پڑھنے کا طریقہ اور نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن ومستحبات وغیرہ اور جن چیزون سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جو چیزین حالت نماز مین مکروہ ہین ان سب کا بیان بہ تفصیل ہو چکا۔ اب ہم چاہتے ہین کہ ان سب مضامین کو بحذف تفصیل تین نقشون مین درج کرین۔ پہلے نقشہ مین نماز کے اقسام دوسرے نقشہ مین نماز کے فرائض واجبات سنن مستحبات تیسرے نقشے مین نماز کے مکروہات ومفسدات تاکہ یہ اجمالی صورت ذہن نشین ہو جائے اور سابق کی تفصیل بھی از سر نو تازہ ہو جائے۔

پہلا نقشہ

فرض نمازیں	واجب نمازیں	مسنون نمازیں	مستحب نمازیں
فرض نمازیں دن رات میں جمعے کے دن پندرہ اور دوسرے دنوں میں سترہ رکعت ہیں۔ دو رکعت فجر کے وقت چار ظہر کیوقت اور جمعے کے دن بجا چار رکعت کے دو۔ چار عصر کیوقت تین مغرب کیوقت چار عشا کیوقت یہ نمازیں فرض عین ہیں اور جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے۔	شریعت کی طرف سے تین نمازیں واجب ہیں وتر۔ اور عیدین وتر تین رکعت ہر روز عشا کے بعد اور عیدین دو دو رکعت سال بھر کے بعد انکے علاوہ جو نماز نذر کیجائے وہ بھی واجب ہے اور ہر نفل بعد شروع کر دینے کے واجب ہو جاتی ہے یعنی اُس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے میں اسکی قضا ضروری ہے۔	فجر کیوقت فرض سے پہلے دو رکعت ظہر کے وقت چھ رکعت چار فرض سے پہلے دو فرض کے بعد مغرب کے وقت دو رکعت فرض کے بعد عشا کیوقت دو رکعت فرض کے بعد نماز تہجد۔ تحیۃ المسجد نماز تراویح بیس رکعت۔ نماز احرام نماز کسوف دو رکعت نماز خسوف دو رکعت۔	وتر کے بعد دو رکعت۔ سنت وضو دو رکعت نماز سفر دو رکعت نماز استخارہ دو رکعت۔ نماز حاجت دو رکعت صلوۃ الاوابین چھ رکعت صلوۃ التسبیح چار رکعت نماز توبہ دو رکعت نماز قتل دو رکعت۔

دوسرا نقشہ

فرائض	واجبات
(۱) قیام۔ (۲) قرأت۔ (۳) رکوع (۴) سجدہ (۵) قعدۂ اخیرہ۔ (۶) نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا۔	(۱) تکبیر تحریمہ کا اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا (۲) بعد تکبیر تحریمہ کے بقدر سورۂ فاتحہ کے قیام کرنا۔ (۳) فرض نمازونکی پہلی دو رکعت باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا (۴) سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا فرض کی پہلی دو رکعت اور باقی نمازونکی سب رکعتوں میں (۵) قومہ (۶) تعدیل ارکان یعنی رکوع سجدہ وغیرہ میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح پڑھی جا سکے۔ (۷) جلسہ (۸) قعدۂ اولی بقدر التحیات کے (۹) دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ التحیات پڑھنا (۱۰) نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل نکرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہوگا (۱۱) نماز وتر میں دعائے قنوت۔ (۱۲) عیدین میں چھ تکبیریں (۱۳) عیدین کی دوسری رکعت کے رکوع میں تکبیر۔ (۱۴) امام کو فجر مغرب عشا کی پہلی دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کرنا اور باقی نمازوں میں آہستہ آواز سے۔ (۱۵) نماز کو دو مرتبہ السلام علیکم کہکر ختم کرنا۔

دوسرا نقشہ بقیہ

سنن

(۱) تکبیر تحریمہ کیوقت سر نہ جھکانا۔ (۲) تکبیر تحریمہ سے پہلے دونوں ہاتھونکا اُٹھانا مردونکو کانوں تک عورتونکو شانوں تک (۳) اُٹھے ہوئے ہاتھوں کی ہتیلیاں قبلہ رخ ہونا (۴) ہاتھ اُٹھانے کے وقت انگلیونکا نہ کشادہ کرنا نہ ملانا (۵) بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھ باندھ لینا مردونکو ناف کے نیچے عورتوں کو سینے پر۔ (۶) مردوں کو اس طرح کہ بائیں کلائی داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کے حلقے میں ہو اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی کے اوپر ہوں اور عورتوں کو صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ لینا (۷) بعد ہاتھ باندھنے کے فوراً سبحانک اللّٰہم پڑہنا (۸) منفرد اور امام کو بعد سبحانک اللّٰہم کے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑہنا (۹) ہر رکعت کے شروع پر بسم اللہ پڑہنا (۱۰) بعد سورہ فاتحہ کے آہستہ آواز سے آمین کہنا (۱۱) حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کا فصل ہونا (۱۲) فجر ظہر کے فرض میں طوال مفصل عصر عشا میں اوساط مغرب میں قصار پڑہنا (۱۳) فجر کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت سے ڈیوڑھی سورت پڑہنا (۱۴) رکوع سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ سے اُٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا (۱۵) مردونکو رکوع میں گھٹنوں کا دونوں ہاتھ سے پکڑنا اور عورتونکو صرف رکھ لینا۔ (۱۶) مردونکو کشادہ کرکے گھٹنوں پر رکھنا عورتونکو ملا کر (۱۷) رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کا سیدھا رکھنا (۱۸) مردونکو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا عورتونکو صرف اسقدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں (۱۹) کم سے کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم رکوع میں اور سبحان ربی الاعلیٰ سجدون میں کہنا (۲۰) رکوع میں مردونکو ہاتھ پہلو سے جدا رکھنا (۲۱) قومے میں امام کو صرف سمع اللہ مقتدی کو صرف ربنا منفرد کو دونوں کہنا (۲۲) سجدے پر جاتے وقت پہلے گھٹنے کا پھر ہاتھوں کا پھر ناک پر پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اُٹھتے وقت اسکے برعکس (۲۳) سجدے میں منہ کو دونوں کے درمیان میں رکھنا (۲۴) سجدے میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے جدا رکھنا اور ہاتھوں کی بانہوں کا زمین سے اُٹھا ہوا رکھنا (۲۵) سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کا ملا ہوا رکھنا اور پیر کی انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف اور دونوں زانوؤں کا ملا ہوا رکھنا (۲۶) سجدے سے کھڑے ہوتے وقت زمین سے سہارا نہ لینا (۲۷) دونوں سجدوں کے درمیان میں اور قعدۂ اولیٰ و اخری میں اسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جو اوپر بیان ہو۔ (۲۸) التحیات میں اوسی خاص کیفیت سے اشارہ کرنا۔ (۲۹) فرض کے پہلے دو رکعت کے بعد ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑہنا۔ (۳۰) قعدۂ اخیرہ میں بعد التحیات کے درود پڑھنا۔ (۳۱) بعد درود کے کوئی دعائے ماثورہ پڑھنا (۳۲) السلام علیکم کہتے وقت داہنے بائیں طرف منہ پھیرنا پہلے داہنے طرف پھر بائیں طرف (۳۳) امام کو بلند آواز سے سلام کہنا (۳۴) دوسرے سلام کی آواز کا پہلے سلام سے پست ہونا۔ (۳۵) امام کو سلام میں مقتدیوں اور فرشتوں کی اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ والوں اور امام اور فرشتوں کی اور منفرد کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا۔

مستحبات

(۱) تکبیر تحریمہ کیوقت مردونکو آستین وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال لینا (۲) قیام حالت میں سجدے کے مقام پر رکوع میں قدم پر سجدے میں ناک پہ بیٹھنے کی حالت میں زانو پر سلام کی حالت میں شانوں پر نظر کہنا (۳) کھانسی جمھائی کا روکنا۔ (۴) اگر جمھائی آجائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ ورنہ بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ بند کر لینا (۵) بعد قد قامت الصلوٰۃ کے فوراً امام کو تکبیر تحریمہ کہنا (۶) دونوں قعدوں میں وہی خاص التحیات پڑھنا (۷) قنوت میں اللّٰہم انا نستعینک اور اللّٰہم اہدنی پڑھنا

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣
✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣
✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

تیسیر الفقہ

جن چیزون سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(۱) نماز کے شرائط مین سے کسی شرط کا مفقود ہو جانا۔ (۲) نماز کے فرائض کا چھوٹ جانا (۳) نماز کے واجبات کا عمداً چھوڑ دینا۔ (۴) نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدہ سہو نہ کرنا (۵) حالت نماز مین کلام کرنا (۶) بے عذر اور بے کسی غرض صحیح کے کھانسنا۔ (۷) کسی مصیبت یا درد کے سبب سے رونا یا آہ یا اُف کرنا۔ (۸) کھانا پینا۔ (۹) وہ عمل کثیر جو افعال و اعمال نماز کی جنس سے نہ ہو۔ (۱۰) نماز مین بیعذر چلنا پھرنا۔ (۱۱) عورت کا حالت نماز مین محاذی ہو جانا گیا رہ شرطون کے ساتھ جو اوپر بیان ہو چکین۔ (۱۲) نماز کے صحت کے شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا۔ (۱۳) امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کیے ہوئے مسجد سے چلا جانا (۱۴) ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جسمین امامت کی صلاحیت نہین (۱۵) مقتدی لاحق کا بہ حال مین امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز کو غیر موضع اقتدا مین تمام کرنا (۱۶) قرآن مجید کی قرأت مین غلطی کرنا بتفصیل مذکور۔

جو چیزین نماز مین مکروہ ہین

مکروہ تحریمی (۱) حالت نماز مین کپڑا کا خلاف دستور پہننا (۲) رکوع سجدہ مین جاتے وقت مٹی وغیرہ سے بچانیکے لئے کپڑون کا اُٹھا لینا۔ (۳) حالت نماز مین کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پہنچے (۴) جو خراب کپڑے لوگون کے سامنے پہنکر نکل سکتا ہو انکو حالت نماز مین پہننا (۵) برہنہ سر نماز پڑھنا بشرطیکہ اظہار خشوع کے لئے نہو (۶) پیشاب پاخانہ یا خروج ریح کی ضرورت کیوقت بے ضرورت رفع کئے ہوئے نماز پڑھنا (۷) سجدہ کے مقام سے کنکریون کا ہٹانا بشرطیکہ بے ہٹائے ہوئے سجدہ ممکن ہو (۸) حالت نماز مین انگلیون کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیان دوسرے ہاتھ کی انگلیون مین داخل کرنا۔ (۹) نماز مین ہاتھ کولے پر رکھنا (۱۰) منہ قبلے سے پھیرنا (۱۱) حالت نماز مین اسطرح بیٹھنا کہ دونون ہاتھ اور سُرین زمین پر ہون اور دونون زانو کھڑے ہوئے سینے سے لگے ہون۔ (۱۲) مردون کو دونون ہاتھونکی کہنیون کا سجدہ مین زمین پر بچھا دینا (۱۳) کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا۔ (۱۴) صرف پیشانی یا ناک سے سجدہ کرنا۔ (۱۵) عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا۔ (۱۶) حالت نماز مین وہ کپڑا پہننا جسمین جاندار کی تصویر ہو بہ تفصیل مذکور (۱۷) حالت نماز مین بے ضرورت عمل قلیل کرنا۔ (۱۸) ناک اور منہ کپڑے سے بند کر لینا (۱۹) قرأت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لئے جھک جانا اور اس جھکنے کی حالت مین باقی قرأت تمام کرنا (۲۰) کسی ایسے کپڑے کو پہننا جسمین بقدر معافی نجاست ہو۔ (۲۱) فرض نمازون مین قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت کرنا۔ (۲۲) نماز کی سنتون مین کسی سنت کا ترک کر دینا۔ (۲۳) مقتدی کو امام کے پیچھے پکار کر پڑھنا جس سے قرآن مجید کے سننے مین خلل واقع ہو یا امام کی قرأت مین انتشار ہو۔

مکروہ تنزیہی (۱) کوئی ٹکڑا چاندی سونے پتھر وغیرہ کا منہ مین رکھ لینا بشرطیکہ قرأت مین مخل نہو۔ (۲) مردونکو اپنے بالون کا جوڑا باندھکر نماز پڑھنا (۳) گوشہ چشم سے بے ضرورت اِدہر اُدہر دیکھنا (۴) سلام یا سلام کا جواب اشارے سے دینا (۵) نماز مین بے عذر چار زانو بیٹھنا۔ (۶) جمھائی لینا (۷) آنکھونکا بند کر لینا (۸) امام کا محراب مین کھڑا ہونا۔ (۹) صرف امام کا کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا (۱۰) مقتدیون کا بے ضرورت کسی مقام پر کھڑے ہونا (۱۱) آیتون یا سورتون وغیرہ کا انگلیون پر شمار کرنا۔ (۱۲) فرض نمازون مین ایک ہی سورت کی کچھ آیتین ایک رکعت مین کچھ دوسری رکعت مین پڑھنا بشرطیکہ درمیان مین دو آیتون سے کم چھوڑا جائے۔ (۱۳) فرض نمازون مین ایک سورت کا درمیان مین چھوڑ کر دو سورتون کا ایک ہی رکعت مین پڑھنا۔

۱

نماز مین سہو کا بیان

نماز کے سنن اور مستحبات کے ترک سے نماز مین کچھ خرابی نہین آتی یعنی صحیح ہوجاتی ہی ہان جن سُنن کے چھوڑ دینے سے نماز مین کراہت تحریمیہ آجاتی ہی اُن کے ترک سے البتہ نماز کا اعادہ کرلینا چاہئے اس لئے کہ جو نماز کراہت تحریمیہ کے ساتھ ادا کی جائے اس نماز کا اعادہ واجب ہی۔ (شامی)

نماز کے فرایض مین اگر کوئی چیز سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہوجائیگی اور اُسکا کوئی تدارک نہین ہوسکتا۔

نماز کے واجبات مین اگر کوئی چیز عمداً چھوڑ دی جائے تو اس کا بھی تدارک نہین ہوسکتا اور نماز فاسد ہوجاتی ہی۔

نماز کے واجبات مین اگر کوئی چیز سہواً چھوٹ جائے تو اس کا تدارک ہوسکتا ہی وہ تدارک یہ ہی کہ قعدۂ اخیرہ مین بعد التحیات پڑھنے کے داہنی طرف ایک مرتبہ سلام پھیر کر دو سجدے کئے جائین اور بعد سجدون کے پھر قعدہ کیا جائے اور التحیات اور درود شریف اور دعا بدستور معمول پڑھکر سلام پھیرا جائے ان سجدون کو سجدہ سہو کہتے ہین۔ (شامی)

سجدہ سہو کر لینے سے وہ خرابی جو ترک واجب کے سبب سے نماز مین آئی تھی رفع ہوجاتی ہی۔ خواہ جسقدر واجب چھوٹ گئے ہون دو ہی سجدے کافی ہین یہان تک کہ اگر کسی سے نماز کے سب واجبات چھوٹ گئے ہون اُسکو بھی دو ہی سجدے کرنا چاہئے دو سے زیادہ سجدۂ سہو مشروع نہین۔ (در مختار)

سجدۂ سہو اُس شخص پر واجب ہی جس سے کوئی واجب نماز کا چھوٹ گیا ہو اور بعد سجدے کے التحیات پڑھنا بھی واجب ہی۔ افضل یہ ہی کہ بعد داہنی طرف سلام پھیرنے کے یہہ سجدے کئے جائین اگر بے سلام پھیرے یا سامنے ہی سلام کہکر سجدے کرلئے جائین تب بھی جائز ہے۔

نماز کے واجبات چونکہ اس سے پہلے بیان ہوچکے ہین لہذا یہان اب ہر واجب کے ترک کا

ذکر کرنا بیکار ہی ہان چند واجبات کا بحسب ضرورت ذکر کیا جاتا ہی۔
اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ یا دوسری سورت چھوڑ جائے اور اُسی رکعت کے رکوع مین یا بعد رکوع کے یاد آجائے تو اُسکو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی سورت کو پڑھ کر تے اور پھر رکوع کرے اور سجدۂ سہو کرے اس لئے کہ رکوع کے ادا کرنے مین تاخیر ہو گئی اور اگر سورۂ فاتحہ وغیرہ چھوٹ جائے اور دوسری رکعت مین یاد آئے تو اگر دوسری سورت چھوٹی ہے تو اس کو پڑھ لے اور سورۂ فاتحہ چھوٹی ہو تو اُسکو نہ پڑھے ورنہ ایک رکعت دو سورہ فاتحہ ہو جائین گی اور تکرار سورۂ فاتحہ کی شروع نہین۔ اس صورت مین بھی سجدہ سہو کرنا چاہیے۔
اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ سے پہلے دوسری سورت پڑھ جائے اور اُسی وقت اس کو خیال آجائے تو چاہیے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد پھر سورت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے اس لئے کہ دوسری سورت کا سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھنا واجب ہی اور یہان اُس کے خلاف ہوا۔
اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ جائے تو اُس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیے اس لئے کہ سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد دوسری سورت کا ملانا واجب ہی۔
اگر آہستہ آواز کی نماز مین کوئی شخص بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز مین امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اسکو سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ ہان اگر آہستہ آواز کی نماز مین بہت تھوڑی سی قرارت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکلجائین تو کچھ مضایقہ نہین۔
اگر کوئی شخص حالت قیام مین التحیات پڑھ جائے تو اگر پہلی رکعت ہو اور سورۂ فاتحہ سے پہلے پڑھے تو کچھ حرج نہین اس لئے کہ تحریمہ اور سورۂ فاتحہ کے درمیان مین کوئی ایسی چیز پڑھنا چاہیے جس مین اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو اور التحیات بھی اسی قسم سے ہی اور اگر قرارت کے بعد پڑھے یا دوسری رکعت مین پڑھے خواہ قرأت سے پہلے یا قرارت کے بعد اُس کو سجدۂ سہو کرنا چاہیے اس لئے کہ قرارت کے بعد فوراً رکوع کرنا واجب ہی اور دوسری رکعت کی ابتدا بھی قرارت سے کرنا واجب ہی۔
اگر کوئی شخص قومہ بھول جائے یا سجدون کے درمیان مین جلسہ نہ کرے تو اسکو بھی سجدہ سہو

کرنا چاہیئے۔
اگر کوئی شخص کسی رکعت مین ایک ہی سجدہ کرے دوسرا سجدہ بھول جائے اور دوسری رکعت مین یا دوسری رکعت کے بعد یا قعدۂ اخیر مین قبل التحیات پڑھنے کے یاد آجائے تو اُس سجدے کو ادا کر لے اور سجدہ سہو کرے اور اگر قعدۂ اخیرہ مین بعد التحیات کے یاد کرے تو اُس سجدے کو ادا کر کے پھر التحیات پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔
اگر کوئی شخص کسی رکعت مین پہلے سجدہ کرلے رکوع نکرے اور دوسری رکعت سے پہلے اُسکو یاد آجائے تو اُسکو چاہیئے کہ رکوع کرے اور پھر سجدہ کرے بعد اُسکے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور سجدۂ سہو کرے اور اگر دوسری رکعت سے پہلے نہ یاد آئے بلکہ دوسری رکعت مین تو دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع سمجھا جائے گا اور یہ دوسری رکعت کالعدم ہو جائے گی اِس کے عوض مین اور رکعت اُس کو پڑھنا ہوگی۔ اس صورت مین بھی سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔
اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو اگر پورا کھڑا ہو چکا ہو تو پھر نہ بیٹھے اور سجدہ سہو کرلے اور اگر پورا نہ کھڑا ہوا ہو بلکہ سجدے سے قریب ہو یعنی گھٹنون سے اونچا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور اِس صورت مین سجدۂ سہو کی ضرورت نہین۔
اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے اور قبل سجدہ کرنے کے اُسکو یاد آجائے تو اُسکو چاہیئے کہ بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہین بیٹھ سکتا بلکہ اُسکی یہ نماز اگر فرض کی نیت سے پڑھتا تھا تو نفل ہو جائیگی اور اسکو اختیار ہے کہ اس ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملا دے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہو اور دو رکعتین یہ بھی نفل ہو جائین۔ اگر عصر اور فجر کے فرض مین یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لئے کہ عصر اور فجر کے فرض کے بعد نفل مکروہ ہوا اور یہ رکعتین فرض نہین ہین بلکہ نفل ہوگئی ہین۔ پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی اور اسمین کچھ کراہت نہین ہے مغرب کے فرض مین صرف یہی رکعت کافی ہے دوسری رکعت نہ ملائے ورنہ پانچ رکعت ہو جائینگی اور نفل مین طاق رکعتین منقول نہین اور اِس صورت مین سجدہ سہو کی ضرورت نہ ہوگی۔

(درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ مین بعد اسقدر بیٹھنے کے جسمین التحیات پڑھی جا سکے کھڑا ہو جائے تو اگر سجدہ نکر چکا ہو تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے اس لئے کہ سلام کے ادا کرنے مین جو واجب تھا تاخیر ہو گئی اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو اسکو چاہئے کہ ایک رکعت اور ملا دے تاکہ یہ رکعت ضائع نہو اور اگر رکعت نہ ملائے بلکہ اُسی رکعت کے بعد سلام پھیر دے تب بھی جائز ہی مگر ملا دینا بہتر ہی۔ اس صورت مین اُسکی دو رکعتین اگر فرض کی نیت کی تھی تو فرض ہی رہینگی نفل نہ ہو جائینگی عصر اور فجر کے فرض مین بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہی اس لئے کہ بعد عصر اور فجر کے فرض کے قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہی اگر سہواً پڑھ لیجائے تو کچھ کراہت نہین اس صورت مین فرض کے بعد جو دو رکعتین پڑھی گئی ہین یہ اُن موکدہ سنتون کے قائمقام نہین ہو سکتین جو فرض کے بعد ظہر مغرب عشا کے وقت مسنون ہین کیونکہ اُن سنتون کا نئی تحریمہ سے ادا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

اگر کوئی شخص نماز مین ایسا فعل کرے جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے اسکو بھی سجدہ سہو کرنا چاہئے۔ **مثال** (۱) سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی شخص اسقدر سکوت کرے جسمین کوئی رکن ادا ہو سکے (۲) کوئی شخص بعد قرأت کے اتنی ہی دیر تک سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے (۳) کوئی شخص قعدہ اولیٰ مین بعد التحیات کے اتنی ہی دیر تک چپ بیٹھا رہے یا درود شریف پڑھے یا کوئی دعا مانگے ان سب صورتون مین سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

اگر کسی شخص سے سہو ہو گیا ہو اور سجدہ سہو کرنا اسکو یاد نہ رہے یہان تک کہ نماز ختم کرنیکی غرض سے سلام پھیر دے اِس کے بعد اُسکو سجدہ سہو کا خیال آئے تو اب بھی وہ سجدہ سہو کر سکتا ہی تا وقتیکہ قبلے سے نہ پھرے یا کلام نکرے۔

اگر کسی نے ظہر کی فرض مین دو ہی رکعت کے بعد یہ سمجھ کر کہ مین چارون رکعتین پڑھ چکا سلام پھیر دیا اور بعد سلام کے خیال آیا تو اُسکو چاہئے کہ دو رکعتیں اور پڑھکر نماز تمام کرے اور سجدہ سہو کر لے۔

اگر کسی کو نماز مین شک ہو جائے کہ کئی رکعتین پڑھ چکا ہی تو اگر اُسکی عادت شک کرنیکی نہو

تو اسکو چاہئے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر اسکو شک ہوا کرتا ہو تو اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جس قدر رکعتین اسکو غالب گمان سے یاد پڑین اسی قدر رکعتین سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کمی کی جانب کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز مین شک ہو کہ تین رکعتین پڑھ چکا ہی یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہو تو اسکو چاہیے کہ تین رکعتین شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر نماز پوری کرے اور ان سب صورتون مین اسکو سجدہ سہو کرنا چاہئے۔

اگر کسی شخص کو کسی رکعت کے بعد یہ شبہہ ہو کہ اسکے بعد قعدہ کرنا چاہئے خواہ قعدۂ اولی کا شبہہ ہو یا قعدۂ اخیرہ کا تو اسکو چاہئے کہ وہان قعدہ کرے اور سجدہ سہو کرلے۔

قضا نمازون کا بیان

بے عذر نماز کا قضا کرنا گناہ کبیرہ ہی جو بے صدق دل سے توبہ کئے ہوئے معاف نہین ہوتا حج کرنے سے بھی گناہ کبیرہ معاف ہوتے ہین اور ارحم الراحمین کو اختیار ہے کہ بے کسی وسیلہ اور سبب کے معاف کردے۔

اگر چند لوگون کی نماز کسی وقت کی قضا ہوگئی ہو تو انکو چاہئے کہ اُس نماز کو جماعت سے ادا کرین اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قرأت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

قضا نماز کا بالاعلان ادا کرنا گناہ ہی اس لئے کہ نماز کا قضا ہونا گناہ ہی اور گناہ کا ظاہر کرنا گناہ ہی۔

نماز قضا کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہی جو ادا نماز کا ہی قضا نماز مین یہ بھی نیت کرنا چاہئے کہ مین فلان نماز کی قضا پڑھتا ہون اور اگر نہ کرے تب بھی جائز ہے اس لئے کہ قضا بہ نیت ادا اور ادا بہ نیت قضا درست ہی۔

فرض نمازون کی قضا بھی فرض اور واجب کی قضا واجب ہی۔ وتر کی قضا واجب ہی اور اسی طرح نذر کے نماز کی اور اس نفل کی جو شروع کرکے فاسد کردی گئی ہو اس لئے کہ نفل بعد شروع کرنے کے واجب ہوجاتی ہی۔ سنن ہو کہ وغیرہ یا اور کسی نفل کی قضا نہین ہوسکتی بلکہ جو نماز

اُن کی قضا کی غرض سے پڑھی جائیگی وہ مستقل نماز علیحدہ سمجھی جائیگی اُس کی قضا نہوگی
ہاں فجر کی سنتون کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض کے ساتھ قضا ہو جائین اور فرض کی قضا
قبل زوال کے پڑھی جائے تو وہ سنتین بھی پڑھی جائین اور اگر بعد زوال کے پڑھی جائے
تو نہین اور اگر صرف سنتین قضا ہوئی ہون تو بعد طلوع آفتاب کے زوال سے پہلے پڑھ
لیجائین - اور ظہر کی سنتون کے لئے یہ حکم ہی کہ اگر رہجائین تو وقت کے اندر قبل ان
دو سنتون کے جو فرض کے بعد ہین پڑھ لیجائین وقت کے بعد نہین پڑھی جاسکتین خواہ
فرض کے ساتھ رہجائین یا تنہا -
وقتی نماز اور قضا نماز مین اور ایسا ہی قضا نمازون مین باہم ترتیب ضروری ہی بشرطیکہ وہ قضا
فرض نماز کی ہو یا وتر کی مثلاً کسیکی ظہر کی نماز قضا ہو گئی ہو تو ظہر کی قضا اور عصر کی وقتی نماز
مین اسکو ترتیب کی رعایت ضروری ہی یعنی جبتک پہلے ظہر کی قضا نہ پڑھ لیگا عصر کا فرض
نہین پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائے گی اور اگر کسی نے وتر نہ پڑھی ہو تو وہ فجر
کا فرض بے وتر ادا کئے ہوئے نہین پڑھ سکتا اسی طرح اگر کسی کے ذمہ فجر اور ظہر کی قضا ہو تو
ان دونون کے آپس مین بھی ترتیب ضروری ہی یعنی جبتک پہلے فجر کی قضا نہ پڑھ لیگا ظہر کی
قضا نہین پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائیگی اور ظہر کی قضا بدستور اسکے ذمہ
باقی رہیگی - ہان اگر بعد اُس قضا کے پانچ نمازین اسی طرح پڑھ لیجائین تو پھر یہ پانچون
صحیح ہو جائین گی یعنی نفل نہ ہون گی فرض رہین گی - چنانچہ آگے بیان ہوگا - ترتیب ان
تین صورتون مین ساقط ہو جاتی ہی -
پہلی صورت - نسیان - یعنی قضا نماز کا یاد نہ رہنا اگر کسی کے ذمہ قضا نماز ہو اور اُس کو
وقتی نماز پڑھتے وقت اُسکے ادا کرنیکا خیال نہ رہے تو اسپر ترتیب واجب نہین اور اس کی
وقتی نماز جسکو ادا کر رہا ہی صحیح ہو جائیگی اس لئے کہ قضا نماز پڑھنے کا حکم یاد کرنے پر مشروط ہی -
اگر کسی شخص کی کچھ نمازین مختلف ایام مین قضا ہوئی ہون مثلاً ظہر کسی دن کی اور عصر کسی دن کی
مغرب کسی دن کی اور اس کو یہ نہ یاد رہے کہ پہلے کون قضا ہوئی تھی تو اس صورت مین انکی
آپس کی ترتیب ساقط ہو جائے گی جسکو چاہے پہلے ادا کرے چاہے پہلے ظہر کی قضا پڑھے

یا عصر کی یا مغرب کی۔ (شامی)

اگر نماز شروع کرتے وقت قضا نماز کا خیال نہ تھا بعد شروع کرنے کے خیال آیا تو اگر قبل قعدۂ اخیرہ مین التحیات پڑھنے کے یا بعد التحیات پڑھنے کے مگر قبل سلام کے یہ خیال آجائے تو وہ نماز اسکی نفل ہوجائیگی اور فرض اسکو پھر پڑھنا ہوگا۔ (شامی)

اگر کسی شخص کو وجوب ترتیب کا علم نہو یعنی یہ نہ جانتا ہو کہ پہلے قضا نمازون کو بغیر پڑھے ہوئے وقتی نمازون کو نہ پڑھنا چاہئے تو اُس کا یہ جہل بھی نسیان کے حکم مین رکھا جائے گا اور ترتیب اس سے ساقط ہوجائے گی۔ (رد المحتار)

دوسری صورت۔ وقت کا تنگ ہوجانا۔ اگر کسی کے ذمہ کوئی قضا نماز ہو اور وقتی نماز ایسے تنگ وقت پڑھے جسمین صرف ایک نماز کی گنجایش ہو خواہ اُس وقتی کو پڑھ لے یا اُس قضا کو تو اس صورت مین ترتیب ساقط ہوجائیگی اور بغیر اُس قضا کے پڑھے ہوئے وقتی نماز کا پڑھنا اُس شخص کے لئے درست ہوگا۔ عصر کی نماز مین وقت مستحب کا اعتبار کیا گیا ہی یعنی اگر مستحب وقت مین صرف اسی قدر گنجایش ہو کہ صرف عصر کا فرض پڑھا جا سکتا ہو اس سے زیادہ کی گنجایش نہو تو ترتیب ساقط ہوجائیگی اگرچہ اصل وقت مین گنجایش ہو اس لئے کہ بعد آفتاب زرد ہوجانے کے نماز مکروہ ہی۔ (شامی)

اگر کسی کے ذمہ کئی نمازون کی قضا ہو اور وقت مین سب کی گنجایش نہو بعض کی گنجایش ہو تب بھی صحیح یہ ہی کہ ترتیب ساقط ہوجائیگی اور اسپر یہ ضروری نہوگا کہ جس قدر قضا نمازون کی گنجایش وقت مین ہو پہلے اُنکو ادا کرلے اُسکے بعد وقتی نماز پڑھے مثلاً کسی کی عشا کی نماز قضا ہوئی تھی اور فجر کو ایسے تنگ وقت اُٹھا کہ صرف پانچ رکعت کی گنجایش ہو تو اُس پر یہ ضروری نہین کہ پہلے وتر پڑھ لے تب صبح کی نماز پڑھے بلکہ بے وتر ادا کئے ہوئے بھی اگر صبح کے فرض پڑھیگا تو درست ہی۔

تیسری صورت۔ قضا نمازون کا پانچ سے زیادہ ہوجانا۔ وتر کا حساب اِن پانچ مین نہین ہو اگر وہ بھی ملالی جائے تو یون کہین گے کہ چھ سے زیادہ ہونا یہ قضا نمازین خواہ حقیقۃً قضا ہون جیسے وہ نمازین جو اپنے وقت مین نہ پڑھی جائین یا حکماً قضا ہون جیسے وہ نمازین

جو کسی قضا نماز کے بعد باوجود ترتیب واجب ہونے کے بے اُسکے ادا کئے ہوئے پڑھ لیجائیں مثلاً کسی سے فجر کی نماز قضا ہوئی ہو اور وہ ظہر کی نماز بے اُسکے ادا کئے ہوئے باوجود یاد ہونیکے اور وقت میں گنجایش کے پڑھ لے تو یہ ظہر کی نماز حکماً قضا مین شمار ہوگی اسکے بعد عصر کی نماز بھی حکماً قضا سمجھی جائیگی اگر بے ادا کئے ہوئے اِن دونون نمازون کے باوجود یاد ہونے کے اور وقت مین گنجایش کے پڑھ لے اسی طرح مغرب اور عشا کی بھی پھر جب دوسرے دن کی فجر پڑھیگا تو چونکہ اس سے پہلے قضا نمازین پانچ ہوچکی تھین ایک حقیقۃً اور چار حکماً لہذا اب اُسکے اوپر ترتیب واجب نہ تھی اور یہ فجر کی نماز اُس کی صحیح ہوگی۔

پانچ نمازون تک ترتیب باقی رہتی ہو اگرچہ وہ مختلف اوقات مین قضا ہوئی ہون اور زمانہ بھی بہت گزر چکا ہو مثلاً کسی کی کوئی قضا نماز ہوئی تھی اور وہ اُسکو یاد نہ رہی چند روز کے بعد پھر اُس کی کوئی نماز قضا ہوگئی اور اُسکا بھی خیال اُسکو نہ رہا پھر چند روز کے بعد اسکی کوئی نماز قضا ہوگئی اور وہ بھی اُسکو یاد نہ رہی پھر چند روز کے بعد اُسکی کوئی نماز قضا ہوئی اور اُسکا بھی اُسکو خیال نہ رہا پھر چند روز کے بعد اور کوئی نماز قضا ہوئی اور وہ بھی اُسکو یاد نہ رہی تو اب یہ پانچ نمازین ہوئیں اب تک ان مین ترتیب واجب ہو یعنی ان کے یاد ہوتے ہوئے باوجود وقت مین گنجایش کے وقتی فرض اگر پڑھے گا تو وہ صحیح نہ ہوگی اور نفل ہوجائیگی (درمختار - رد المحتار)

ترتیب ساقط ہوجانے کے بعد پھر عود نہین کرتی مثلاً کسی کی قضا نمازین پانچ سے زیادہ ہوجائین اور اس سبب سے اُس کی ترتیب ساقط ہوجائے بعد اُسکے وہ اپنی قضا نمازون کو ادا کرنا شروع کرے یہان تک کہ ادا کرتے کرتے پانچ رہجائین تو اب وہ صاحب ترتیب نہ ہوگا اور بغیر ان کے ادا کئے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت مین گنجایش کے جو فرض نماز پڑھیگا وہ صحیح ہوگی۔

اگر کسی کی کوئی نماز قضا ہوگئی ہو اور اس کے بعد اُس نے پانچ نمازین اور پڑھ لی ہون اور اُس قضا نماز کو باوجود یاد ہونے کے اور وقت مین گنجایش کے نہ پڑھا ہو تو پانچوین نماز کا وقت گزر جانے کے بعد یہ پانچون نمازین اس کی صحیح ہوجائینگی یعنی فرض رہین گی اس لئے کہ یہ پانچون نمازین حکماً قضا ہین اور وہ ایک حقیقۃً قضا سب ملکر پانچ سے زیادہ

ہو گئین لہذا اُن مین ترتیب ساقط ہو گئی اور انکا ادا کرنا خلاف ترتیب درست ہو گیا۔
اگر کسی کی نمازین حالت سفر مین قضا ہوئی ہون اور اقامت کی حالت مین انکو ادا کرے تو قصر کے ساتھ قضا کرنا چاہیے یعنی چار رکعت والی نماز کی دو رکعت اسی طرح حالت اقامت مین جو نمازین قضا ہوئی تھین اُن کی قضا حالت سفر مین پڑھے تو پوری چار رکعتین پڑھے قصر نہ کرے۔ (درمختار وغیرہ)
نفل نمازین شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہین اگرچہ وہ کسی وقت مکروہ مین شروع کی جائین یعنی اُن کا تمام کرنا ضروری ہے اور اگر کسی قسم کا فساد یا کراہت تحریمیہ اسمین آجائے تو ان کی قضا پڑھنا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نفل قصداً شروع کیجائے اور شروع کرنا اُس کا صحیح ہو اگر قصداً نہ شروع کیجائے مثلاً کوئی شخص یہ خیال کرکے کہ مین نے ابھی فرض نماز نہین پڑھی فرض کی نیت سے نماز شروع کرے بعد اس کے اُسکو یاد آجائے کہ مین فرض پڑھ چکا تھا تو یہ نماز اسکی نفل ہو جائیگی اس کا تمام کرنا اُسپر ضروری نہ ہوگا اور اگر اُس مین فساد وغیرہ آجائے گا تو اُسکی قضا بھی اسکو نہ پڑھنا پڑیگی اسی طرح اگر کوئی قعدہ اخیرہ مین سہواً کھڑا ہو جائے اور دو رکعتین پڑھ لے تو یہ دو رکعتین اسکی نفل ہو جائین گی اور چونکہ قصداً انہین شروع کی گئین اس لئے انکا تمام کرنا اُسپر ضروری نہین نہ فاسد ہو جانیکی صورت مین اس کی قضا ضروری ہے۔ اور اگر شروع کرنا صحیح نہو تب بھی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانیکی صورت مین اسکی قضا نہ کرنا ہوگی مثلاً کوئی مرد کسی عورت کی اقتدا مین نفل نماز شروع کرے تو یہ شروع کرنا ہی اُسکا صحیح نہ ہوگا۔
اگر نفل نماز شروع کر دینے کے بعد فاسد کر دی جائے تو صرف دو رکعتون کی قضا واجب ہو گی اگرچہ نیت دو رکعت سے زیادہ کی ہو اس لئے کہ نفل کا ہر شفع یعنی ہر دو رکعتین علیحدہ نماز کا حکم رکھتی ہین۔
اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور اس کے دونون شفع مین قرأت نکرے یا پہلے شفع مین قرأت نکرے یا دوسرے مین نکرے یا صرف پہلے شفع کی ایک رکعت مین نہ کرے یا صرف دوسرے شفع کی ایک رکعت مین نکرے یا پہلی شفع کی دونون رکعتون مین اور دوسرے

شفع کی ایک رکعت مین نکرے تو ان سب چھہ صورتون مین دو ہی رکعت کی قضا اسکے ذمے لازم ہوگی - پہلی دوسری صورت مین صرف پہلے شفع کی اس لئے کہ پہلے شفع کی دونون رکعتون مین قرأت نکرنیکے سبب سے اسکی تحریمہ فاسد ہوگئی اور دوسرے شفع کی بنا اُسپر صحیح نہوگی گویا دوسرا شفع شروع ہی نہین کیا گیا پس اسکی قضا بھی لازم نہوگی - تیسری صورت مین صرف دوسرے شفع کی اس سبب سے کہ پہلے شفع مین کچھہ فساد نہین آیا فساد صرف دوسرے شفع مین آیا ہی - چوتھی صورت مین صرف پہلے شفع کی اس لئے کہ فساد صرف اُسمین آیا ہی دوسرا شفع بالکل صحیح ہی - پانچوین صورت مین صرف دوسرے شفع کی اس لئے کہ فساد صرف اُسمین آیا ہے پہلا شفع بالکل صحیح ہی - چھٹی صورت مین صرف پہلے شفع کی اس لئے کہ پہلے شفع کی دونون رکعتون مین قرأت نکرنے کے سبب سے اُسکی تحریمہ فاسد ہوجائیگی اور دوسرے شفع کی بنا اُسپر صحیح نہوگی لہذا اسکی قضا بھی اُسکے ذمے لازم نہوگی -

اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور ہر شفع کی ایک ایک رکعت مین قرأت کرے ایک ایک مین نکرے یا پہلے شفع کی ایک اور دوسرے کی دونون رکعتون مین نکرے تو ان دونون صورتون مین چار رکعت کی قضا پڑھنا ہوگی اس لئے کہ ان دونون صورتون مین پہلے شفع کی تحریمہ فاسد نہین ہوئی لہذا دوسرے شفع کی بناء اُسپر صحیح ہوگی اور فساد دونون شفعون مین آیا ہی -

حیض و نفاس کی حالت مین جو نمازین پڑھی جائین وہ معاف ہین اُن کی قضا نکرنی چاہئے - ہان اگر حیض و نفاس سے کسی ایسے وقت مین فراغت حاصل ہوجائے کہ اُس مین تحریمہ کی بھی گنجایش ہو تو اُس وقت کے نماز کی قضا اُس کو پڑھنا ہوگی - اور اگر وقت مین زیادہ گنجایش ہو تو اُسی وقت اُس نماز کو پڑھ لے اگرچہ پڑھ چکی ہو اسلئے کہ اس سے پہلے اُسپر نماز فرض نہ تھی اب فرض ہوئی ہی اس سے پہلے پڑھنے کا کچھہ اعتبار نہین یعنی فرض نہین ساقط ہوسکتا - اِسی طرح اگر کوئی نابالغ ایسے وقت مین بالغ ہو تو اسکو بھی اُس وقت کے نماز کی قضا پڑھنا ہوگی اِس مسئلے کی تفصیل حیض کے بیان مین ہوچکی ہی - اسیطرح اگر کوئی لڑکا عشا کی نماز پڑھکر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہوکر منی کا اثر دیکھے جس سے

معلوم ہو کہ اُس کو احتلام ہو گیا ہے تو اُس کو چاہئے کہ عشا کی نماز کا پھرا عادہ کرے
(فتاوے قاضی خان)
اگر کسی عورت کو آخر وقت مین حیض یا نفاس آجائے اور ابھی تک اُس نے نماز نہ پڑھی ہو تو
اسوقت کی نماز اُس سے معاف ہو اسکی قضا اسکو نہ کرنا ہوگی۔ (شرح وقایہ وغیرہ)
اگر کسی کو جنون یا بیہوشی طاری ہو جائے اور چھ نمازون کے وقت تک رہے تو اُسکے ذمے
اُن نمازون کی قضا نہین وہ نمازین معاف ہین ہان اگر پانچ نمازون تک بیہوشی رہے
چھٹی نماز مین اُس کو ہوش آجائے تو اُن نمازون کی قضا اُسکو کرنا ہوگی۔
جو کافر دار الحرب مین اسلام لائے اور مسائل نہ جاننے کے سبب سے نماز نہ پڑھے تو جتنے
دن وہان رہنے کے سبب سے اسکی نمازین گئی ہون اُن نمازون کی قضا اُسکے ذمے نہین۔
(در مختار وغیرہ)
اگر کسی کی بہت نمازین قضا ہو چکی ہون اور اُن کو ادا کرنا چاہے تو قضا کے وقت انکی تعیین
ضروری ہے اس طرح کہ مین اُس فجر کی قضا پڑھتا ہون کہ جو سب کے اخیر مین مجھ سے قضا
ہوئی ہے پھر اس کے بعد یہ نیت کرے کہ مین اُس فجر کی قضا پڑھتا ہون جو اس سے پہلے
مجھ سے قضا ہوئی تھی اسی طرح ظہر عصر وغیرہ کی نماز مین بھی تعیین کرلے۔
اگر کسی شخص کی کچھ نمازین حالت مرض مین فوت ہوئی ہون اور وہ انکے ادا کرنے پر قادر تھا
اگرچہ اشارے ہی سے سہی تو اُسکو چاہئے کہ مرتے وقت اپنے وارثون سے وصیت کر جائے
کہ میرے مال مین سے ہر نماز کے عوض مین صدقہ دیدینا اور اس کے وارث اسکے مال کی تہائی
سے ہر نماز کے عوض مین سوا سیر گیہون یا ڈھائی سیر جَو یا انکی قیمت محتاجون کو دیدین انشاء اللہ
تعالی ان نمازون کی قضا اُس میت کے ذمے سے اُتر جائیگی۔
نماز کا شروع کر کے قطع کر دینا بے کسی عذر کے حرام ہے خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا نفل اور
اگر مال کے خوف سے قطع کر دیجائے خواہ اپنا مال ہو یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کا تو جائز
ہے مثلاً کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور کسی شخص کو دیکھے کہ اُسکا یا کسی دوسرے کا مال چرائے لئے جاتا ہے
اور اگر نماز کی تکمیل کے لئے قطع کرے تو مستحب ہے مثلاً کوئی شخص تنہا فرض پڑھ رہا ہو اور جماعت

مین شریک ہونیکی غرض سے جو نماز کی تکمیل کا ذریعہ ہو اس فرض کو توڑ دے اور اپنی یا کسی دوسرے کی جان بچانیکے لئے قطع کرنا فرض ہو۔

اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی حالت مین فریاد رسی کے لئے بلائے تو ایسی حالت مین بھی توڑ دینا فرض ہو اگرچہ یہ نہ معلوم ہو کہ اسپر کون مصیبت آئی ہو یا معلوم ہو اور جانتا ہو کہ مین اسکی مدد کر سکون گا۔

اگر کسی کو نماز پڑھنے کی حالت مین اُسکے ماں باپ پکارین تو اگر فرض نماز ہو تو نہ توڑے اور نفل ہو اور وہ جانتے ہون کہ نماز مین ہو تو بھی نہ توڑنا بہتر ہو اور توڑ دے تو کچھ مضایقہ نہین اگر وہ لوگ نہ جانتے ہون کہ نماز مین ہو تو توڑ دے اس خیال سے کہ وہ ناخوش نہو جائین (شامی وغیرہ)

مریض اور معذور کی نماز

اگر کوئی شخص کسی مرض کی وجہ سے نماز کے ارکان ادا کرنے پر پورے طور سے قادر نہو تو اسکو چاہئے کہ اپنی طاقت اور قدرت کے موافق ارکان نماز کو ادا کرے۔

اگر قیام پر قدرت نہین کہ اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا کھڑے ہونے سے بدن مین کہین سخت درد ہونے لگتا ہو تو اُسپر قیام فرض نہین اسکو چاہئے کہ بیٹھکر نماز پڑھے اور رکوع سجدے سر کے اشارے سے کرے اگر مسنون طریقہ سے بیٹھ سکتا ہو یعنی جس طریقے سے التحیات پڑھنے کے لئے حالت صحت مین بیٹھنا چاہئے تو اسی طرح بیٹھے ورنہ جس طریقے سے بیٹھنے مین اُسکو آسانی ہو اسی طرح بیٹھے۔ اور اگر تھوڑی دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہو تو اسکو چاہئے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے اور جتنی دیر تک کھڑا ہوا جائے کھڑا رہے بعد اسکے بیٹھ جائے حتی کہ اگر صرف بقدر تکبیر تحریمہ کے کھڑے ہونیکی قوت ہو تب بھی اسکو چاہئے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے بعد اسکے بیٹھ جاے اگر نہ کھڑا ہو گا تو نماز نہو گی۔ اسی طرح اگر کسی چیز کے سہارے سے خواہ لکڑی کے یا تکیہ کے یا کسی آدمی کے کھڑا ہو سکتا ہو تب بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہئے۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

اگر کسی شخص کے پاس کپڑا اسقدر ہو کہ کھڑے ہونے کی حالت مین اُسکا جسم عورت نہ چھپ سکتا ہو

ہان بیٹھنے کی حالت مین چھپ جاتا ہو تو اس صورت مین بھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنا چاہئے اسی طرح اگر کوئی کمزور آدمی کھڑے ہونے سے ایسا بے طاقت یا تنفس مین مبتلا ہو جاتا ہو کہ قرأت نکر سکے تو اُسکو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہئے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)

اگر رکوع اور سجدے یا صرف سجدے پر قدرت نہو تو اُسکو چاہئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اگرچہ کھڑے ہونیکی قوت ہو اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے سجدے کے لئے رکوع کی بہ نسبت زیادہ سر جھکاوے۔ کسی چیز کا پیشانی کے برابر اُٹھا کر اُسپر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے ہان اگر کوئی اونچی چیز پیشانی کے برابر رکھدی جائے اور اُسپر سجدہ کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہین۔

اگر کوئی مریض بیٹھنے سے بھی معذور ہو یعنی نہ اپنی قوت سے بیٹھ سکتا ہو نہ کسی کے سہارے سے تو اُسکو چاہئے کہ لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ لیٹنے کی حالت مین بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے پیر قبلے کی طرف ہون اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھے تاکہ منھ قبلے کے سامنے ہو جائے اور اگر پہلو پر لیٹے خواہ داہنے پر یا بائین پہلو پر تب بھی درست ہے بشرطیکہ منہ قبلے کی طرف ہو اور سر سے رکوع سجدے کا اشارہ کرنا چاہئے سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے جھکا ہوا ہو۔ آنکھ یا ابرو وغیرہ کے اشارے سے سجدہ کرنا کافی نہین۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی عورت درد زہ مین مبتلا ہو مگر ہوش حواس قائم ہون تو اسکو چاہئے کہ بہت جلد نماز پڑھ لے تاخیر نکرے مبادا نفاس مین مبتلا ہو جائے اور نماز قضا ہو جائے ہان اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے مین یہ خوف ہو کہ اگر اسی حالت مین بچہ پیدا ہو جائیگا تو اسکو صدمہ پہنچیگا تو بیٹھکر پڑھے اسی طرح اگر کسی عورت کے خاص حصے سے بچے کا کچھ حصہ نصف سے کم باہر آگیا ہو مگر ابھی تک نفاس نہو تو اسکو بھی نماز مین تاخیر کرنا جائز نہین بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے اور زمین مین کوئی گڑھا کھود کر روئی وغیرہ بچھا کر بچے کا سر اسمین رکھدے یہ بھی نہ ممکن ہو تو اشارون سے نماز پڑھ لے۔ (خزانۃ الروایات وغیرہ)

اگر کوئی مریض سر سے اشارہ بھی نکر سکتا ہو تو اسکو چاہئے کہ نماز اسوقت نہ پڑھے بعد صحت کے

اُسکی قضا پڑھلے پھر اگر یہی حالت اُسکی پانچ نمازون سے زیادہ تک رہے تو اُسپر اِن نمازون کی قضا بھی نہین جیساکہ قضا کے بیان مین گزرچکا۔

اگر کسی مریض کو رکعتون کا شمار یاد نہ رہتا ہو تو اُسپر بھی اُسوقت نماز کا ادا کرنا ضروری نہین بلکہ بعد صحت کے اُنکی قضا پڑھے ہان اگر کوئی شخص اُسکو بتلاتا جائے اور وہ پڑھ لے تو جائز ہے یہی حکم ہے اُس شخص کا جو زیادہ بڑھاپے کے سبب سے مخبوط العقل ہوگیا ہو یعنی دوسرے شخص کے بتلانے سے اُسکی نماز درست ہو جائیگی اور اگر کوئی بتلانے والا نہ ملے تو وہ اپنے غالب رائے پر عمل کرے۔ (نفع المفتی)

اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت مین بیمار ہو جائے تو اسکو چاہیے کہ باقی نماز جس طرح پڑھ سکتا ہو تمام کرے مثلاً اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہا تھا اور اب کھڑے ہونیکی طاقت نہ رہی تو بیٹھکر پڑھے رکوع سجدے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کرے بیٹھنے سے بھی معذور ہوگیا ہو تو لیٹ کر۔

اگر کوئی معذور حالت نماز مین قادر ہو جائے تو اگر صرف قیام سے معذور تھا اور بیٹھکر رکوع سجدہ کرتا تھا اور اب کھڑے ہونیکی قدرت ہوگئی تو باقی نماز کھڑے ہوکر تمام کرے اور اگر رکوع سجدے سے بھی معذور تھا اور اُس نے اشارے سے رکوع سجدہ کرنے کا ارادہ کرکے نیت باندھی تھی مگر ابھی تک کوئی رکوع سجدہ اشارے سے ادا نہین کیا تھا اور اب اُس کو رکوع سجدے پر قدرت ہوگئی تو وہ باقی نماز اپنی رکوع سجدے کے ساتھ ادا کرے اور اگر اشارے سے کوئی رکوع سجدہ کرچکا ہو تو وہ نماز اسکی فاسد ہو جائیگی اور پھر نئے سرے سے اُس نماز کا پڑھنا اسپر لازم ہوگا۔

اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اُسکو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہین تراویح کی نماز مین ضعیف اور بوڑھے لوگون کو اکثر اسکی ضرورت پیش آتی ہے۔ (شامی وغیرہ)

نفل نماز مین جیساکہ ابتدا مین بیٹھکر پڑھنے کا اختیار حاصل ہے ویسا ہی درمیان نماز مین بھی بیٹھ جانیکا اختیار ہے اور اسمین کسی قسم کی کراہت نہین۔ (درمختار وغیرہ)

چلتی ہوئی کشتی میں بیٹھکر نماز پڑھنا جائز ہی اگر یہ خوف ہو کہ چلتی ہوئی کشتی میں کھڑے ہونے سے سر گھومنے لگے گا۔
اگر کوئی کشتی دریا کے کنارے رکی ہوئی ہو تو وہ خشکی کے حکم میں ہی اور اسپر بیٹھکر نماز کسی طرح جائز نہین اور اگر دریا کے اندر رکی ہوئی ہو اور ہوا سے اسکو جنبش و حرکت بھی ہوتی ہو تو وہ چلتی ہوئی کشتی کے حکم میں ہی۔ کشتی مین نماز پڑھنے کی حالت مین استقبال قبلہ ضروری ہو اور جب کشتی اور کسی طرف پھرے کہ قبلہ بدل جائے تو نماز پڑھنے والے کو بھی پھر جانا چاہیے تاکہ استقبال قبلہ نہ جانے پائے۔ اگر استقبال قبلہ ممکن نہ ہو تو اخیر وقت تک تامل کرے جب دیکھے کہ اب نماز کا وقت جاتا ہے تو پھر جسطرف چاہے نماز پڑھ لے (درمختار وغیرہ)
اگر کوئی شخص کسی جانور پر سوار ہو اور اپنے گاؤن یا شہر کی آبادی سے باہر ہو تو اسکو تمام نوافل کا سوا سنت فجر کے اسی سواری پر بیٹھے بیٹھے پڑھنا جائز ہی رکوع سجدہ اشارے سے کرے ایسی حالت مین استقبال قبلہ بھی شرط نہین نہ نماز شروع کرتے وقت نہ حالت نماز مین بلکہ جسطرف وہ جانور جا رہا ہو اسیطرف نماز پڑھنا چاہیے۔
اگر کسی شخص نے سواری پر نفل نماز شروع کی اور بعد اس کے بے عمل کثیر کے اس سواری سے اتر پڑا تو وہ اسی نماز کی بقیہ حصہ کو تمام کرلے نئے سرے سے نماز پڑھنے کی حاجت نہین مگر اب استقبال قبلہ ضروری ہو جائیگا اور رکوع سجدہ اشارے سے کافی نہو گا۔ اور اگر کسی نے اپنے گاؤن یا شہر سے باہر سواری پر نماز پڑھنا شروع کی تھی اور ابھی نماز تمام نہ ہونے پائی تھی کہ گاؤن یا شہر مین پہنچ گیا تو اسکو اسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشارون سے بقیہ نماز تمام کرلینا چاہیے اترنے کی کوئی ضرورت نہین۔ (درمختار وغیرہ)
گاڑی وغیرہ کی سواری مین بھی نفل کا پڑھنا جائز ہی خواہ چلتی ہوئی گاڑی ہو یا ٹھہری ہوئی فرائض اور واجبات کا کسی جانور یا گاڑی کی سواری مین پڑھنا جائز نہین۔ ہان اگر کوئی عذر ہو مثلاً سواری سے خود اتر نہ سکتا ہو یا اترنے کے بعد چڑھنا دشوار ہو یا اترنے مین کسی درندے جانور یا دشمن کا خوف ہو یا عورت کو اپنی بے حرمتی کا خوف ہو یا کیچڑ وغیرہ

اسقدر ہو کہ اگر نیچے اُتر کر نماز پڑھے تو مُنہ وغیرہ مین کیچڑ بھر جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ اگر اُتر کر نماز پڑھیگا تو ساتھ کے لوگ آگے بڑھ جائینگے اور خود تنہا رہجائیگا ایسی صورتون مین اُسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشارے سے فرض اور واجب نمازون کا پڑھنا بھی جائز ہی مگر استقبال قبلہ ضروری ہو - اور اگر گاڑی کا کوئی جزو جانور پر نہو خواہ کھڑی ہو یا چلتی ہو جانور اسکو تسمہ یا رسّی کے سہارے سے کھینچ رہا ہو جس کا ایک سرا اُس جانور پر ہو اور دوسرا سرا گاڑی پر تو ایسی گاڑی پر فرائض اور واجبات کا بے عذر پڑھنا بھی جائز ہی مگر کھڑے ہوکر اور استقبال قبلہ کے ساتھ - (شامی وغیرہ)

ریل کی سواری مین نماز پڑھنا جائز ہی خواہ فرض ہو یا نفل اور اُترنے سے معذور ہو یا نہین ہان استقبال قبلہ ضروری ہی اور کھڑے ہوکر نماز پڑھنا چاہئے - (عمدۃ الرعایۃ)

اگر کھڑے ہونے مین ریل کی حرکت سے گر جانیکا خوف ہو جیسا کہ بعض ناہموار لینون مین ہوتا ہی تو پھر بیٹھکر پڑھے -

اگر کسی کے دانتون مین درد ہوتا ہو اور بغیر منہ مین سرد پانی یا کوئی دوا ڈالے ہوئے درد مین سکون نہین ہوتا تو اسکو چاہئے کہ اگر کوئی شخص لائق امامت کے ملجائے تو اُس کے پیچھے نماز پڑھلے ورنہ اُسی حالت مین یعنی مُنہ مین دوا رکھے ہوئے خود ہی نماز پڑھلے اور قرأت وغیرہ نکرے - (قنیہ)

مسافر کی نماز

مسافر جب اپنے شہر یا گاؤن کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اسکو قصر یعنی چار رکعت کے فرض مین دو ہی رکعت پڑھنا واجب ہی اگر پوری چار رکعت پڑھیگا تو گنہگار ہوگا اور دو واجب اُس سے ترک ہونگے ایک قصر دوسرے قعدۂ اخیرہ کے بعد فوراً اسلام پھیرنا اس لئے کہ پہلا قعدہ مسافر کے حق مین قعدۂ اخیرہ ہی اُسکے بعد اسکو فوراً اسلام پھیر دینا چاہیے تھا اور اُس نے نہین پھیرا بلکہ کھڑا ہو گیا تین رکعت یا دو رکعت کے فرائض مین قصر نہین ہے - (درمختار وغیرہ)

مسافر اگر چار رکعت فرض پڑھے گا تو پہلی دو رکعتین اُسکی فرض ہو جائینگی اور دوسری
نفل۔ اگر کوئی شخص اُس مسافت کو جو متوسط چال سے تین دن سے کم مین نہین طے ہو سکتی
کسی تیز سواری کے ذریعے سے مثل گھوڑے یا ریل وغیرہ کے تین دن سے کم مین طے کر لے
تب بھی وہ مسافر سمجھا جائیگا۔ متوسط چال سے مراد آدمی یا اُونٹ کی متوسط رفتار ہے۔
تین دن کی مسافت سے یہ مراد ہے کہ صبح سے دوپہر تک چلے نہ یہ کہ صبح سے شام تک اسی
لئے ہمنے اس مسافت کا اندازہ ساٹھ میل کیا ہے جیسا کہ اوپر لکھ چکے صبح سے دوپہر تک
آدمی متوسط چال سے بیس میل سے زیادہ نہین چل سکتا۔

سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز مثلاً کوئی شخص چوری کی غرض سے یا کسی کے قتل کے ارادے سے
یا کوئی غلام اپنے مولیٰ کی بے اجازت یا کوئی لڑکا اپنے والدین کی خلاف مرضی سفر کرے
ہر حال مین اسکو قصر کرنا چاہیے۔

مسافر کو اُس وقت تک قصر کرنا چاہیے جب تک اپنے وطن اصلی نہ پہونچ جائے یا کسی مقام
پر کم سے کم پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد نکرے بشرطیکہ وہ مقام ٹھہرنے کے لائق ہو۔ اگر کوئی شخص
پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو اسکو قصر کرنا چاہیے۔ اسیطرح اگر پندرہ دن کی
نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہو مثلاً کوئی شخص دریا مین ٹھہرنے کی نیت کرے
یا دار الحرب مین یا جنگل مین تو اس نیت کا کچھ اعتبار نہوگا ہان خانہ بدوش لوگ اگر
جنگل مین بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلین تو یہ نیت صحیح ہو جائیگی اس لئے کہ وہ جنگلون
مین رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قبل قطع کرنے اُس مقدار مسافت کے جسکا اعتبار سفر مین کیا گیا ہے کسی مقام
مین ٹھہرنے کی یا اپنے وطن لوٹ جانے کی نیت کرلے تو وہ مقیم ہو جائیگا اگرچہ پندرہ دن سے کم
ٹھہرنے کی نیت کی ہو یہ سمجھا جائیگا کہ اُس نے اپنے ارادہ سفر کو فسخ کر دیا (رد المحتار)

ان چند صورتون مین اگر کوئی مسافر بعد قطع کرنے مسافت سفر کے پندرہ دن سے بھی زیادہ
ٹھہر جائے تو وہ مقیم نہوگا اور قصر کرنا اُسپر واجب رہیگا (۱) ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا
نہو مگر کسی وجہ سے بے قصد و ارادہ زیادہ ٹھہرنے کا اتفاق ہو جائے (۲) کچھ نیت ہی نکی ہو

بلکہ امروز فردا مین اُسکا ارادہ وہان سے چلے جانیکا ہو خواہ اسی پس و پیش مین پندرہ دن یا اس سے زیادہ بھی ٹھہر جائے (۳) پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہو۔ (۴) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دُو مقام مین بشرطیکہ اُن دونون مقامون مین اسقدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے اذان کی آواز دوسرے مقام مین نہ جاسکتی ہو مثلاً دس روز مکہ معظمہ مین رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منیٰ مین مکہ سے منیٰ تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اگر رات کو ایک مقام مین رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام مین تو جس موضع مین رات کو ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے وہ اُسکا وطن اقامت ہو جائیگا وہان اُسکو قصر کی اجازت نہو گی اب دوسرا موضع جسمین دن کو رہتا ہے اگر اس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہان جانے سے مسافر ہو جائیگا ورنہ مقیم رہے گا اور اگر ایک موضع دوسرے موضع سے اسقدر قریب ہوگا کہ ایک جگہہ کی اذان کی آواز دوسری جگہہ جاسکتی ہے تو وہ دونون موضعے ایک سمجھے جائینگے اور اُن دونون مین پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادے سے مقیم ہو جائیگا۔ (۵) خود اپنے سفر وغیرہ مین دوسرے کا تابع ہو مثلاً عورت اپنے شوہر کے ساتھ سفر مین ہو یا ملازم اپنے آقا کے ساتھ یا لڑکا اپنے باپ کے ساتھ ان سب صورتون مین اور انکے امثال مین اگر یہ لوگ پندرہ دن سے بھی زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لین تب بھی مقیم نہونگے اور ان پر قصر واجب رہیگا ہان اگر وہ لوگ جنکے یہ تابع ہین پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کر لین تو یہ بھی مقیم ہو جائینگے خواہ یہ لوگ ارادہ کرین یا نہین بشرطیکہ ان لوگونکے ارادے کا ان کو علم ہو جائے اگر اُن لوگون کے ارادے کا انکو علم نہو تو یہ لوگ مقیم نہونگے مسافر ہی رہینگے یہان تک کہ انکو علم ہو جائے۔ (در مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال مین درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب دو رکعتین پڑھکر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیے کہ اپنی نماز اُٹھکر تمام کر لے اور اس مین قرأت نکرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدۂ اولیٰ اس مقتدی پر بھی فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیون کو بعد سلام کے فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے۔ (در مختار وغیرہ)

مسافر بھی مقیم کی اقتدا کرسکتا ہے مگر وقت کے اندر بعد وقت کے نہین اس لئے کہ مسافر جب مقیم کی اقتدا کریگا تو بہ تبعیت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھیگا اور امام کا قعدۂ اولی نفل ہوگا اور اس کا فرض امام کی تحریمہ قعدۂ اولی کے نفل ہونے کے ساتھ ہوگی اور مسافر مقتدی کی اُسکی فرضیت کے ساتھ پس فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہین۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

مسافر فجر کی سنتون کو ترک نکرے اور مغرب کی سنت کا بھی نہ ترک کرنا بہتر ہے اور باقی سنتون کے ترک کا اختیار ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اگر چل رہا ہو اور اطمینان نہو تو نہ پڑھے ورنہ پڑھ لے۔ (ردالمحتار۔ درمختار)

ایک وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے باطل ہوجاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام مین تمام عمر سکونت کے ارادے سے مقیم تھا بعد اسکے اُس نے اُس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام مین اسی نیت سے سکونت اختیار کی تو اب یہ دوسرا مقام وطن اصلی ہوجائیگا اور پہلا مقام وطن نرہیگا یہان تک کہ اگر ان دونون مقاموں مین سفر کی مسافت ہو اور اس دوسرے مقام سے سفر کرکے پہلے مقام میں جائے تو مقیم نہوگا۔ (درمختار وغیرہ)

وطن اصلی وطن اقامت سے باطل نہین ہوتا یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام مین چند روز کی سکونت اختیار کرے بعد اسکے اپنے وطن اصلی مین جائے تو فوراً وہان پہنچتے ہی مقیم ہوجائیگا۔

وطن اقامت وطن اصلی مین جانے سے باطل ہوجاتا ہے یعنی جب وطن اقامت سے وطن اصلی مین پہنچ جائیگا تو مقیم ہوجائیگا پھر جب وہان سے اُس وطن اقامت مین جائے تو مقیم نہوگا ہان پھر وہان پہونچکر اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو دوبارہ وطن اقامت ہوجائیگا اور وطن اقامت وطن اقامت سے بھی باطل ہوجاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص ایک مقام مین پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت سے اقامت کرے بعد اسکے اس مقام کو چھوڑ دے اور بجائے اُس کے ... دوسرے مقام مین اسی نیت کے ساتھ اقامت کرے تو وہ پہلا مقام وطن نرہیگا وہان جانے سے مقیم نہوگا۔

اگر کوئی مسافر کسی نماز کے وقت گو وہ آخر وقت ہو جسمین صرف تحریمہ کی گنجائش ہو پندرہ دن

اقامت کی نیت کرلے تو وہ مقیم ہوجائے گا اور اگر ابھی تک اُسوقت کی نماز نہ پڑھی ہو
اور چار رکعت والی نماز ہو تو اُسے قصر جائز نہین اور اگر قصر کے ساتھ پڑھ چکا ہو تو پھر
اعادہ کی حاجت نہین (درمختار وغیرہ)
اگر کوئی مسافر حالت نماز مین اقامت کی نیت کرے خواہ اول نماز مین یا درمیان مین یا اخیر مین
مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے تو اسکو وہ نماز پوری پڑھنا چاہیے اس مین قصر جائز نہین - ہان
اگر نماز کا وقت گزر جائے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہو تو اسکی نیت کا اثر اس نماز مین ظاہر
نہو گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اسکو قصر کرنا اسمین واجب ہوگا ہان بعد اس نماز
کے البتہ اس کو قصر جائز نہ ہوگا- **مثال** (۱) کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی بعد
ایک رکعت پڑھنے کے وقت گزر گیا بعد اس کے اُس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت
اس نماز مین اثر نہ کریگی اور یہ نماز اُسکو قصر سے پڑھنا ہوگی - (۲) کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی
ہوا اور لاحق ہو گیا پھر جب اپنی گئی ہوئی رکعتین ادا کرنے لگا اس نے اقامت کی نیت کرلی
تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اسکو قصر
سے پڑھنا ہوگی - (درمختار وغیرہ)

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونیوالا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا
وغیرہ اور ایسی حالت مین سب مسلمان یا بعض لوگ بھی ملکر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکین اور
سواریون سے اُترنیکی بھی مہلت نہو تو سب لوگون کو چاہیے کہ سواریون پر بیٹھے بیٹھے اشارون سے
تنہا نماز پڑھ لین استقبال قبلہ بھی اسوقت شرط نہین ہان اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر
بیٹھے ہون تو وہ دونون جماعت کرلین اور اگر اسکی بھی مہلت نہو تو معذور ہین اسوقت نماز
نہ پڑھین اطمینان کے بعد اسکی قضا پڑھ لین -[۵]

[۵] نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی ایسی ہی مجبوری کی حالت مین چار وقت کی نماز احزاب کی
لڑائی مین قضا ہوگئی تھی جسکو آپ نے بعد اطمینان کے ادا کیا ۱۲

اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ ملکر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں انکو جماعت نہ چھوڑنا چاہیئے اس قاعدے سے نماز پڑھیں۔ تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ نماز شروع کر دے اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر۔عصر۔مغرب۔عشا بشرطیکہ یہ لوگ مسافر نہوں اور قصر نکریں تو جب امام دو رکعت نماز پڑھکر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگے ورنہ ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے جیسے فجر جمعہ۔عیدین کی نماز یا ظہر۔عصر۔عشا کی نماز قصر کی حالت میں۔ اور دوسرا حصہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے امام کو ان لوگوں کے آنیکا انتظار کرنا چاہیے پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو تنہا سلام پھیر دے اور یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کر لیں اس لئے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قرأت کے ساتھ تمام کرے اس لئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کے لئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہیئے اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائیگی اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر کی اُسیقدر اجازت دی گئی ہے جس کی سخت ضرورت ہو۔ اگر امام تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلے حصے کے ساتھ ایک رکعت

---

۵ یہ قاعدہ نماز پڑھنے کا خلاف قیاس ہے اسمین بہت عمل کثیر کرنا ہوتا ہے قبلے سے بھی انحراف ہوتا ہے۔ مگر چونکہ احادیث میں نیز قرآن مجید میں یہ طریقہ نماز خوف کا وارد ہو گیا ہے اسلئے مشروع رکھا گیا قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ طریقہ جائز ہے انکے نزدیک یہ طریقہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھا آپ کے بعد پھر اس طریقے سے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ بحر العلوم نے ارکان اربعہ میں اسی رائے کو پسند کیا ہے مگر جسقدر دلائل بیان کئے ہیں وہ قابل تسکین نہیں ہیں ایک دلیل انکی یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس طریقہ نماز کو حضرت صلعم کے زمانے کے ساتھ خاص کیا ہے اور انھیں سے خطاب کر کے کہا ہے کہ جب تم کسی لشکر میں ہو اور نماز پڑھاؤ تو یہ طریقہ کرو کسی دوسرے کو اجازت نہیں دی مگر درحقیقت اس آیت سے خصوصیت نہیں ثابت ہو سکتی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جنمیں حضرت سے خطاب کیا گیا ہے اور مراد تعمیم ہے واللہ اعلم ۱۲۔

دوسرے کے ساتھ دو یا تین رکعت پڑھیگا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی)
دوسرے حصے کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھکر چلا جانا اور پہلے حصہ کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصے کا یہین آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھکر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھکر اپنی نماز وہین تمام کرلے تب دشمن کے مقابلے مین جائے جب یہ لوگ وہان پہونچ جائین تو پہلا حصہ اپنی نماز وہین پڑھ لے یہان نہ آوے۔ (درمختار۔ شامی وغیرہ)
یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اسوقت کے لئے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہون مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہون کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھین ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلے مین چلا جائے پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔
اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہان پہونچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگون نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی بعد اسکے یہ خیال غلط نکلا تو ان کو اس نماز کا اعادہ کرلینا چاہیے اس لئے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے وقت خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ شروع کی گئی ہے بے ضرورت شدیدہ اسقدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔
اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اسوقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہین۔ مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کرین یا کسی دنیاوی غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگون کے لئے اس قدر عمل کثیر معاف نہو گا۔
نماز خلاف جہت قبلے کی طرف شروع کر چکے ہون کہ اتنے مین دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہیے کہ فوراً قبلے کی طرف پھر جائین ورنہ نماز نہو گی۔
اگر اطمینان سے قبلے کی طرف نماز پڑھ رہے ہون اور اسی حالت مین دشمن آجائے تو فوراً اُنکو دشمن کی طرف پھر جانا چاہیے اور اسوقت استقبال قبلہ شرط نہ رہیگا۔
اگر کوئی شخص دریا مین پیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اُسکو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشارون سے نماز پڑھ لے۔

یہان تک پنجوقتی نمازون کا اور اُن کے متعلقات کا ذکر تھا - اب چونکہ بحمد اللہ اُس سے فراغت ملی لہذا نماز جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہی اس لئے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام سے ہی اسی لئے عیدین کی نماز سے اسکو مقدم کیا گیا ہی -

نماز جمعے کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی عبادت پسند نہین اور اسیواسطے کسی عبادت کی اسقدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ مین وارد نہین ہوئی اور اسی وجہ سے پروردگار عالم نے اس عبادت کو اپنے اُن غیر متناہی نعمتون کے ادا ئے شکر کے لئے جنکا سلسلہ ابتدائی پیدائش سے آخر وقت تک بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہین ہوتا ہر دن مین پانچ وقت مقرر فرمایا ہی - اور جمعے کے دن چونکہ تمام دنون سے زیادہ نعمتین فائض ہوئی ہین حتی کہ حضرت آدم علیہ السلام جو انسانی نسل کے لئے اصل اول ہین اسی دن پیدا کئے گئے لہذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا اور ہم اوپر جماعت کی حکمتین اور فائدے بھی بیان کر چکے ہین اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہی کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اُسی وقت ممکن ہی کہ جب مختلف محلّون کے لوگ اُس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہہ جمع ہو کر نماز پڑھین اور ہر روز پانچون وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا اِن سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے مین ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس مین مختلف محلّون اور گاؤن کے مسلمان آپسمین جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کرین اور چونکہ جمعے کا دن تمام دنون مین افضل و اشرف تھا لہذا یہ تخصیص اسی دن کے لئے کی گئی -

اگلی امتون کو بھی خدا تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انھون نے اپنی بدنصیبی سے اسمین اختلاف کیا اور اس سرکشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصے مین پڑی - یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ اس دن مین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی -

نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہی چنانچہ اب تک یہ دونوں فرقے اِن دونوں دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام چھوڑکر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دِن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہوجاتی ہی۔

نماز جمعہ کی فرضیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ ہی میں معلوم ہوگئی تھی مگر غلبۂ کفار کے سبب سے اسکے ادا کرنیکا موقع نہ ملتا تھا بعد ہجرت کے مدینۂ منورہ میں تشریف لاتے ہی آپ نے نماز جمعہ شروع کردی آپ کے تشریف لانے سے پہلے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اپنے اجتہاد صائب اور کشف صادق سے نماز جمعہ شروع کردی تھی۔ (فتح الباری)

جمعے کے فضائل

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہی اسی میں حضرت آدمؑ پیدا کئے گئے اور اسی دن وہ جنت میں بھیجے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا۔ (صحیح مسلم)

علما میں اختلاف ہی کہ جمعے کا دن افضل ہی یا عرفے کا یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ جمعے کا دن تمام دنوں سے بہتر ہی جن میں عرفہ بھی داخل ہی۔

(۲) امام احمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ انھوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہی اسلئے کہ اسی شب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا اسقدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار وحساب کوئی نہیں کرسکتا۔ (اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے میں ایک ساعت ایسی ہی کہ اگر کوئی مسلمان اُسوقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

علما مختلف ہیں کہ یہ ساعت جسکا ذکر حدیث میں گزرا کسوقت ہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے

شرح سفر السعادة مین چالیس قول نقل کئے ہین مگر ان سب مین دو قولون کو ترجیح دی ہے ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہو دوسرے یہ کہ وہ ساعت اخیر دن مین ہو اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیرہ نے اختیار کیا ہو۔ اور بہت احادیث صحیحہ اسکی موید ہین۔ شیخ دہلوی فرماتے ہین کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جمعے کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھین کہ جب جمعے کا دن ختم ہونے لگے تو اُن کو خبر دے تاکہ وہ اسوقت ذکر اور دعا مین مشغول ہو جائین۔ (اشعۃ اللمعات)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سب دنون مین جمعے کا دن افضل ہو اسی دن صور[عہ] پھونکا جائیگا اور اسی دن تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کیے جائینگے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے سامنے کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہون گی حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن حرام کر دیا ہے۔ (ابوداود)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شَاهِدٌ سے مراد جمعے کا دن ہو کوئی دن جمعے سے زیادہ بزرگ نہیں اس مین ایک ساعت ایسی ہو کہ کوئی مسلمان اُس مین دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالے قبول فرماتا ہو اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالی اسکو پناہ دیتا ہو۔ (ترمذی)

شَاهِدٌ کا لفظ سورہ بروج مین واقع ہو اللہ تعالی نے اس دن کی قسم کھائی ہو۔ وَالسَّمَاءِ[عہ] ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُودٍ ۵

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کا دن تمام دنون کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہو اور عید الفطر اور عید الضحی سے بھی زیادہ اللہ تعالے کے نزدیک اسکی عظمت ہے۔ (ابن ماجہ)

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعے کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہو اللہ تعالے اسکو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہو۔ (ترمذی)

عہ بعض علما کے نزدیک تین مرتبہ صور پھونکا جائیگا مگر اکثرین کے نزدیک دو مرتبہ ایک مرتبہ سب لوگ مر جائینگے دوسری مرتبہ پھر سب زندہ ہو جائیں گے ۱۲ عہ قسم ہو آسمان کی جس مین برج ہیں اور قسم ہو یوم موعود (قیامت) کی اور قسم ہو شاہد (جمعہ) کی اور شہود (عرفہ) کی۔ ۱۲

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آیہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کی تلاوت فرمائی اُنکے پاس ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا اُس نے کہا کہ اگر ہم پر ایسی آیت اُترتی تو ہم اُس دن کو عید بنا لیتے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدون کے دن اُتری تھی جمعے کا دن اور عرفے کا دن یعنی ہمکو بنانیکی کیا حاجت اُس دن تو خود ہی دو عیدین تھین۔

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتے تھے شب جمعہ کو فرماتے تھے کہ جمعہ کی رات سفید رات ہو اور جمعہ کا دن روشن دن ہو۔ (مشکوۃ)

(۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت مین اور مستحقین دوزخ کو دوزخ مین بھیجدیگا اور یہی دن وہان بھی ہونگے اگرچہ وہان دن رات نہونگے مگر اللہ تعالیٰ اُن کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹون کا شمار تعلیم فرما دیگا پس جب جمعے کا دن آئے گا اور وہ وقت ہو گا جسوقت مسلمان دنیا مین جمعے کی نماز کے لئے نکلتے تھے ایک منادی آواز دیگا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگل مین چلو وہ ایسا جنگل ہو جس کا طول وعرض سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا وہان مشک کے ڈھیر ہون گے آسمان کے برابر بلند انبیا علیہم السلام نور کے منبرون پر بٹھلائے جائین گے اور مومنین یاقوت کی کرسیون پر پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائین گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہان ڈھیر ہو گا اُڑیگا وہ ہوا اُس مشک کو ان کے کپڑون کے اندر لیجائے گی اور منہ مین اور بالون مین لگائے گی وہ ہوا اس مشک کے لگانیکا طریقہ اُس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہو جسکو تمام دنیا کی خوشبوئین دی جائین پھر حق تعالیٰ حاملان عرش کو حکم دیگا کہ عرش کو اُن لوگونکے درمیان مین لیجاکر رکھو پھر اُن لوگون کو خطاب کر کے فرمائے گا کہ اے میرے بندون جو غیب پر ایمان لائے ہو حالانکہ مجھکو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنیکا ہو سب لوگ ایک زبان کہین گے کہ اے پروردگار ہم تجھسے خوش ہین تو بھی ہم سے راضی ہوجا حق تعالیٰ فرمائیگا کہ اے اہل جنت اگر مین تم سے راضی نہوتا تو تمکو اپنی بہشت مین نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہو تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کرین گے کہ اے پروردگار ہمکو اپنی صورت زیبا دکھادے کہ ہم تیری

مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں پس حق سبحانہ پردے اٹھا دیگا اور ان لوگوں پہ ظاہر ہو جائیگا اور اپنے جمال جہاں آرا سے ان لوگوں کو گھیر لیگا اگر اہل جنت کے لئے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بیشک وہ اس نور کی تاب نہ لا سکیں اور جل جائیں پھر ان سے فرمائیگا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ اور ان لوگوں کا حسن وجمال اس جمال حقیقی کے اثر سے دونا ہو گیا ہو گا یہ لوگ اپنی بی بیوں کے پاس آئیں گے نہ بی بیاں ان کو دیکھیں گی نہ یہ بی بیوں کو تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو انکو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائیگا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے ان کی بیبیاں کہیں گی کہ جاتے وقت جیسی صورت تمھاری تھی وہ اب نہیں یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں یہ اس سبب سے کہ حق تعالی نے اپنی ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا دیکھئے جمعے کے دن کتنی بڑی نعمت ملی۔ (شرح سفر السعادۃ)

(۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے مگر جمعے کی برکت سے جمعے کے دن نہیں تیز کیجاتی۔ (احیاء العلوم)

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعے کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانوں اس دن کو اللہ تعالی نے عید مقرر فرمایا ہے پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اس دن لازم کرلو۔ (ابن ماجہ)

جمعے کے آداب

(۱) ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعے کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پنجشنبے کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے اور خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لاکر رکھ لے تاکہ پھر جمعے کے دن ان کاموں میں اسکو مشغول ہونا نہ پڑے۔ بزرگان سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعے کا فائدہ اسکو ملیگا جو اسکا منتظر رہتا ہو اور اسکا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جسکو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتی کہ صبحکو لوگوں سے پوچھے کہ

آج کون دن ہو اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی جا کے رہتے تھے۔ (احیاء العلوم)

(۲) پھر جمعے کے دن بعد نماز فجر کے غسل[1] کرے سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے اگر کوئی شخص فجر کی نماز سے پہلے غسل کرے تو سنت ادا نہ ہوگی۔ اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہو۔

(۳) جمعے کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اسکے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخون وغیرہ بھی کتروائے۔

(۴) جامع مسجد مین بہت سویرے جائے جو شخص جتنے سویرے جائیگا اُسی قدر اسکو ثواب زیادہ ملیگا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن فرشتے دروازے پر کھڑے ہوتے ہین اور سب سے پہلے جو آتا ہے اُس کو پھر اُس کے بعد دوسرے کو اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہین سب سے پہلے جو آیا اُسکو ایسا ثواب ملتا ہو جیسے اللہ کی راہ مین اُونٹ قربانی کرنیوالیکو اُسکے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے مین پھر جیسے مرغ کی قربانی مین پھر جیسے اللہ کی راہ مین کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہو تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہین اور خطبہ سننے مین مشغول ہو جاتے ہین۔ (صحیح بخاری - صحیح مسلم)

اگلے زمانہ مین صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھین تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت ازدحام ہوتا تھا جیسے عید کے دنون مین پھر

[1] ہمارے امام صاحب کے نزدیک یہ غسل سنت موکدہ ہو اور بعض علما اسکے وجوب کے قایل ہین احادیث مین اسکی بہت تاکید آئی ہو مگر چونکہ بعض احادیث مین ترک غسل کی اجازت بھی آگئی ہو اسلئے وہ تاکید وجوب کے حد تک نہ پہنچیگی مگر یہ ضرورت شدیدہ سنت موکدہ کو بھی ترک کرنا گناہ ہو۔ اہل مدینہ جب کسی کو گالی دیتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ تو اس سے بھی زیادہ ناپاک ہو جو جمعے کے دن غسل نکرے۔ (احیاء العلوم) حضرت عثمان ایکدن کسی وجہ سے غسل نکرسکے حضرت فاروق نے خطبہ پڑھنے ہی کی حالت مین اُنکو ٹوکا۔ رضی اللہ عنہما ۱۲

ف صحیح یہ ہو کہ یہ غسل نماز کے لئے سنت ہو جن لوگون پر نماز جمعہ فرض نہین اُن پر غسل بھی مسنون نہین چاہین کرین چاہین نکرین واللہ اعلم۔ (بحر الرائق - شرح وقایہ وغیرہ)

جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگون نے کہا کہ یہ پہلی بدعت ہی جو اسلام مین پیدا ہوئی یہ لکھکر امام غزالی فرماتے ہین کہ کیون نہین شرم آتی مسلمانون کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانون اور گرجا گھرون مین کیسے سویرے جاتے ہین اور طالبان دنیا کتنے سویرے بازارون مین خرید فروخت کے لئے پہنچ جاتے ہین پس طالبان دین کیون پیشقدمی نہین کرتے۔　(احیاء العلوم)

درحقیقت مسلمانون نے اس زمانے مین اس مبارک دن کی قدر بالکل گھٹا دی انکو یہ بھی خبر نہین ہوتی کہ آج کون دن ہی اور اس کا کیا مرتبہ ہی۔ افسوس وہ دن جو کسی زمانے مین مسلمانون کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر تھا اور جو دن اگلی امتون کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانون کے ہاتھ سے اُسکی ایسی ذلّت اور ناقدری ہو رہی ہی خدا کی دی ہوئی نعمت کو اسطرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہی جس کا وبال ہم اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(۵) جمعے کی نماز کے لئے پیادہ پا جانے مین ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہی۔　(ترمذی)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن فجر کی نماز مین سورۂ الم سجدہ اور ہل اتیٰ علی الانسان پڑھتے تھے لہٰذا انھین سورتون کو جمعے کے دن فجر کی نماز مین سنت سمجھکر پڑھا کرے کبھی کبھی ترک بھی کردے تاکہ لوگون کو وجوب کا خیال نہو۔

(۷) جمعے کی نماز مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقین یا سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔

(۸) جمعے کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورۂ کہف پڑھنے مین بہت ثواب ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن جو کوئی سورۂ کہف پڑھے اسکے لئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے مین اس کے کام آئے گا اور اس جمعے سے پچھلے جمعے تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائین گے۔　(شرح سفر السعادۃ)

علما نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہ صغیرہ مراد ہیں اس لئے کہ کبیرہ بے توبہ کئے نہیں معاف ہوتے واللہ اعلم وہو ارحم الراحمین۔

(۹) جمعے کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اسی لئے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعے کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

اسکے علاوہ ہر عبادت کا ثواب جمعے کے دن زیادہ ملتا ہے۔

نماز جمعے کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے منکر اسکا کافر اور بے عذر اسکا تارک فاسق ہے۔

(۱) قولہ تعالیٰ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

جب نماز جمعہ کے لئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے بعد اسکے اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اسکے بعد نماز کے لئے چلے اور جب مسجد میں آئے تو کسی آدمی کو اسکی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جسقدر نوافل اس کی قسمت میں ہوں پڑھے پھر جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گزشتہ جمعے سے اسوقت تک کے گناہ اس شخص کے معاف ہو جائیں گے۔ (صحیح بخاری)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعے کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اسکو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب ملیگا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا۔ (ترمذی)

(۴) ابن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدائیتعالی انکے دلوں پر مہر کردیگا پھر وہ سخت غفلت مین پڑ جائینگے۔ (صحیح مسلم)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کردیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالی مہر کردیتا ہے (ترمذی) اور ایک روایت مین ہے کہ خداوندعالم اس سے بیزار ہوجاتا ہی۔

(۶) طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہی مگر چار پر غلام عورت لڑکا بیمار۔ (ابوداؤد)

(۷) ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جمعہ کے حق مین فرمایا کہ میرا مصمم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہہ امام کرون اور خود ان لوگون کے گھرون کو جلادون جو نماز جمعہ مین حاضر نہین ہوتے۔ (صحیح مسلم)

اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق مین وارد ہوئی ہی جسکو ہم اوپر لکھ چکے ہین۔

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعے کی نماز ترک کردیتا ہے وہ منافق لکھدیا جاتا ہے ایسی کتاب مین کہ جو تغیر وتبدل سے بالکل محفوظ ہی (مشکوۃ) یعنی اسکے نفاق کا حکم ہمیشہ رہیگا ہان اگر توبہ کرلے یا ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاملہ فرمائے تو وہ دوسری بات ہی۔

(۹) جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جو شخص اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسکو جمعے کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہی مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت مین مشغول ہوجائے تو خداوندعالم بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز اور محمود ہی۔ (مشکوۃ)

یعنی اسکو کسی کی عبادت کی پروا نہین نہ اسکا کچھ فائدہ ہی اسکی ذات بہمہ صفت موصوف ہی کوئی اسکی حمد وثنا کرے یا نہ کرے۔

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ انھون نے فرمایا جس شخص نے پے در پے کئی جمعے ترک کر دیے پس اُس نے اسلام کو پس پشت ڈالدیا۔ (اشعۃ اللمعات)

(۱۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مرگیا اور وہ جمعے اور جماعت مین شریک نہ ہوتا تھا اسکے حق مین آپ کیا فرماتے ہین انھون نے جواب دیا کہ وہ دوزخ مین ہو پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر اُن سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے۔ (احیاء العلوم)

اِن احادیث سے سرسری نظر کرنے سے بھی بخوبی نکل سکتا ہو کہ نماز جمعے کی سخت تاکید شریعت مین ہو اور اسکے تارک پر سخت سخت وعیدین وارد ہوئی ہین۔ کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعوی اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے پر جرأت کرسکتا ہو۔

نماز جمعے کے واجب ہونیکی شرطین

(۱) مقیم ہونا۔ مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

(۲) صحیح ہونا مریض پر نماز جمعہ واجب نہین۔ جو مرض جامع مسجد تک پیادہ پا جانے سے مانع ہو اسی مرض کا اعتبار ہے بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہوگیا ہو کہ مسجد تک نہ جاسکے یا نابینا ہو یہ سب لوگ مریض سمجھے جاینگے اور نماز جمعہ انپر واجب نہوگی

(۳) آزاد ہونا غلام پر نماز جمعہ واجب نہین۔

(۴) مرد ہونا عورت پر نماز جمعہ واجب نہین۔

(۵) جماعت کے ترک کرنیکے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہین اُن سے خالی ہونا۔ اگر اُن عذرون مین سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہوگی۔ **مثال** (۱) پانی بہت زور سے برستا ہو۔ (۲) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو (۳) مسجد جانے مین کسی دشمن کا خوف ہو۔

(۶) اور نمازون کے واجب ہونیکی جو شرطین اوپر ہم ذکر کر چکے ہین وہ بھی اس مین معتبر ہین یعنی عاقل ہونا بالغ ہونا مسلمان ہونا۔

یہ شرطین جو بیان ہوئین نماز جمعے کے واجب ہونیکی تھین۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے

ان شرطون کے نماز جمعہ پڑھے تو اُس کی نماز ہو جائیگی یعنی ظہر کا فرض اسکے ذمے سے اتر جائیگا مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت نماز جمعہ پڑھے۔

نماز جمعہ کے صحیح ہونیکی شرطین

(۱) مصر۔ گاؤن یا جنگل مین نماز جمعہ درست نہین۔ ہان اگر کوئی گاؤن شہر سے اسقدر قریب ہو کہ وہان سے نماز جمعہ پڑھنے کے لئے اگر کوئی شخص آئے تو دن ہی دن مین اپنے گھر واپس جاسکے تو ایسا مقام بھی مصر کے حکم مین ہو اور وہان کے لوگون پر بھی نماز جمعہ فرض ہو۔ (شرح سفر السعادۃ)

مصر[عـ۵]۔ فقہا کی اصطلاح مین اس مقام کو کہتے ہین جہان ایسے مسلمان جن پر نماز جمعہ واجب ہے

عـ۵ یہ مذہب حنفیہ کا ہو امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ایسا مقام شرط ہو جہان چالیس مرد آزاد مکلف رہتے ہون امام مالک کے نزدیک وہ جگہ شرط ہو جہان ملی ہوئی بستی اور مسجد اور بازار ہو خلاصہ یہ کہ باتفاق جمیع علمائے امت اجماع مجتہدین ملت آیت فرضیت جمعہ مکان کے بارے مین مطلق نہین بلکہ ضرور کوئی نہ کوئی خاص مکان مراد ہو اور چونکہ حضرت علی مرتضیٰ سے مصنف عبد الرزاق وغیرہ مین بسند صحیح مروی ہو کہ انھون نے فرمایا جمعہ اور تشریق صحیح نہین مگر مصر جامع مین اسلئے حنفیہ نے مصر کی شرط کی۔ اور صحابہ سے منقول نہین کہ انھون نے کسی گاؤن یا جنگل مین نماز جمعہ پڑھی ہو (فتح القدیر) حضرت علی کی اس حدیث پر اگرچہ بعض محدثین نے جرح کی ہو مگر وہ قابل اعتبار نہین بعض سندین اسکی بالکل صحیح ہین علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ جوزی نے کہا کہ حدیث علی کا ضعف متفق علیہ ہو پس شاید وہ مطلع نہین ہوئے اس سند پر جسکو ابن ابی شیبہ لائے ہین اور اس سند مین جریر منصور سے راوی ہین اسلئے کہ وہ سند صحیح ہو اگر یہ سندین انکو معلوم ہو جاتین تو ایسا نہ کہتے۔ بعض لوگون نے اس آیت کو مطلق قرار دیا ہو انکے نزدیک ہر جگہ نماز جمعہ درست ہے گاؤن ہو یا شہر اور بخاری کی اس حدیث سے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ سب سے پہلا جمعہ جو مسجد نبوی کے بعد قائم ہوا جواثی مین تھا جو ایک قریہ ہو بحرین کا اسوجہ سے استدلال نہین ہو سکتا کہ قریہ کا اطلاق شہر پر بھی آیا ہو خود قرآن مجید مین جا بجا یہ استعمال واقع ہو سورۂ یوسف مین مصر جیسے شہر کو اور سورۂ یٰسین مین انطاکیہ شہر کو قریہ لکھا ہو واللہ اعلم ۱۲۔

عـ۶ مصر کی تعریف مین فقہا کے اقوال مختلف ہین بعض نے یہ تعریف کی ہو کہ جہان حاکم اور قاضی رہتا ہو جو حدود و شرعیہ جاری کرے بعض نے یہ تعریف کی ہو کہ جہان دس ہزار آدمی رہتے ہون۔ بعض نے یہ کہ جہان ہر پیشے والا اپنے پیشے کو چلا سکے۔ بعض نے یہ کہ جہان اسقدر لوگ رہتے ہون کہ اگر کوئی دشمن انسے مقابلہ کرے تو وہ اُسکے دفع پر قادر ہون بعض نے یہ کہ جہان ہر روز کوئی نہ کوئی قوت پیدا نئی ہوتی ہو مگر اکثر فقہا کے نزدیک مختار اور تمام متاخرین کا منتہی یہی قول ہو جو ہم نے لکھا ۱۲

(بحر الرائق۔ خزانۃ المفتین۔ فتاوی شامیہ)

اس قدر ہوتی کہ اگر سب ملکر وہان کی کسی بڑی مسجد مین جمع ہونا چاہین تو اُس مسجد مین اُن سب کی گنجایش نہو اس مسجد سے مراد جمعہ مسجد نہین ہو بلکہ پنجوقتی نماز کی مسجد مراد ہو۔
جس مقام مین یہ تعریف صادق ہو وہ مصر ہی اور جہان نہ صادق ہو وہ قریہ ہو (خزانۃ المفتین بحرالرائق۔ مختصر وقایہ وغیرہ)

(۳) دارالاسلام۔ دارالحرب مین نماز جمعہ درست نہین۔ دارالاسلام وہ مقام ہو جہان کا بادشاہ مسلمان ہو یا وہان احکام اسلام جاری ہون اور کافرون کی طرف سے کوئی مزاحمت احکام شرعیہ مین نہوتی ہو اور اہل اسلام وہان بامن وامان بلا اجازت کفار کے رہ سکتے ہون جہان یہ باتین نہون وہ دارالحرب ہی۔
جو مقام کسی زمانے مین دارالاسلام تھا اُسکے دارالحرب ہونے مین تین شرطین ہین۔ (۱) اسمین کفر کے احکام علانیہ جاری ہونے لگین۔ (۲) دارالحرب سے متصل ہو اُس کے اور دارالحرب کے درمیان مین کوئی دوسرا شہر نہ ہو۔ (۳) کوئی مسلمان اُس مین بغیر امان کفار نہ رہ سکے۔ (خزانۃ المفتین)

(۴) بادشاہ[عہ] اسلام یا اسکی طرف سے کسی شخص کا موجود ہونا۔ ہان جن مقامات مین کفار کا

عہ ہندوستان کو بعض لوگ دارالحرب سمجھتے ہین حالانکہ دارالحرب کی تعریف اسپر کسی طرح صادق نہین آتی مولانا عبدالحی صاحب مرحوم کے فتاوے مین کئی فتوی اس مسئلے کی تحقیق و تفصیل مین موجود ہین جسمین اُنھون نے فقہا کی عبارتین اس مضمون کی نقل کی ہین کہ جو شہر آجکل کفار کے قبضے مین ہین وہ دارالاسلام ہین اس لئے کہ وہان احکام اسلام جاری ہین اور کفار کیطرف سے مزاحمت نہین ہوتی واللہ اعلم ۱۲ منہ عہ یہ شرط اس مصلحت سے لگئی ہو کہ نماز جمعہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہو جسمین ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہین اور فتنہ و فساد کا بھی خوف ہوتا ہو لہذا اگر کوئی شخص بادشاہ کی طرف سے موجود ہوگا تو اسکا انسداد ہو سکیگا اور انتظام درست رہیگا اسیوجہ سے بعض فقہا نے لکھا ہو کہ بادشاہ کا مسلمان ہونا بھی شرط نہین بعض محققین نے اس شرط کی مخالفت کی ہو کہ یہ شرط صرف احتیاطی عقلی ہو نہ یہ کہ بے اسکے شرعاً نماز نہ صحیح ہو۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے [illegible] مین بھی لکھا ہو بعض نے یہ دلیل بھی پیش کی ہو کہ جس زمانے مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باغیون کے خوف سے خانہ نشین تھے جمعے کی نماز بے انکی اجازت اور موجودگی کی پڑھی گئی اور اگر نماز جمعے کے صحیح ہونیکے لئے بادشاہ کی اجازت وغیرہ شرط ہوتی تو وہ لوگ جو اعلم تھے کیون خلاف کرتے۔ مگر یہ واقعہ دلیل نہین ہو سکتا حالت عذر و مجبوری مین ہمارے فقہا نے بھی اس شرط کو ساقط کر دیا ہو واللہ اعلم ۱۲

قبضہ ہوا اور وہان کے قاضی اور حاکم سب کافر ہون وہان یہ شرط نہین مثلاً ہمارے زمانے مین ہندوستان کا بھی حال ہو لہذا یہان کے لئے یہ شرط نہین مسلمان خود ہی جمع ہوکر نماز پڑھ لین درست ہو۔ (ردالمحتار)

(۴) ظہر کا وقت۔ وقت ظہر سے پہلے اور اُسکے بعد نماز جمعہ درست نہین حتیٰ کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی حالت مین وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہوجائیگی اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کے ہوچکا ہو اور اسی وجہ سے نماز جمعہ کی قضا نہین پڑھی جاتی۔

(۵) خطبہ۔ یعنی لوگون کے سامنے اللہ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ کہدیا جائے اگرچہ صرف اسیقدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہو۔ (درمختار وغیرہ)

(۶) خطبے کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۷) خطبے کا وقت ظہر کے اندر ہونا وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

(۸) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیون کا شروع خطبے سے نماز ختم ہونے تک موجود رہنا گو وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہون اور نماز کے وقت اور مگر یہ تین آدمی ایسے ہون جو امامت کرسکین اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہون تو نماز نہوگی (بحرالرائق۔ بزازیہ۔ ردالمحتار)

اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائین اور تین آدمیون سے کم باقی رہجائین یا کوئی نہ رہجائے تو نماز فاسد ہوجائےگی ہان اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائین تو پھر کچھ حرج نہین۔ (درمختار وغیرہ)

(۹) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعہ کا پڑھنا۔ کسی خاص مقام مین چھپکر نماز جمعہ پڑھنا درست نہین اگر کسی ایسے مقام مین نماز جمعہ پڑھی جائے جہان عام لوگون کو آنیکی اجازت نہو یا جامع مسجد کے دروازے بند کرلئے جائین تو نماز نہ ہوگی۔

عہ بعض لوگون نے جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی جائز رکھی ہو حالانکہ کسی حدیث سے ثابت نہین بخاری اور مسلم کی حدیثون مین صاف صاف موجود ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کی نماز زوال کے بعد پڑھا کرتے تھے واللہ اعلم ۱۲۔

یہ شرائط جو بیان ہوئے نماز کے صحیح ہونے کے تھے اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اُسکی نماز نہ ہوگی یعنی ظہر کا فرض اسکے ذمے سے نہ اُترے گا نماز ظہر پھر اُسکو پڑھنا ہوگی اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہذا ایسی حالت مین نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (رد المحتار)

خطبے کے مسائل

جب سب لوگ جماعت مین آجائین تو امام کو چاہئیے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اسکے سامنے کھڑے ہوکر اذان کہے بعد اذان کے فوراً امام کھڑے ہوکر خطبہ شروع کرے۔

خطبہ پڑھنے والے کا بالغ ہونا شرط نہین اگر کوئی نابالغ لڑکا خطبہ پڑھ دے تب بھی جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

خطبے مین اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا فرض ہے اگر نکیا جائے تو وہ خطبہ معتبر نہوگا اور نماز جمعہ کی شرط ادا نہ ہوگی۔ یا اگر صرف الحمد للہ یا سبحان اللہ کہہ لیا جائے مگر نہ خطبے کی نیت سے تب بھی خطبہ ادا نہ ہوگا۔

خطبے مین بارہ چیزین مسنون ہین (۱) خطبہ پڑھنے کی حالت مین خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا (۲) دو خطبے پڑھنا (۳) دونون خطبون کے درمیان مین اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکین (۴) دونون حدثون سے طہارت کی حالت مین خطبہ پڑھنا (۵) خطبے پڑھنے کی حالت مین مُنہ لوگون کی طرف رکھنا۔ (۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل مین اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا (۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سُن سکین (۸) خطبے مین ان آٹھ قسم کے مضامین ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اسکی تعریف۔ خداوند عالم کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رسالت کی شہادت۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔ وعظ و نصیحت۔ قرآن مجید کی آیتون یا کسی سورت کا پڑھنا۔ دوسرے خطبے مین پھر ان سب چیزون کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبے مین بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانون کے لئے دعا کرنا۔ (۹) خطبے کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔ (۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھکر کھڑا ہونا ہاتھ کا

ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانے مین عادت ہے منقول نہین - (۱۱) دونون خطبون کا عربی زبان مین ہونا - کسی اور زبان مین خطبہ پڑھنا یا اسکے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانے مین بعض عوام کا دستور ہے خلاف سنت موکدہ اور مکروہ تحریمی ہے - (۱۲) خطبہ سننے والون کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا -

دوسرے خطبے مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہم کے لئے دعا کرنا مستحب ہے - پادشاہ وقت کے لئے بھی دعا کرنا جائز ہے مگر اُسکی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے - (بحر الرائق - درمختار وغیرہ)

جب امام خطبے کے لئے اُٹھ کھڑا ہو اسوقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس مین بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہان قضا نماز کا پڑھنا اسوقت بھی جائز بلکہ واجب ہے پھر جبتک امام خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزین ممنوع ہین -

جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اسکا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہون یا دور اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے مین مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا بات چیت کرنا ملنا پھرنا سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز مین ممنوع ہے ویسا ہی اسوقت بھی ممنوع ہے ہان خطیب کو جائز ہے[عہ] کہ خطبہ پڑھنے کی حالت مین کسیکو شرعی مسئلہ بتا دے اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور خطبہ شروع ہو جائے تو جماعت حاصل کرنیکے طریقے پر عمل کرے - (خزانۃ المفتین)

عہ باوجودیکہ صدہا بلاد عجم صحابہ کے زمانہ مین فتح ہو گئے تھے اور وہان کے لوگ عربی سے بالکل واقف نہ تھے مگر صحابہ نے انکے لئے خطبہ انکی زبانین نہین بدلا اور عربی زبان مین پڑھا کئے مصنف شرح موطا مین ہے کہ جب ہمنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے خلفاء رضی اللہ عنہم اور انکے تابعین وغیرہ کے خطبونکو دیکھا تو اسمین چند چیزین معلوم ہوئین اللہ تعالیٰ کی حمد اور درود بھیجنا اور رسالت کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مسلمانونکو تقوی کی نصیحت قرآن مجید کے کسی آیت کی تلاوت مسلمانونکے لئے دعا اور خطبے کا عربی ہونا بسبب التزام مسلمانونکے مشرق سے مغرب تک اس عربی خطبے پر باوجودیکہ اکثر ملکون مین حاضرین عجمی ہوتے تھے فقہا اور محققین فقہا جو لکھتے ہین کہ خطبہ فارسی زبان مین جائز ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ نماز جمعے کی شرط ادا ہو جائیگی نہ یہ کہ بالکل خالی از کراہت ہے زیادہ تفصیل اس مسئلے کی مولانا شیخ عبد الحی لکھنوی کے رسالہ آکام النفائس مین موجود ہے واللہ اعلم ۱۲

عہ مگر یہ ضروری ہے کہ اگر کچھ کہے تو عربی زبان مین کہے اور زبان مین کہے گا تو مکروہ ہوگا ۱۲ -

دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہی ہاں بے ہاتھ اُٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب سے منقول نہیں۔

رمضان کے آخیر جمعے کے خطبے میں وداع وفراق رمضان کے مضامین پڑھنا اگرچہ جائز ہی لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہی لہذا اسپر مداومت کرنا جس سے عوام کو اسکے سنت ہونیکا خیال پیدا ہونہ چاہئے۔

ہمارے زمانے میں اس خطبے پر ایسا التزام ہو رہا ہی کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہی اور اس خطبے کے سننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہی۔ (ردع الاخوان)

خطبے کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھکر پڑھنا جائز ہی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اگر خطبے میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعے کے دن

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اس غرض سے نہیں نقل کرتے کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کرلیں بلکہ روش اور طریقہ معلوم ہونے کے لئے ہاں کبھی کبھی بغرض تبرک واتباع اسکے مقدس الفاظ بھی خطبے میں شامل کرلئے جایا کریں تو مناسب ہی۔ بہتر یہی ہی کہ ہر مرتبہ نیا خطبہ پڑھا جائے اور لوگوں کو جن مسائل کی زیادہ ضرورت ہو خطبے میں بیان کئے جایا کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ من اولہ الی آخرہ ابھی تک کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گزرا ہاں کچھ ٹکڑے خطبے کے لوگوں نے نقل کئے ہیں۔

عہ بعض لوگ اس زمانے میں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور طرفہ یہ کہ اسکو مسنون سمجھتے ہیں۔ ہاں چونکہ بعض لوگ اسطرف گئے ہیں کہ جمعے کی وہ ساعت جسمیں دعا قبول ہوتی ہی اسیوقت ہی اسلئے اگر آہستہ اپنے دل میں دعا مانگ لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہاتھ اُٹھا کر نہ چاہئے احادیث میں صاف تصریح موجود ہی کہ حضرت اُس وقت کچھ کلام نہ کرتے تھے نہ دعا نہ غیر دعا شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ نے شرح سفر السعادۃ وغیرہ میں اس مسئلے کو صاف لکھدیا ہی واللہ اعلم ۱۲

عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے اسوقت آپ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلالؓ اذان کہتے جب اذان ختم ہو جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرما دیتے جب تک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی اُس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے بعد منبر بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہیں۔ دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نکرتے نہ دعا مانگتے جب دوسرے خطبے سے آپ کو فراغت ہوتی حضرت بلالؓ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے خطبہ پڑھتے وقت حضرت کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور مبارک آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں مسلم میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عنقریب آنے چاہتا ہو اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے کہ بُعِثْتُ انَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ اور بیچ کی اُنگلی اور شہادت کی اُنگلی کو

عہ بقول صحیح ۸ ہجری میں منبر بنایا گیا منبر بنانے کا قصہ یہ ہے کہ مدینہ میں ایک انصاریہ تھیں جنکا غلام نجار تھا انکے پاس حضرت کا ارشاد پہنچا کہ بہتر ہوتا اگر تم اپنے غلام سے میرے لئے ایک منبر بنوا دیتیں حسب الارشاد انہوں نے ایک منبر گز کی لکڑی سے جس میں تین سیڑھیاں تھیں فوراً مسجد شریف میں بھیجدیا جس مقام پر اب منبر شریف ہو وہیں وہ مقدس منبر رکھدیا گیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے وہ ستون جس سے پہلے آپ تکیہ لگا لیتے تھے حضرت کے فراق صحبت سے فریاد کرنے لگا اور ایسی آواز سے رویا کہ جیسے اونٹنی بولتی ہے بخاری کی روایت میں ہے کہ جیسے روتا ہوا لڑکا چپ کیا جائے تمام صحابہ اسکے حال سے رونے لگے حضرت منبر سے اُتر پڑے اور اس ستون کو اپنے سینے سے لگا لیا یہانتک کہ اسکا رونا موقوف ہو گیا یہ روایت بہت صحیح اور مشہور ہے بعض نے لکھا ہے کہ متواتر ہے۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس مقدس منبر کو اپنے زمانہ خلافت میں شام لیجانا چاہا مگر جیسے ہی وہ منبر اپنی جگہ سے اُٹھایا گیا آفتاب میں سخت گرہن پڑ گیا کہ ستارے نظر آنے لگے اس حال کو دیکھکر وہ اپنے ارادے سے باز رہے۔ ۶۵۴ھ ہجری میں جب مسجد شریف میں آگ لگی تھی وہ منبر جل گیا ۱۲ (شرح سفر السعادۃ)

عہ میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہوں جیسے یہ دو انگلیاں ۱۲۔

ملا دیتے تھے اور بعد اسکے فرماتے تھے اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِاَھْلِہٖ وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَعَلَیَّ۔ عـہ

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے یَا اَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَصِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ بِکَثْرَةِ ذِکْرِکُمْ لَهٗ وَکَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَةَ مَکْتُوْبَةً فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِیْ ھٰذَا فِیْ عَامِیْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ وَجَدَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا فَمَنْ تَرَکَھَا فِیْ حَیَاتِیْ اَوْ بَعْدِیْ جُحُوْدًا بِھَا وَاسْتِخْفَافًا بِھَا وَلَهٗ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَکَ لَهٗ فِیْ اَمْرِہٖ اَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَهٗ اَلَا وَلَا زَکٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا حَجَّ لَهٗ اَلَا وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰی یَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَاَةٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اَعْرَابِیٌّ مُھَاجِرًا اَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ یَقْھَرَهٗ بِسُلْطَانٍ یَخَافُ سَیْفَهٗ وَسَوْطَهٗ (ابن ماجہ)

عـہ لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے پس سب کلاموں سے بہتر خدا کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں ہر بدعت دوزخ میں ہے میں ہر مومن کا اس کی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں جو شخص کچھ مال چھوڑے تو اسکے اعزا کا ہے اور اگر کچھ قرض چھوڑے یا کچھ اہل عیال تو وہ میرے ذمے ہیں ۱۲

عـہ اے لوگوں توبہ کرو موت آنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک کام کرنے میں اور پورا کرو اس عہد کو جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے اسکے ذکر کی کثرت اور صدقہ دینے سے ظاہر اور باطن میں اسکا ثواب پاؤگے اور اللہ کے نزدیک تعریف کئے جاؤگے اور رزق پاؤگے اور جان لو کہ اللہ نے تمہارے اوپر جمعے کی نماز فرض کی ہے میرے اس مقام میں اسی شہر میں اسی سال میں قیامت تک بشرط امکان جو شخص اسکو ترک کرے میری زندگی میں یا میرے بعد اس کی فرضیت کا انکار کرکے یا سہل انگاری سے بشرطیکہ اس کا کوئی بادشاہ ہو ظالم یا عادل تو اللہ اسکی پریشانیوں کو نہ دور کرے نہ اس کے کسی کام میں برکت دے سنو جی نہ اس کی نماز قبول ہوگی نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی نیکی یہاں تک کہ توبہ کرے گا تو اللہ اس کی توبہ کو قبول کریگا۔ سنو جی نہ امامت کرے کوئی عورت کسی مرد کی نہ کوئی اعرابی یعنی جاہل کسی مہاجر یعنی عالم کی نہ کوئی فاسق کسی صالح کی مگر یہ کہ کوئی بادشاہ جبرًا ایسا کرائے جسکی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو ۱۲

کبھی بعد حمد و صلوۃ کے یہ خطبہ پڑھتے[1] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا (ابوداود وغیرہ)

حضرت سورۂ ق[2] خطبہ میں اکثر پڑھا کرتے تھے حتی کہ میں نے سورۂ ق حضرت ہی سے سنکر یاد کی ہو جب آپ منبر پر اسکو پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

اور کبھی سورۂ والعصر اور کبھی لَا يَسْتَوِيْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ[3]۔ اور کبھی وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مَّاكِثُوْنَ[4] (بحرالرائق)

نماز کے مسائل

یہ بہتر ہو کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہو۔ (درمختار وغیرہ)

---

[1] اسی خطبہ کی نسبت صاحب بحرالرائق نے لکھا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خطبہ تھا ۱۲ ع سنہ اللہ تعالی کا شکر ہو ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اللہ اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جسکو اللہ ہدایت کرے اسکو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسکو وہ گمراہ کرے اسکو کوئی ہدایت نہیں کرسکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں وہ ایک ہو اسکا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اسکے بندے اور پیغمبر ہیں ان کو اللہ نے سچی باتوں کی بشارت اور انکے ڈرانے کیلئے قیامت کے قریب بھیجا ہو جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کریگا وہ ہدایت پائیگا اور جو نافرمانی کریگا وہ اپنا ہی نقصان کریگا اللہ کا کچھہ نقصان نہیں ۱۲ [2] اسکا ذکر اس مقام میں صرف عادۃً فرمادیا ہو ورنہ جمعے کی نماز تو مکے ہی میں فرض ہو چکی تھی ۱۲ - [3] اعرابی چونکہ اکثر جاہل اور مہاجرین عالم تھے اسلئے اعرابی سے جاہل اور مہاجر سے عالم مراد لیا گیا ۱۲ -

[3] دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے جنت والے اپنی مرادوں کو پہنچیں گے ۱۲ [4] دوزخ والے کہیں گے کہ اے مالک (داروغہ دوزخ) اب تیرا رب اس عذاب کو ختم کرے وہ کہے گا تم ہمیشہ یہیں رہو گے ۱۲ -

اگر کوئی دوسرا شخص امام بنایا جائے تو وہ ایسا شخص ہو جس نے خطبہ سنا ہو اگر کوئی شخص ایسا امام بنایا جائے جس نے خطبہ نہین سنا تو نماز نہو گی اور اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنائے تب بھی جائز نہین ہان بعد نماز شروع کر دینے کے اگر امام کو حدث ہو جائے اور وہ اُسوقت کسی کو امام بنائے تو اسمین یہ شرط نہین جس نے خطبہ نہین سنا اسکا امام بنانا بھی درست ہے۔ خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہکر نماز شروع کر دینا مسنون ہے۔ خطبے اور نماز کے درمیان مین کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کے بعد خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے ہان کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ ہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبے کے معلوم ہو کہ اُسکو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہین نہ خطبے کے اعادے کی ضرورت۔ (درمختار۔ خزانۃ المفتین)

نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْفَرْضِ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ مین نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھون۔

بہتر ہے کہ[عـــہ] جمعے کی نماز ایک مقام مین ایک ہی مسجد مین سب لوگ جمع ہو کر پڑھین اگرچہ ایک مقام کی متعدد مسجدون مین بھی نماز جمعہ جائز ہے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

اگر کوئی مسبوق قعدۂ اخیرہ مین التحیات پڑھتے وقت یا سجدۂ سہو کے بعد آکر ملے تو اُس کی شرکت صحیح[عـــہ] ہو جائیگی اور اسکو جمعے کی نماز تمام کرنا چاہئے یعنی دو رکعت پڑھنے سے ظہر کی نماز اُسکے ذمے سے اُتر جائیگی۔ (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ)

جب کسی مقام پر جمعے کے صحیح ہونیکی کسی شرط مین شک پڑ جائے مثلاً مصر ہونے مین یا جیسا بعض[عـــہ] علما کے نزدیک نماز جمعہ ایک مقام کی ایک ہی مسجد مین ہونا چاہئے تو ایسی حالت مین

عـــہ بعض علما کے نزدیک جمعے کی نماز ایک مقام کی متعدد مساجد مین جائز نہین مگر یہ قول مختار اور مفتی بہ نہین ہے ۱۲۔ (بحرالرائق) عـــہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر دوسری رکعت کا اکثر حصہ ملجائے تو شرکت صحیح ہو گی اور اسکو جمعہ کی نماز تمام کرنا ہو گی ورنہ اسے امام کے سلام کے بعد ظہر کی نماز تمام کرنا چاہیے مثلاً ایک رکعت امام کے ساتھ ملی ہو تو بعد امام کے سلام کے تین رکعت اور پڑھے مگر فتوی اس قول پر نہین نہ اسکی کوئی قوی دلیل ہے۔ (بحرالرائق) عـــہ جب شہر مرو مین دو جمعے ہونے لگے تو وہان کے علما نے احتیاطاً چار رکعت ظہر احتیاطی پڑھنے کا حکم لوگون کو دیدیا۔ (قنیہ)

وہان کے لوگون کو بہتر یہ ہی کہ بعد جمعے کے فرض اور سنت پڑھ چکنے کے چار رکعت بنیت ظہر احتیاطاً پڑھ لیا کرین اور اسکی نیت یون کرین نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اٰخِرَ ظُہْرٍ اَدْرَکْتُ وَقْتَہٗ وَلَمْ اُصَلِّہٖ بَعْدُ۔ مین نے ارادہ کیا کہ وہ اخیری ظہر جس کا وقت مجھے ملا اور ابتک اسکو مین نے نہین پڑھا ادا کرون اور اس نماز کی چارون رکعتون مین سورہ فاتحہ کے بعد دوسری نماز کا پڑھنا ضروری ہی اس نماز کو کچھ ضروری نہ سمجھے اور نہ یہ خیال کرے کہ جمعے کی نماز ہوئی نہین۔ کسی زمانے مین اس نماز نے جاہلون کو اس خیال مین ڈالدیا تھا کہ جمعے کی نماز فرض ہی نہین اسی سبب سے صاحب بحرالرائق لکھتے ہین کہ مین نے کئی مرتبہ فتوی دیا کہ یہ نماز نہ پڑھی جائے تاکہ جاہلون کا اعتقاد نہ خراب ہونے پائے

عیدین کی نماز کا بیان

شوال مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہین اور ذیحجہ کی دسوین تاریخ کو عید اضحی۔ یہ دونون دن اسلام مین عید اور خوشی کے دن ہین ان دونون دنون مین دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہی۔

جمعے کی نماز کے صحت و وجوب کے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہین وہی سب عیدین کی نماز مین بھی ہین۔ سوا خطبے کے جمعے کی نماز مین خطبہ شرط ہی عیدین کی نماز مین شرط نہین جمعے کا خطبہ فرض ہو عیدین کا خطبہ سنت ہی مگر عیدین کے خطبے کا سننا بھی مثل جمعے کے خطبے کے واجب ہی۔ جمعے کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا ضروری ہی اور عیدین کا نماز کے بعد مسنون ہی۔

عید الفطر کے دن بارہ چیزین مسنون ہین اپنی آرایش کرنا ۱ غسل کرنا ۲ مسواک کرنا ۳ عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہون پہننا ۴ خوشبو لگانا ۵ صبح کو بہت سویرے اٹھنا ۶ عیدگاہ مین بہت

ف عید الفطر کی نماز سنہ ۲ ہجری مین شروع ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ اہل مدینہ نے دو دن سال بھر مین مقرر کرلئے تھے کہ جنمین خوشی کیا کرتے تھے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرماکر وہان تشریف لائے تو پوچھا کہ یہ دن کیسے ہین لوگون نے جواب دیا کہ ہم اسلام سے پہلے دونون دنون مین خوشی کیا کرتے تھے تب آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو انکے عوض مین اس سے بہتر دوسرے دو دن دیئے ہین عید الفطر کا دن اور عید اضحے کا (بحرالرائق)

سویرے جانا قبل عید گاہ جانیکے صدقۂ فطر دیدینا قبل عید گاہ جانیکے کوئی شیرین چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا نماز عید[عہ] گاہ مین جاکر پڑھنا جس راستے سے جائے اُسکے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا پیادہ پا جانا[سہ] اور راستے مین اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔

عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوۃِ عِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ وَاجِبَۃٍ مین نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیرون کے ساتھ پڑھون یہ نیت کرکے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللہم پڑھکر تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونون کانون تک ہاتھ اُٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکادے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھکر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت[للعہ] پڑھکر حسب دستور رکوع سجدے کرکے کھڑا ہو اور اس دوسری رکعت مین پہلے سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت پڑھ لے اسکے بعد تین تکبیرین اسی طرح کہے لیکن یہان تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے[صہ] بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہکر رکوع مین جائے۔ (مجالس الابرار)

بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہوکر پڑھے اور دونون خطبون کے درمیان مین اتنی ہی

عہ صاحب بحر الرائق لکھتے ہین کہ ہمارے زمانے مین جو دستور چھوہارے اور دودھ کو ملاکر کھانیکا اسکی کوئی اصل نہین مقصود یہ کہ اسکو مسنون نہ سمجھنا چاہئے علی ہذا ہمارے زمانے مین ہندوستان مین سوئیان اور دودھ کھانیکی رسم ہے یہ بھی محض بے اصل اور رواجی امر ہے اسکو بھی مسنون نہ سمجھنا چاہئے عہ ہمارے زمانے مین اکثر لوگ عید کی نماز شہر کی مسجد وغیرہ مین پڑھ لیتے ہین عید گاہ نہین جاتے حالانکہ عید گاہ جانا سنت موکدہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مقدس مسجد با وجودیکہ انتہا شرف و فضیلت کے عیدین کے دن چھوڑ دیتے تھے اور نماز پڑھنے عید گاہ تشریف لیجاتے تھے ۱۲ سہ سوار ہوکر واپس آنے کی اجازت ہے ۱۲ (درمختار وغیرہ) - للعہ عیدین کی نماز مین بھی مثل جمعہ کے نماز کے سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم اور ہل اتٰک حدیث الغاشیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ۱۲ - صہ علامہ لکھنوی مولانا شیخ عبد الحی فرنگی محلی رحمہ اللہ اپنے فتاوی مین لکھتے ہین کہ مین اس تکبیر کے بعد ہاتھ باندھنے اور نہ باندھنے مین متردد تھا اور اپنے زمانہ کے علما سے اسکا سوال بھی کیا مگر کسی نے شافی جواب نہ دیا یہانتک کہ مین مجالس الابرار کی اس عبارت پر مطلع ہوا اللہ تعالیٰ کا مینے بہت شکر کیا کہ اسمین صاف تصریح سے نہ باندھنے کا حکم موجود ہے ۱۲

دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعے کے خطبے میں۔

بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبے کے دعا مانگنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہیںعہ اور اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی۔ لہذا بغرض اتباع دعا نمانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے۔

عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے پہلے خطبے میں نو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔ (بحر الرائق وغیرہ)

عیدالاضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اُس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عیدالفطر میں فرق اسقدر ہے کہ عیدالاضحیٰ کی نیت میں بجائے عِیْدُ الْفِطْرِ کے عِیْدُ الْاَضْحٰی کا لفظ داخل کرے اور عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں عیدالفطر میں راستہ چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے عیدالفطر کی نماز دیر کرکے پڑھنا مسنون ہے اور عیدالاضحیٰ کی سویرے اذان و اقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں۔

جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ ہاں بعد نماز کے گھر میں اگر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)

عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں اُنکو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)

عیدالفطر کے خطبے میں صدقہ فطر کے احکام اور عیدالاضحیٰ کے خطبے میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہیئے۔

تکبیر تشریق یعنی ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام مصر ہو۔ یہ تکبیر عورتعہ اور مسافر پر واجب نہیں ہاں اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے

عہ مولانا شیخ عبدالحی رحمہ اللہ اور مولوی محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوے میں ایسا ہی لکھا ہے ۱۲ عہ

یہ مذہب امام صاحب کا ہے صاحبین کے نزدیک کوئی شرط نہیں عورت اور مسافر اور منفرد پر اور قریہ میں بھی یہ تکبیر واجب ہے صاحب بحر الرائق نے سراج وہاج وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ فتوی صاحبین کے قول پر ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ یہ لوگ بھی تکبیر کہہ لیا کریں

مقتدی ہوں جنپر تکبیر واجب ہو تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائیگی ۔ (ردالمحتار)

یہ تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں[عسہ] تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیے سب تیئیس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہی ۔

اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہی ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں (ردالمحتار)

نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہیے ۔ اگر کوئی عمل منافی نماز کے عمداً کرے مثلاً قہقہہ سے ہنسے یا بات کر دے عمداً یا سہواً یا مسجد سے چلا جائے تو پھر ان چیزوں کے بعد تکبیر نہ کہنا چاہیے اگر کسی کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہو کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر کہہ لے وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کر کے کہے تب بھی جائز ہو ۔ (بحرالرائق)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں[عسہ] کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہدیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں ۔ (درمختار ۔ بحرالرائق وغیرہ)

عسہ یہ مذہب صاحبین کا ہی اور حضرت فاروق و مرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہی امام صاحب کے نزدیک عرفے کی فجر سے عید کی عصر تک کل آٹھ نمازوں کے بعد تکبیر واجب ہی اور یہی مذہب ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا چونکہ بلند آواز سے تکبیر کہنا بدعت ہی اس لئے امام صاحب نے ابن مسعود کے مذہب کو اختیار کیا لیکن عبادات میں اکثر کا اختیار کرنا بہتر ہے اور اصول میں مقرر ہی کہ جب کوئی چیز بدعت اور وجوب میں دائر ہو تو اسکا کرنا اختیار کیا جائے پس اس مسئلہ میں صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا گیا اور اسی پر عمل ہی واللہ اعلم ۱۲

عسہ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفے کے دن مغرب کی نماز پڑھائی اور تکبیر تشریق کہنے کو بھول گیا تو امام ابوحنیفہ نے جو پیچھے نماز میں شریک تھے تکبیر کہدی صاحب بحرالرائق یہ روایت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک تو یہی مسئلہ یعنی اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی کہدیں دوسرے یہ کہ تعظیم استاد کی یہی ہو کہ اسکی اطاعت کرے دیکھو امام ابو یوسف امام صاحب کے حکم سے امام بن گئے یہ نہ خیال کیا کہ مجھے اپنے استاد کے ہوتے ہوئے نماز نہ پڑھانا چاہیے ۔ تیسرے یہ کہ استاد کو چاہیے کہ جب اپنے کسی شاگرد کو لایق دیکھے تو لوگوں کے سامنے اسکی عظمت کرے تاکہ لوگ بھی اس کو بزرگ سمجھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں ۔ چوتھے یہ کہ شاگرد کو چاہیے کہ اپنے استاد کا مرتبہ نہ بھول جائے دیکھو امام ابو یوسف استاد کی ہیبت سے تکبیر بھول گئے حالانکہ کئی وقت اس تکبیر کو کہتے ہوئے ہو چکے تھے ۱۲

عیدالاضحیٰ کے نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا واجب ہی۔ (بحرالرائق۔ ردالمحتار)
عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد مین جائز ہی۔ (درمختار وغیرہ)
اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہون تو وہ شخص تنہا نماز عید نہین پڑھ سکتا اس لئے کہ جماعت اس مین شرط ہی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا ہو اور کسی وجہ سے اُسکی نماز فاسد ہوگئی ہو وہ بھی اسکی قضا نہین پڑھ سکتا نہ اسپر اسکی قضا واجب ہی ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اُسکے ساتھ شریک ہو جائین تو پڑھ سکتا ہی۔
اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جاسکے تو عیدالفطر کی نماز دوسرے دن اور عیدالضحیٰ کی تیرھوین تاریخ تک پڑھی جاسکتی ہی اور یہ نماز قضا سمجھی جائیگی۔
عیدالضحیٰ کی نماز مین بے عذر بھی تیرھوین تاریخ تک تاخیر کرنا جائز ہی مگر مکروہ ہی اور عیدالفطر مین بے عذر بالکل جائز نہین۔ (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ)
عذر کی مثال (۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانیکو نہ آیا ہو۔ (۲) پانی برس رہا ہو (۳) چاند کی تاریخ محقق نہ ہو اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے (۴) ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ابر کھل جانے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔ (ردالمحتار)
اگر کوئی شخص عید کی نماز مین ایسے وقت آکر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کرچکا ہو تو قیام مین آکر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیرین کہہ لے اگرچہ امام قراءت شروع کرچکا ہو اور اگر رکوع مین آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کے فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائیگا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے بعد اسکے رکوع مین جائے اور رکوع کے نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع مین شریک ہو جائے اور حالت رکوع مین بجائے تسبیح کے تکبیرین کہہ لے مگر حالت رکوع مین تکبیرین کہتے وقت ہاتھ نہ اُٹھائے۔ اور اگر قبل اسکے کہ پوری تکبیرین کہہ چکے امام رکوع سے سر اُٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جسقدر تکبیرین رہگئی ہین وہ اس سے معاف ہین۔ (ردالمحتار)

ہمارے فقہا لکھتے ہین کہ عید کی نماز کے بعد تکبیر کہنا تمام سلف سے منقول ہی اسلئے ضرور کہہ لینا چاہئے۔ صاحب ردالمحتار لکھتے ہین کہ بحرالرائق کی عبارت سے اس کا وجوب معلوم ہوتا ہی ۱۲

اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اسکو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرلے اس کے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا لیکن چونکہ اس طریقے سے دونوں رکعتوں کی قرأت میں تکبیر فاصل ہوئی جاتی ہی اور یہ کسی کا مذہب نہین ہی اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔ (رد المحتار)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع مین اسکو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ حالت رکوع مین تکبیر کہلے پھر قیام کیطرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہی یعنی نماز فاسد نہوگی۔

کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

جیسا کعبہ شریفہ کے باہر اُسکی محاذات پر نماز پڑھنا درست ہی ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہی استقبال قبلہ ہو جائیگا خواہ جس طرف پڑھے اسوجہ سے کہ وہان چارون طرف قبلہ ہی جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہی۔ مگر ہان جب ایک طرف منہ کرکے نماز شروع کی جائے تو پھر حالت نماز مین دوسری طرف پھر جانا جائز نہین اور جسطرح نفل نماز جائز ہی اسی طرح فرض نماز بھی[1] ۔ (رد المحتار)

کعبہ شریفہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہی اس لئے کہ جس مقام پر کعبہ ہی وہ زمین اور اُسکی محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہی سب قبلہ ہی قبلہ کچھ کعبہ کی دیوارون مین منحصر نہین اسی لئے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہان کعبہ کی دیوارون سے بالکل محاذات نہو تو اُسکی نماز بالاتفاق درست ہی لیکن چونکہ اس مین کعبہ کی بے تعظیمی ہی اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع بھی فرمایا ہی اسلئے

[1] صحیح بخاری مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ مین کعبہ کے اندر نفل نماز پڑھی ہی مگر چونکہ نفل اور فرض دونون استقبال قبلہ کے شرط ہونے مین برابر ہین اسلئے فرض بھی جائز ہی امام مالک کے نزدیک فرض نماز جائز نہیں اسلئے کہ پورے قبلہ کا استقبال اس صورت مین نہیں ہوتا امام شافعی اس مسئلے مین ہمارے موافق ہین صاحب شرح وقایہ نے جو انکا خلاف نقل کیا ہی یہ صحیح نہین ان کی مذہب کے کتابون مین ہمارے موافق لکھا ہی۔ صاحب نہایہ لکھتے ہین کہ یہ لفظ صاحب شرح وقایہ کے قلم سے سہواً نکل گیا و اللہ اعلم ۱۲

مکروہ تحریمی ہوگی۔
کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہی اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہین کہ امام اور مقتدیون کا منہ ایک ہی طرف ہو اس لئے کہ وہان ہر طرف قبلہ ہی۔ ہان یہ شرط ضرور ہو کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہون۔ اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تب بھی درست ہی اس لئے کہ اس صورت مین وہ مقتدی امام سے آگے نکہا جائیگا آگے جب ہوتا کہ جب دونون کا منہ ایک ہی طرف ہوتا مگر ہان اس صورت مین نماز مکروہ ہوگی اسلئے کہ کسی آدمی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ ہی لیکن اگر کوئی چیز بیچ مین حائل کرلیجائے تو یہ کراہت نہ رہیگی۔ (درمختار وغیرہ)

اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے تب بھی نماز ہوجائیگی لیکن اگر صرف امام کعبے کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ اس صورت مین امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیون سے اونچا ہوگا۔ (ردالمحتار)

اگر مقتدی اندر ہون اور امام باہر تب بھی نماز درست ہی بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہون۔ (ردالمحتار)

خداوند عالم کی توفیق سے اُن نمازون کا بیان تمام ہوچکا جن مین قرآن مجید کی قرأت فرض ہی لہذا اب ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اسی کے ساتھ ہی کچھہ حالات قرآن مجید کے اور اُسکی تلاوت وغیرہ کے احکام بھی لکھدین اور اسی لئے ہمنے سجدۂ تلاوت کا بیان ابھی تک نہین کیا اگرچہ ہمارے فقہا کی عادت ہی کہ سجدۂ سہو کے بعد سجدۂ تلاوت کا بھی ذکر کردیتے ہین۔
اگر خدا نے چاہا تو یہ تذکرہ بھی نہایت دلچسپ اور مفید ہوگا جسکی تفصیل سے اکثر فقہ کی کتابین خالی ہین۔ اس بحث مین سب سے پہلے ہم یہ لکھنا چاہتے ہین کہ قرآن مجید کیا چیز ہی اور وہ ہم تک کیسے پہنچا اس کے بعد اس کے پڑھنے پڑھانے کی فضیلت اور ثواب بیان کرینگے اس کے بعد جو مسائل اس سے تعلق رکھتے ہین انکا ذکر کرینگے۔

واللہ حسبی ونعم الوکیل ۔

قرآن مجید کے نزول اور جمع و ترتیب کے حالات

جانتے ہو قرآن مجید کیا چیز ہے ایک مقدس کتاب ہے جو نبی آخر الزمان بہترین پیغمبران محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یہ مالک عرش و کرسی کا کلام ہے جو اُس نے اپنے ایک برگزیدہ پیغمبر اور مقرب بندے سے کیا اسلام کی بنا اسی پاک آسمانی فرمان پر ہے جسنے اطاعت کی وہ حلقۂ اسلام مین داخل ہوا جسنے ذرا بھی سرکشی کی وہ اس پاکیزہ جماعت سے خارج ہوگیا اللہ جل شانہ کے باغیون مین شامل ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف چالیس برس کا ہوا اسوقت آپ کو خلعت نبوت عطا ہوا اور تاج رسالت آپ کے سر پر رکھا گیا اسی زمانے سے نزول قرآن کی ابتدا ہوئی وقتاً فوقتاً بحسب حاجت وضرورت تھوڑا تھوڑا تئیس برس تک نازل ہوتا رہا اگلی کتابون کی طرح پورا ایک[1] ہی مرتبہ نازل نہین ہوگیا۔

صحیح یہ ہے کہ بعد آپ کی نبوت کے رمضان کی شب قدر مین پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے اس آسمان پر جسے ہم دیکھ رہے ہین حسب حکم رب العزت نازل ہوگیا اور بعد اس کے حضرت جبرئل علیہ السلام کو جسوقت جسقدر حکم ہوا انھون نے اُس مقدس کلام کو بعینہ بے کم وکاست بے تغیر وتبدل نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا کبھی دو آیتین کبھی تین آیتین کبھی ایک آیت سے بھی کم کبھی دس دس آیتین کبھی کبھی پوری پوری سورتین۔ اسی کو شریعت مین وحی کہتے ہین علمانے وحی کے متعدد طریقے احادیث سے استخراج کئے ہین۔

(۱) فرشتہ وحی لیکر آئے اور ایک آواز مثل گھنٹی کے معلوم ہو یہ کیفیت متعدد صحیح حدیثون سے ثابت ہے اور یہ قسم وحی کی تمام اقسام مین سخت تھی بہت تکلیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی تھی حتی کہ آپ نے فرمایا جب کبھی ایسی وحی آتی ہے تو مین سمجھتا ہون کہ اب جان نکل جائے گی ۔

[1] مثلاً حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور یہ سب کتابین پوری ایک ہی دفعہ نازل ہوگئین اور بالاتفاق یہ سب کتابین رمضان ہی کے مہینے مین اُتری ہین ۔ (اتقان) ۱۲ ۔

(۲) فرشتہ دل مین کوئی بات ڈالدے۔ (۳) فرشتہ آدمی کی صورت مین آکر ہمکلام ہو۔ یہ قسم بہت آسان تھی اس مین تکلیف نہ ہوتی تھی۔ (۴) اللہ تعالی بلا واسطہ بیداری مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمائے جیسا کہ شب معراج مین۔ (۵) حق تعالی حالت خواب مین کلام فرمائے یہ قسم بھی صحیح احادیث سے ثابت ہو۔ (۶) فرشتہ حالت خواب مین آکر کلام کرے۔ مگر اخیر دو قسمون کی وحی سے قرآن مجید خالی ہو۔ تمام قرآن مجید حالت بیداری مین نازل ہوا۔ اگرچہ بعض علمانے سورۂ کوثر کو اخیر قسم سے قرار دیا ہو مگر محققین نے اسکو رد کردیا ہو اور اُن کے شبہہ کا کافی جواب دیدیا ہو۔ (اتقان)

قرآن مجید کے بدفعات نازل ہونے مین یہ بھی حکمت تھی کہ اس مین بعض آیتین وہ تھین جنکا کسی وقت منسوخ کردینا خدا تعالی کو منظور تھا۔ قرآن مجید مین تین قسم کے منسوخات ہوئے بعض وہ جنکا حکم بھی منسوخ اور تلاوت بھی منسوخ۔ **مثال** (۱) سورۂ لم یکن مین لَوْكَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادٍ يَامِنْ مَالٍ لَاحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ اِلَيْهِ الثَّانِيْ وَلَوْكَانَ لَهُ الثَّانِيْ لَاحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ اِلَيْهِمَا الثَّالِثُ وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ بھی تھا (۲) دعائے قنوت بھی قرآن مجید کی دو سورتین تھین۔ بعض وہ ہین جن کی تلاوت منسوخ ہوگئی مگر حکم باقی ہو جیسے آیت رجم کہ حکم اس کا باقی ہو مگر تلاوت اسکی نہین ہوتی یہ دونون قسمین قرآن مجید سے نکالدی گئین اور ان کا لکھنا بھی قرآن مجید مین جائز نہین بعض وہ ہین جن کی تلاوت باقی ہو مگر حکم منسوخ ہوگیا ہو یہ قسم قرآن مجید مین داخل ہے اور اسکی بہت مثالین ہین بعض لوگون نے مستقل تصانیف مین انکو جمع کیا ہو فن تفسیر مین اس سے بہت بحث ہوتی ہو مگر یہ مقام اُن کی تفصیل کا نہین۔ (تفسیر اتقان)

جب شافع قیامت پناہ امت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلی جل مجدہٗ کے جوار رحمت مین سکونت اختیار فرمائی اور نزول وحی موقوف ہوگیا قرآن مجید کسی کتاب مین جیسا کہ آجکل ہو جمع نہ تھا متفرق چیزون پر سورتین اور آیتین لکھی ہوئی تھین اور وہ مختلف لوگون کے پاس تھین اکثر صحابہ کو پورا قرآن مجید زبانی یاد تھا سب سے پہلے قرآن مجید کے یکجا کرنے کا خیال حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل مین پیدا ہوا اور

حق تعالیٰ نے انکے ذریعہ سے اپنے اُس سچے وعدے کو پورا کیا جو اپنے پیغمبر سے کیا تھا یعنی یہ کہ قرآن مجید کے ہم حافظ ہین اس کا جمع کرنا اور حفاظت کرنا ہمارے ذمے ہو - یہ زمانہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کا تھا حضرت فاروق نے انکی خدمت مین عرض کیا کہ حفاظ قرآن شہید ہوئے جاتے ہین اور بہت سے جنگ یمامہ مین شہید ہو گئے مجھے خوف ہو کہ اگر یہی حال رہیگا تو بہت بڑا حصہ قرآن مجید کا ہاتھ سے جاتا رہیگا لہذا مین مناسب سمجھتا ہون کہ آپ اس طرف توجہ فرمائیے اور قرآن مجید کے جمع کرنیکا اہتمام کیجیے حضرت صدیق نے فرمایا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا اس کو تم کیسے کرسکتے ہو حضرت فاروق نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یہ بہت اچھا کام ہو - پھر وقتاً فوقتاً حضرت فاروق اسکی تحریک کرتے رہے حتی کہ حضرت صدیق کے دل مبارک مین بھی یہ بات جم گئی انھون نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور یہ سب قصہ بیان کرکے فرمایا کہ قرآن مجید کے جمع کرنے کے لیے مین نے آپ کو منتخب کیا ہو آپ کاتب وحی تھے اور جوان صالح ہین انھون نے بھی وہی عذر کیا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا اسکو آپ لوگ کیسے کرسکتے ہین بالآخر وہ بھی راضی ہوئے اور انھون نے بہت اہتمام بلیغ سے قرآن مجید کا جمع کرنا شروع کیا -

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے منتخب کرنے کی وجہ علما نے یہ لکھی ہو کہ ہر سال رمضان مین حضرت جبریل علیہ السلام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کا دور[1] کیا کرتے تھے اور سال وفات مین دو مرتبہ قرآن مجید کا دور ہوا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس اخیر دورے مین شریک تھے اور اس اخیر دورے کے بعد پھر کوئی آیت منسوخ نہین ہوئی جسقدر قرآن اس دورے مین پڑھا گیا وہ سب باقی رہا لہذا ان کو منسوخ التلاوۃ آیتون کا خوب علم تھا - (شرح السنہ)

جب قرآن مجید صحابہ کے اہتمام بلیغ سے جمع ہو چکا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت مین اسکی نظر ثانی کی اور جہان کہین کتابت مین غلطی ہوگئی تھی اُس کی تصحیح فرمائی سالہا سال اس فکر مین رہے اور اکثر اوقات صحابہ سے مناظرہ بھی کیا کبھی صحت

[1] حدیث مین معارضے کا لفظ ہو جسکا مطلب یہ ہوا کہ کبھی آپ اُنکو سناتے تھے کبھی وہ آپ کو ۱۲ فتح الباری -

اسی مکتوب کی ظاہر ہوتی تھی کبھی اس کے خلاف بیس فوراً اسکو صحیح کر دیتے تھے پھر جب یہ سب مدارج طے ہو چکے حضرت فاروق نے اس کے پڑھنے پڑھانے کا سخت اہتمام کیا حفاظ صحابہ کو دور و دراز ملکوں میں قرآن و فقہ کی تعلیم کے لئے بھیجا جس کا سلسلہ ہم تک پہنچا۔

حق یہ ہو کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا احسان اس بار سے یقیناً تمام امت محمدیہ پر ہے انھیں کی بدولت آج ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے اور ہم اُسکی تلاوت سے بہرہ یاب ہوتے ہیں اس احسان کی مکافات کس سے ہو سکتی ہے اے اللہ اپنے رضوان کی خلعتیں انکے زیب بدن فرما اور تاج کرامت و خلعت اُن کے مقدس سر پر رکھ آمین۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس احسان کو اور بھی کامل کر دیا اپنے زمانہ خلافت میں اُنھوں نے اس مصحف شریف کی سات نقلیں کرا کر ممالک بعیدہ میں بھیجدیں اور اختلاف قرأت کی وجہ سے جو فسادات برپا ہو رہے تھے اور ایک دوسرے کی قرأت کو خلاف حق اور باطل سمجھتا تھا اُن سب جھگڑوں سے دین اسلام کو پاک کر دیا۔ صرف ایک قرأت پر سب کو متفق کر دیا اب بحمد اللہ تعالیٰ حقیقی مضمون کتاب اللہ اہل اسلام کے پاس ہے کوئی مذہب دنیا میں اُسکی مثال نہیں لا سکتا۔ انجیل و توریت کی حالت ناگفتہ بہ وہ تحریف و تبدیل ہوئی کہ الامان۔ قرآن مجید کی نسبت مخالفوں کو بھی اقرار ہے کہ ہاں یہ وہی کتاب ہے جسکی نسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام خدا ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی اُنکے بعد نہیں ہوئی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

قرآن مجید میں آیتوں اور سورتوں کی ترتیب جو اس زمانہ میں ہے یہ بھی صحابہ نے دی ہے مگر نہ اپنی رائے اور قیاس سے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس ترتیب سے پڑھتے تھے اور جو ترتیب اُس عہد مبارک میں تھی اُس کے ذرا بھی خلاف نہیں کیا صرف دو سورتوں کی ترتیب البتہ صحابہ نے اپنے قیاس سے دی ہے براۃ اور انفال تو یہ بھی یقیناً خلاف لوح محفوظ نہوگی جس چیز کا قادر قوی حافظ ہو اسمیں ترتیب بھی خلاف مرضی نہیں ہو سکتی۔

بعض اور صحابہ نے بھی مثل ابن مسعود اور اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہما کے قرآن مجید کو جمع کیا تھا کسی کی ترتیب نزول کے موافق تھی کسی کی اور کسی طرح جا بجا منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی

اُن مین کسی غرض سے مندرج تھین کہین کہین تفسیری الفاظ بھی اِن مین لکھے ہوئے تھے
اِن سب مصاحف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لیلیا ورنہ آگے چل کر اُن کی وجہ سے
سخت اختلاف پڑتا۔ علاوہ اسکے یہ متفقہ قوت جو اس مصحف کے جمع کرنے مین تھی اُن
مصاحف مین کہان وہ صرف ایک ہی شخص کی محنت کا نتیجہ تھے اس سبب سے اور بھی خرابیان
اُن مین ہون گی۔
صحابہ کے زمانہ مین قرآن مجید مین سورتون کے نام پارون کے نشانات وغیرہ کچھہ نہ تھے
بلکہ حرفون پر نقطے بھی نہ دیئے گئے تھے بلکہ بعض صحابہ اسکو برا سمجھتے تھے وہ چاہتے تھے
کہ مصحف مین سوا قرآن کے اور کوئی چیز نہ لکھی جائے عبد الملک کے زمانے مین ابو الاسود
یا امام حسن بصری نے اس مین نقطے بنائے اور اُن کے بعد پھر خمس اور عشر لکھے گئے اور سورتون
اور پارون کے نام بھی لکھدیئے گئے علما اِن سب چیزون کے جواز پر متفق ہین اس لئے
کہ یہ ایسی کوئی چیزین نہین ہین جن کے قرآن ہونے کا شبہہ ہو اور منع اُن چیزون کا
لکھنا ہے جن کے قرآن ہونے کا شبہہ پڑے۔

قرآن مجید کے فضائل اوراسکی تلاوت وغیرہ کا ثواب

قرآن مجید کی عظمت اور بزرگی اور اس کی فضیلت اور نعت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ
وہ خداوند عالم خالق لوح وقلم کا کلام ہے تمام عیوب ونقائص سے بری اور پاک ہے فصاحت
بلاغت اُسکی تمام عرب نے مان لی بڑے بڑے فصاحت وبلاغت کے مدعی اُس کے مثل
دو تین فقرے بھی صد ہا برس کی کوششون مین نہ بنا سکے بر سر مجمع اعلان بھی دیا گیا جوش
دلانے والے خطاب سے کہا گیا کہ اگر تم اس کے کلام خدا ہونے مین شک کرتے ہو اور اسکو
کلام بشر سمجھتے ہو تو تم اسکی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل کوئی عبارت بنا لاؤ اور تمام
اعوان وانصار کو جمع کرو ہرگز نہ بنا سکو گے ہرگز نہ بنا سکو گے۔ قوم جن نے جب اس کلام
معجز نظام کو سنا بے ساختہ کہہ اُٹھے کہ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ
وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا۔ بیشک ہمنے ایک عجیب قرآن سنا جو نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے

ہم اسپر ایمان لائے اور اپنے پروردگار کا کسی کو شریک ہرگز نہ سمجھیں گے۔ خود اللہ جل شانہ اس مقدس کلام کی تعریف فرماتا ہی پھر ہم لوگون کی زبان و قلم مین کیا طاقت ہی کہ اسکے اوصاف و فضائل کا ایک شمہ بھی بیان کر سکین۔

اسکے تلاوت اور پڑھنے پڑھانے کا ثواب محتاج بیان نہین تمام علمائے امت متفق ہین کہ کوئی ذکر تلاوت قرآن مجید سے زیادہ ثواب نہین رکھتا۔ حادیث اس باب مین بیش از بیش ہین نمونے کے لئے تبرکاً چند حدیثین نقل کیجاتی ہین۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ جو کوئی قرآن مجید کے پڑھنے مین مشغول ہو اور دعا یا کسی دوسرے ذکر کی اسکو فرصت نہ ملے مین اسکو دعا مانگنے والون سے بھی زیادہ دونگا اور کلام اللہ کی بزرگی تمام کلامون پر ایسی ہی جیسے خدا کی بزرگی تمام مخلوق پر۔ (سنن دارمی)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے تمام آسمانون اور زمینون اور ان چیزون سے جو اُس مین ہین۔ (سنن دارمی)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قرآن مجید کسی کھال مین ہو تو وہ کھال آگ مین نہین جل سکتی۔ (دارمی) کھال سے مراد قلب مومن ہی کہ اگر اس مین قرآن مجید ہو تو عذاب دوزخ سے محفوظ رہے۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ تین قسم کے لوگون کو قیامت مین خوف نہوگا نہ ان سے حساب لیا جائے گا اور ان تین مین سے قرآن مجید پڑھنے والے کو آپ نے بیان فرمایا (دارمی)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے خطبے مین فرمایا کہ ای لوگون مین بھی ایک آدمی ہون قریب ہی کہ میرے پروردگار کی طرف سے کوئی مجھکو بلانے آئے اور مین چلا جاؤن۔ مین تم مین دو گران قیمت اور بزرگ چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک خدا کی مقدس کتاب اُس مین ہدایت اور نور ہی پس تم لوگ اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑ لو اور اسپر عمل کرو (راوی کہتا ہی کہ پھر آپ نے لوگون کو اسپر بہت رغبت دلائی) دوسرے میرے اہل بیت ہین

تمکو خدا کا خوف یاد دلاتا ہون اپنے اہل بیت کی رعایت حقوق مین۔ (سنن دارمی)

(۶) قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ملائکہ اور رحمت کا نزول ہوتا ہے صحیح بخاری مین اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ ایک رات کو وہ سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے اور انکا گھوڑا قریب ہی بندھا ہوا تھا وہ بھڑکنے لگا وہ چپ ہو گئے گھوڑے کو بھی سکون ہو گیا پھر انھون نے پڑھنا شروع کیا پھر اُسکی وہی حالت ہوئی پھر انھون نے پڑھنا شروع کیا پھر اُسکی وہی حالت ہوئی تب انھون نے تلاوت موقوف کر دی باس خیال سے کہ انکے صاحبزادے یحییٰ قریب ہی تھے کہین گھوڑا زیادہ بھڑکے اور وہ کچل نہ جائین صبح کو یہ واقعہ حضرت رسالت مین عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اے ابن حضیر پڑھے جاؤ اے ابن حضیر پڑھے جاؤ تب انھون نے اپنا وہ خوف عذر مین پیش کیا اور کہا کہ بعد تلاوت ختم کرنے کے مین نے سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک ٹکڑا ابر کا تھا جس مین چراغ روشن تھے یہان تک کہ وہ میری نظر سے غائب ہو گیا حضرت نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا چیز تھی انھون نے عرض کیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ یہہ فرشتے تھے تمھاری قرأت کے سبب سے نزدیک آ گئے تھے اگر تم پڑھے جاتے تو وہ فرشتے تمھارے پاس آ جاتے اور صبح کو سب لوگ انکو دیکھتے۔ اسی قسم کا واقعہ کئی صحابہ کو قرأت قرآن مجید کے وقت پیش آیا جو صحیح احادیث مین مروی ہے کئی قصے تو صحیح بخاری مین ہین۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو کہ حسد کی اجازت نہین مگر دو شخصون پر ایک وہ جو قرآن مجید پڑھا ہو اور وہ اُسکی تلاوت مین راتون کو مشغول رہتا ہو دوسرے وہ جسکو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اُس کو دن رات اللہ کی راہ مین خرچ کرتا ہو۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث مین حسد سے مراد غبطہ ہو دونون مین فرق یہ ہو کہ کسی شخص کے نعمت کی زائل ہو جانے کی خواہش کرنا حسد ہو اور اس نعمت کا اپنے لئے خواہش کرنا بغیر اسکے کہ دوسرے شخص سے زائل ہو غبطہ ہو۔ غبطہ مطلقاً جائز ہو حسد مطلقاً ناجائز اس حدیث مین غبطے کی اجازت صرف انھیں دونون چیزون مین منحصر کرنا مقصود نہین بلکہ مطلب یہ ہو کہ کوئی نعمت ان دو نعمتون سے بڑھکر نہین جس کے حاصل ہونیکی خواہش کی جائے۔

(۸) ابو صالح رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ قرآن مجید اپنے پڑھنے والون کی قیامت مین

سفارش کریگا پس اُسکو لباس کرامت پہنایا جائے گا پھر قرآن مجید کہے گا کہ اے اللہ اور زیادہ اس کے اوپر انعام فرمائیے اسکو تاج کرامت پہنایا جائیگا پھر کہے گا اے اللہ اور زیادہ دے یہانتک کہ اللہ تعالےٰ اپنی رضامندی کی گران بہا خلعت اُس شخص کو عطا فرمائے گا۔ (سنن دارمی)

(۹) جو شخص اچھی طرح قرآن مجید پڑھے اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اللہ تعالےٰ اسکو جنت مین داخل فرمائے گا اور اس کے دس عزیزون کے حق مین جو مستحق دوزخ ہون گے اسکی سفارش قبول فرمائیگا۔ (ترمذی - ابن ماجہ)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے سے ہر حرف کے عوض مین دس نیکیان ملتی ہین مین نہین کہتا کہ الٓم ایک حرف ہی بلکہ الف ایک حرف ہی لام ایک حرف ہی میم ایک حرف ہی۔ (سنن دارمی) مقصود یہ ہی کہ صرف الٓم کہنے سے تیس نیکیان ملتی ہین۔ اللہ اکبر۔

(۱۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب مین بہتر وہ شخص ہی جسنے قرآن مجید کو پڑھا اور پڑھایا۔ یہ حدیث ابوعبدالرحمٰن نے حضرت عثمان رضی اللہ سے سنکر قرآن مجید پڑھانا شروع کیا حضرت عثمان کے وقت خلافت سے حجاج کے زمانہ تک پڑھاتے رہے اور فرماتے تھے کہ اسی حدیث نے مجھے اس جگہ بٹھلا دیا ہی کہ قرآن پڑھانے میں مشغول ہون۔
(صحیح بخاری - سنن دارمی)

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جو شخص اپنے لڑکے کو قرآن مجید تعلیم کرتا ہی حق تعالیٰ اسکو قیامت مین ایک تاج جنت کا پہنائے گا۔ (طبرانی)

(۱۳) معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جو شخص اچھی طرح قرآن مجید پڑھے اور اسپر عمل کرے قیامت کے دن اُس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بدرجہا بہتر ہوگی پھر کیا کہنا اُس شخص کا جس نے پڑھا اور عمل کیا۔ (ابوداؤد)

(۱۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ یہ قرآن اللہ کا نعمت خانہ ہی اس سے

لوجسقدر نے سکو میرے نزدیک اُس گھر سے زیادہ کوئی بے برکت مقام نہین جس گھر مین خدا کی کتاب نہ ہو اور بیشک وہ دل جس مین کچھہ بھی قرآن نہ ہو ایک ویران گہر ہو جسمین کوئی رہنے والا نہین۔ (دارمی)

(۱۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید یاد کرکے بھول جائے وہ قیامت کے دن جذامی ہو گا۔ (صحیح بخاری) معاذ اللہ منہ

(۱۶) خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جو شخص قرآن مجید پڑھے اسکو اکہرا ثواب ملیگا اور جو اسکو سُنے اسکو دوہرا ثواب ملیگا۔ (دارمی)

اسی حدیث سے علما نے اخذ کیا ہو کہ قرآن مجید کے سننے مین پڑھنے سے بھی زیادہ ثواب ہو۔ (کبیری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت مرغوب تھا کہ کوئی دوسرا شخص قرآن مجید پڑھے اور آپ سنین ایک مرتبہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا کہ تم پڑھکر مجھکو سناؤ انھون نے کہا کہ مین آپ کو سناؤن آپ ہی پر تو نازل ہوا ہو ارشاد ہوا کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہو کہ کسی دوسرے سے سنون عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ نساء پڑھنا شروع کی یہان تک کہ اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا[a] حضرت نے فرمایا بس بس۔ ابن مسعود فرماتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ آپ کی چشم مبارک سے آنسو[b] بہ رہے تھے۔ (صحیح بخاری سنن دارمی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب کبھی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے ابوموسیٰ ہمکو اپنے پروردگار کی یاد دلاؤ وہ قرآن پڑھنا شروع کر دیتے (دارمی)

یہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے قرآن مجید بہت اچھا پڑھتے تھے نبی صلی اللہ

[a] ترجمہ کیا حال ہوگا اسوقت جب ہم ہر امت کے لئے انھین سے ایک گواہ نکالین گے اور ان لوگون پر تمکو گواہ بنائین گے۔ یہ ذکر قیامت کا ہو کہ اسدن خدائے غفور رحیم ہر امت پر انکے پیغمبر کو گواہ بنائیگا اور ہم لوگون پر حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو ۱۲ [b] حضرت شاید اس سبب سے روئے کہ اس آیت مین آپکے گواہ بنانیکا ذکر ہو اور آپکو اپنی امت کے تمام اچھے اور برے حالات بیان کرنے پڑین گے اور امت کی برائی آپکو ناگوار ہو علاوہ اسکے آپ کی عادت بھی تھی کہ قرآن مجید کے پڑھنے مین اکثر رو دیا کرتے تھے ۱۲۔

علیہ وسلم نے اِن کے پڑہنے کی بہت تعریف فرمائی ہی -

اسی طرح قرآن مجید کی خاص خاص سورتون کے فضائل بھی صحیح احادیث مین بہت وارد ہوئے ہین مختصراً چند حدیثین نقل کیجاتی ہین سورۂ فاتحہ کی نسبت احادیث مین وارد ہوا ہے کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم یہی ہی (صحیح بخاری) ایسی سورت کسی نبی پر نہین نازل ہوئی - (مستدرک حاکم)

سورۂ بقرہ کے حق مین آیا ہی کہ جس گھر مین پڑھی جائے وہان سے شیطان بھاگ جاتا ہی (ترمذی) اسکو پڑھو برکت ہوگی ورنہ حسرت ہوگی (مسلم) دو تر و تازہ چیزون کو پڑھا کرو - بقرہ اور آل عمران یہ دونون قیامت مین اپنے پڑھنے والون کی شفاعت کرین گی - اور مالک روز جزا سے جھگڑ کر اسکو بخشائین گی - آیت الکرسی تمام آیات قرآنی کی بزرگ اور سردار ہی - (مسلم) اخیر سورۂ بقرہ کی دو آیتین جس گھر مین پڑھی جائیں تین دن تک شیطان اس گھر کے قریب نہین جاتا - (ترمذی)

سورۂ انعام جب اُتری تو حضرت نے تسبیح پڑھی اور فرمایا کہ اس قدر فرشتے اسکے ساتھ تھے کہ آسمان کے کنارے بھر گئے - (مستدرک حاکم)

سورۂ کہف جمعے کے دن جو شخص پڑھے اسکے لئے ایک نور ہوگا دوسرے جمعے تک (مستدرک) اسکے لئے نور ہوگا قیامت کے دن - (حصن حصین)

سورۂ یٰسین قرآن مجید کا دل ہی جو کوئی شخص اسکو خدا کے لئے پڑھے وہ بخشدیا جائیگا - اسکو اپنے مردون پر پڑھو - (مستدرک حاکم)

سورۂ فتح مجھ کو تمام چیزون سے زیادہ محبوب ہی - (صحیح بخاری)

سورۂ تبارک الذی نے ایک شخص کی سفارش کی یہان تک کہ وہ بخشدیا گیا (صحاح ستہ) یہ اپنے پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے یہان تک کہ وہ بخشدیا جائے گا (صحیح ابن حبان)

نمبر قرآن مجید مین حضرت سے خطاب ہی کہ ہمنے تمکو سبع مثانی اور قرآن عظیم عنایت فرمایا ہی اسی کو آپ نے بیان فرما دیا کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم سے یہی سورت مراد ہی ۱۲ -

ہین چاہتا ہون کہ یہ سورت ہر مومن کے دل مین رہے (مستدرک حاکم) یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچاتی ہے جو اس کو رات کو پڑھ لے اس نے بہت نیکی کی اور اچھا کام کیا۔ (مستدرک)

سورۂ اذا زلزلت نصف قرآن کے برابر ثواب رکھتی ہی۔ (ترمذی)

سورۂ قل یا ایہا الکافرون مین ربع قرآن کے برابر ثواب ہی۔ (ترمذی)

سورۂ اذا جاء کا ثواب ربع قرآن کے برابر ہی۔ (ترمذی)

سورۂ قل ہو اللہ احد مین ثلث قرآن کا ثواب ہی۔ (بخاری) ایک شخص اس سورت کو ہر نماز مین پڑھا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے کہدو کہ اللہ انکو دوست رکھتا ہی۔ (صحیح بخاری) اسکی محبت تمکو جنت مین داخل کریگی۔ (صحیح بخاری)

ایک شخص کو یہ سورت پڑھتے ہوئے آپ نے سنا تو فرمایا کہ جنت ضروری ہوگئی۔ (ترمذی)

سورۂ فلق اور ناس اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ محبوب ہی۔ (مستدرک) اس سے بڑھ کے کوئی دعا یا استعاذہ نہین ہی۔ (نسائی) یعنی یہ بہت اعلی درجہ کی دعا ہی اور اسکے پڑھنے سے تمام بلاؤن سے نجات ملتی ہی۔ جب سے یہ دونون سورتین نازل ہوئین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھین کو ورد کرلیا اور دوسری دعائین جو شر جن یا حسد وغیرہ سے بچنے کے لئے پڑھتے تھے چھوڑ دین۔ (ترمذی)

قرآن مجید تمام امراض جسمانی و روحانی کی دوا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی۔ شِفَاءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی سچے دل سے قرآن مجید پڑھے تو پہاڑ بھی ٹل جائے علامہ سیوطی اتقان مین لکھتے ہین کہ قرآن مجید طب روحانی ہی بشرطیکہ نیک لوگون کی زبان سے ادا ہو اللہ کے حکم سے ہر مرض کی شفا اوس سے حاصل ہوتی ہی مگر چونکہ نیک لوگ کم ہین اور ہر کس وناکس کی زبان مین اثر نہین ہوتا اسلئے لوگون نے طب جسمانی کی طرف رجوع کیا۔

خاص خاص سورتون کے خواص بھی صحیح احادیث مین بہت وارد ہوئے ہین سینکڑون مریضون کو اس سے شفا ہوتی ہی ہزارون بلائین اس سے دفع ہوئی ہین

صحیح بخاری مین متعدد طرق سے مروی ہو کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹ لیا تھا کچھ صحابہ وہان مسافرانہ آترے ہوئے تھے اُن سے ایک شخص نے آکر کہا کہ یہان کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہو آپ لوگون مین اگر کوئی جھاڑتے ہون تو چلین اُن مین سے ایک صحابی چلے گئے اور انھون نے سورۂ فاتحہ پڑھکر پھونکدی وہ اچھا ہوگیا۔

کشتی پرسوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پڑھ لینے سے کشتی غرق ہونیسے محفوظ رہتی ہو۔ (اتقان)

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ آخر سورت تک پڑھ لینے سے چوری سے امان ہوتا ہے۔ (اتقان)

رات کو جسوقت اُٹھنا منظور ہو سوتے وقت آخر سورۂ کہف پڑھلے اُسوقت ضرور آنکھ کھل جائے گی ایک راوی اس حدیث کے کہتے ہین کہ یہ میری آزمودہ ہے۔ (اتقان)

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ بغیر حساب تک پڑھ لینا ادائے قرض کے لئے مفید ہو (اتقان) یہ آیت اس بندہ ناچیز کی آزمودہ ہو مگر مجھے ایک خاص طریقہ اس کے پڑھنے کا بتلایا گیا ہو وہ یہ کہ ہر نماز کے بعد اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر سات مرتبہ پڑھے واقعی بہت سریع التاثیر ہے چالیس دن بھی نہین گزرنے پاتے کہ اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً جس عورت کے لڑکا نہوتا ہو چالیس دن تک پڑھنے سے کامیاب ہوجاتی ہو یہ بھی میرے سامنے کئی مرتبہ آزمائی گئی۔

قرآن مجید کے فضائل اور اسکے پڑھنے پڑھانے کا ثواب مختصراً بیان ہوچکا غالباً اسقدر ثواب وفضیلت معلوم کرنے کے بعد پھر کوئی مسلمان جرأت نہین کرسکتا کہ قرآن مجید کی تلاوت اور اسکے پڑھنے پڑھانے سے غفلت کرے۔

اے اللہ اے مالک عرش وکرسی اے توریت وانجیل وقرآن کے نازل کرنے والے اے قرآن کو تمام کتب پر فضیلت دینے والے اے منعم حقیقی اپنے فضل وکرم اپنی رحمت کاملہ وجود تام کر

صدقے میں ہم سب مسلمانوں کو اس اپنی مقدس کتاب سے فیض یاب فرما اسکے تلاوت کی ہمیں توفیق دے ہمارے اعمال و افعال کو اسکے موافق کر قیامت کے جانگاہ واقعہ میں جب ہمارے اعمال قبیحہ ہمیں دوزخ کا مستحق بناویں قرآن مجید کو ہمارا شفیع کر اور قرآن پڑھنے والوں کے صدقے میں ہمیں بخشدے آمین ای خوشا نصیب اُس شخص کے جسکو ہر روز قرآن مجید کی زیارت اور تلاوت نصیب ہوتی ہو۔ سو عزیز جانیں اُس نیک بندہ پر فدا جس کا وظیفہ ایسی مقدس کتاب ہو بیشک انشاءاللہ تعالےٰ ان لوگوں کی یہ امید پوری ہوگی جسکو علامہ شاطبی اپنے ان اشعار میں ظاہر فرماتے ہیں۔

لَعَلَّ اِلٰهَ الْعَرْشِ يَا اِخْوَتِيْ يَقِيْ ‏ ‏ جَمَاعَتَنَا كُلَّ الْمَكَارِهِ هُوَّلَا
وَيَجْعَلُنَا مِمَّنْ يَكُوْنُ كِتَابُهٗ[1] ‏ ‏ شَفِيْعًا لَهٗ اِذْ مَا نَسُوْهُ فَيَمْحَلَا

یہ بھی واضح رہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب اس پر موقوف نہیں کہ اس کے معنی سمجھکر تلاوت کی جائے۔ جو شخص عربی زبان نہ جانتا ہو قرآن مجید کے معانی نہ سمجھ سکتا ہو اس کو بھی قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب ملے گا اور وہ بھی اس فیض عام سے محروم نہ رہے گا اس لئے کہ قرآن مجید کے الفاظ بھی تاثیر اور فائدے سے خالی نہیں ہیں[2] یہ دوسری بات ہے کہ اگر معنی سمجھکر تلاوت کی جائے تو زیادہ ثواب ملے گا۔

---

[1] ترجمہ امید ہو کہ ای بھائیوں مالک عرش ہماری جماعت کو تمام برائیوں اور خوف کی چیزوں سے بچالے اور ہمکو اُن لوگوں میں شامل فرمالے جنکے لئے اُسکی مقدس کتاب قیامت کے دن شفاعت کریگی اسلئے کہ ہنے اسکی مقدس کتاب کو فراموش نہیں کیا جو وہ ناخوش ہو کر ہمسے کچھ بُرائی کرے۔ آخر جملہ اشارہ ہی اُس حدیث کی طرف جسکا مضمون کہ جو لوگ قرآن مجید سے غفلت کرتے ہیں قرآن مجید اُنکو دوزخ میں بھیجوائیگا۔ جماعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اسکے علوم حاصل کرتے ہیں ۱۲

[2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفرالسعادۃ کے دیباچہ میں لکھا ہو کہ میں نے اس کتاب میں دعا اور اذکار کا ترجمہ نہیں کیا اسلئے کہ اُنکے مجرد الفاظ میں خاصیت ہے معنی معلوم ہوں یا نہیں گو معنی معلوم ہو جانے سے ایک قسم کا سرور اور نشاط ہوتا ہو پس قرآن مجید جو افضل اذکار ہو اسکے الفاظ تاثیر و فیض سے کیسے خالی رہ سکتے ہیں ۱۲۔

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب

جب قرآن مجید کے فضائل معلوم ہو چکے اور اُسکی عظمت دلنشین ہو چکی تو یہ امر قابل بیان رہا کہ اسکی تعظیم و توقیر مین کس درجہ کوشش کرنا چاہیے اور اس کی تلاوت اور سماع مین کیا آداب اور بہت اہم ملحوظ رکھنا چاہیے مگر چند ضروری اور مفید باتین ہم بیان کئے دیتے ہین۔

صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور پڑھانے کے لئے کسی استاد سے اجازت لینا یا اسکو سنانا شرط نہین ہان اس قدر ضروری ہے کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اگر اتنی لیاقت اپنے مین نہ دیکھے تو اُس کو ضروری ہے کہ کسی اُستاد کو سنا دے یا اُس سے پڑھ لے (اتقان)

یہ بھی شرط نہین[عہ] ہے کہ قرآن مجید کے معانی سمجھ لیتا ہو اور اگر قرآن مجید مین اعراب نہون تب بھی اُس کے صحیح اعراب پڑھ لینے پر قادر ہو۔

صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کے تلاوت کی نعمت صرف انسان کو دی گئی ہے فرشتے یا جن وغیرہ اسکی تلاوت پر قادر نہین۔ بلکہ فرشتون کو بھی یہ نعمت نصیب نہین ہوئی وہ بھلا آرزو مین رہتے ہین کہ کوئی انسان تلاوت کرے اور وہ سنین۔ ہان مومنین جن کو البتہ یہ نعمت نصیب ہے اور وہ تلاوت قرآن پر قادر ہین۔ (لقول المرجان۔ اتقان)

شاید اس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام مستثنیٰ ہون۔ اس لئے کہ ان کی نسبت حدیث مین وارد ہوا ہے کہ ہر رمضان مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین تصریح کر دی ہے کہ کبھی وہ پڑھتے تھے اور حضرت سنتے تھے اور کبھی آپ پڑھتے تھے اور وہ سنتے تھے واللہ اعلم

بہتر یہ ہے کہ با وضو ہو کر با طہارت نہایت ادب سے کسی پاکیزہ مقام مین بیٹھکر قرآن مجید

عــہ علامہ سیوطی وغیرہ کی عبارت سے یہ مدعا بخوبی ظاہر ہے اور اس شرط کی کوئی وجہ بھی نہین معلوم ہوتی علاوہ ان سب کے اگر یہ شرط لگا دی جائے تو تلاوت یک قلم موقوف ہو جائیگی واللہ اعلم ۱۲

پڑھا جائے سب سے بہتر اس کام کے لئے مسجد ہے۔ جو لوگ ہر وقت یا اکثر اوقات اس کی تلاوت مین مشغول رہنا چاہین اُن کے لئے ہر حال مین قرآن مجید پڑھنا بہتر ہے۔ لیٹے ہون یا بیٹھے باوضو ہون یا بے وضو ہان جنابت کی حالت مین البتہ نہ چاہئیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت بیان فرماتی ہین کہ آپ ہر حال مین تلاوت فرمایا کرتے تھے وضو کی حالت مین بھی بے وضو بھی ہان جنابت کی حالت مین البتہ نہ کرتے تھے۔

قرآن مجید کی تلاوت مین ایک خاص وقت مقرر کر لینا بھی درست ہے اکثر صحابہ فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ وقت مقرر کر لینے مین ناغہ بھی نہین ہوتا۔

مسنون ہے کہ پڑھنے والا شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لے۔ اور اگر پڑھنے کے درمیان مین کوئی دنیاوی کلام کرے تو اُسکے بعد پھر اسکا اعادہ چاہئیے۔

قرآن مجید کی تلاوت مصحف مین دیکھکر زیادہ ثواب[۵] رکھتی ہے بہ نسبت زبانی پڑھنے کے اس لئے کہ وہان دو عبادتین ہوتی ہین۔ ایک تلاوت دوسرے مصحف شریف کی زیارت۔

قرآن مجید کی پڑھنے کی حالت مین کوئی کلام کرنا یا اور کسی ایسے کام مین مصروف ہونا جو دل کو دوسری طرف متوجہ کر دے مکروہ ہے۔ قرآن مجید پڑھتے وقت اپنے کو ہمہ تن اسی طرف متوجہ کر دے نہ یہ کہ زبان سے الفاظ جاری ہون اور دل مین ادھر اُدھر کے خیالات۔

قرآن مجید کی ہر سورت کے شروع مین بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے مگر سورہ برات کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھنا چاہئیے۔

بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورتون کو اسی ترتیب سے پڑھے جس ترتیب سے مصحف شریف مین لکھی ہین۔ ہان بچون کے لئے آسانی کی غرض سے سورتون کا خلاف ترتیب پڑھانا

---

[۵] علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اتقان مین چند مرفوع حدیثین بھی اس باب مین نقل کی ہین مثل اسکے کہ مصحف مین بے دیکھے تلاوت کرنے سے ایک ہزار درجہ ثواب ملتا ہے اور دیکھکر پڑھنے سے دو ہزار درجہ ۱۲

جیسا کہ آجکل پارہ عم تیسائون مین دستور ہو بلاکراہت جائز ہے۔ (ردالمحتار)
اور آیتون کا خلاف ترتیب پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہی۔ (اتقان)
قرآن مجید کی مختلف سورتون کی آیتون کے ایک ساتھ ملا کر پڑھنے کو علمانے مکروہ لکھا ہے
اسوجہ سے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آپنے اس سے منع فرمایا تھا۔ (اتقان وغیرہ)
مگر میرے خیال مین یہ کراہت اسوقت ہوگی جب اُن آیتون کی تلاوت ثواب کی غرض سے
ہو۔ اس لئے کہ جھاڑ پھونک کیواسطے مختلف آیتون کا ایک ساتھ پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور اُن کے اصحاب سے بصحت منقول ہی۔ اور ہر ایک آیت کے خواص جداگانہ ہین لہذا
جو خاص اثر ہمین مطلوب ہی وہ جن جن آیتون مین ہوگا ہمکو اُنکا پڑھنا ضروری ہی۔
قرآن مجید نہایت خوش آوازی سے پڑھنا چاہیے جس سے جسقدر ہوسکے صحیح احادیث
مین وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید خوش آوازی سے
نہ پڑھے وہ ہم مین سے نہین ہی (دارمی) مگر جس کی آواز ہی نہ اچھی ہو وہ مجبور ہی۔ اور قواعد
قرأت[عہ] کی پابندی سے قرآن مجید پڑھنا چاہئیے راگ سے پڑھنا اور گانا قرآن مجید کا
بالاتفاق مکروہ تحریمی ہی۔
قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھے بہت عجلت سے پڑھنا بالاتفاق مکروہ ہی[عہ۵]۔
جو شخص قرآن مجید کے معنی سمجھہ سکتا ہو اسکو قرآن مجید پڑھتے وقت اسکے معانی پر غور کرنا
اور ہر مضمون کے موافق اپنے مین اس کا اثر ظاہر کرنا مسنون ہے۔ مثلاً جب کوئی ایسی آیت

عہ یہ ایک مستقل فن ہی جسمین قرآن مجید کی قرأت کے قواعد بیان کئے جاتے ہین اور اُن مختلف قرأتون کا ذکر رہتا
ہی جن مین قرآن مجید نازل ہوا اس فن مین بہت کتابین ہین مگر حق یہ ہی کہ بے استاد کے نہین آتا ۱۲ عہ۵
ایسی عجلت کہ جس سے الفاظ کے سمجھنے مین دقت ہو بالاتفاق مکروہ ہی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے مین اثر بھی زیادہ ہوتا ہے
اسی لئے عجمی لوگ جو قرآن مجید کے معانی نہین سمجھتے انکو بھی ٹھہر کر پڑھنا مفید ہی۔ (اتقان) افسوس ہمارے زمانہ مین
قرآن مجید کی سخت بے تعظیمی ہوتی ہی پڑھنے مین ایسی عجلت کیجاتی ہی کہ سوا بعض بعض الفاظ کے اور کچھ سمجھ مین نہین آتا
تراویح مین اکثر حافظون کو ایسا ہی دیکھا گیا خدا جانے ان پر کس نے جبر کیا ہو یہ تراویح پڑھنے آئے اس سے بہتر
ہوتا کہ ایسے حضرات نہ پڑھتے قرآن مجید کی بےادبی تو نہوتی ۱۲

پڑھے جسمین اللہ پاک کی رحمت کا ذکر ہو تو طلب رحمت کرے اور عذاب کا ذکر ہو تو پناہ مانگے کوئی جواب طلب مضمون ہو تو اُسکا جواب دے مثلاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ والتین کے اخیر مین جب پہنچے تو بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ پڑھ لیتے (ترمذی) یا سورۂ قیامت کے اخیر مین جب پہنچے تو فرماتے کہ بلیٰ۔ (ترمذی) سورۂ فاتحہ کو جب ختم کرتے تو آمین کہتے۔ لیکن یہ جواب دینا یا دعا مانگنا اُسوقت مسنون ہی کہ قرآن مجید فرض نماز مین یا تراویح مین نہ پڑھا جاتا ہو اگر فرض یا تراویح مین پڑھا جاتا ہو پھر جواب نہ دینا چاہئیے (رد المحتار)

قرآن مجید پڑھنے کی حالت مین رونا مستحب ہی۔ اگر رونا نہ آئے تو اپنی سنگدلی پر رنج اور افسوس کرے۔

سورۂ والضحیٰ کے بعد سے اخیر تک ہر سورت کے ختم ہونے کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا مستحب ہی۔

قرآن مجید ختم ہونے کے بعد دعا مانگنا مستحب ہی اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ ہر ختم کے بعد دعا مقبول ہوتی ہی۔ (اتقان)

قرآن مجید ختم کرتے وقت سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ مکرر کرنا متاخرین کے نزدیک بہتر ہی بشرطیکہ قرآن مجید خارج نماز مین پڑھا جائے۔

جب ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کر چکے تو مسنون ہی کہ فوراً دوسرا شروع کر دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہی کہ جب قرآن ایک مرتبہ ختم ہو جائے تو دوسرا شروع کر دیا جائے اور اس دوسرے کو صرف اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پہنچا کر چھوڑ دے بعد اسکے دعا وغیرہ مانگے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث مین مروی ہی۔

جہان قرآن مجید پڑھا جاتا ہو وہان سب لوگون کو چاہئے کہ ہمہ تن اُسی طرف متوجہ رہین کسی دوسرے کام مین جو سننے مین حارج ہو مشغول نہون اس لئے کہ قرآن مجید کا سننا

عـــہ ترجمہ ہان اور ہم اسپر گواہ مین چونکہ اس سورت کے اخیر مین حق تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا ہم سب حاکمون سے حاکم نہین ہین لہٰذا اس کے جواب مین یہ جملہ عرض کیا گیا ۱۲

فرض ہے۔ ہان اگر حاضرین کو کوئی ضروری کام ہو جسکی وجہ سے وہ اس طرف متوجہ نہو سکین تو پڑھنے والے کو چاہیے کہ آہستہ آواز سے پڑھے اور اگر ایسی حالت مین بلند آواز سے پڑھیگا تو گناہ اسی پر ہو گا۔

اگر کوئی لڑکا قرآن مجید بلند آواز سے پڑھ رہا ہو اور لوگ اپنے ضروری کامون مین مشغول ہون تو کچھہ مضایقہ نہین اس لئے کہ حرج شریعت سے اٹھا دیا گیا ہے اور لڑکا اگر آہستہ آواز سے پڑھے تو عادۃً یاد نہین ہوتا۔ (رد المحتار)

سننے والون کو تمام اُن امور کی رعایت کرنا چاہیے جو اوپر مذکور ہوئے سوا اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے۔ اور حالت جنابت مین بھی قرآن مجید کا سننا جائز ہے۔

اگر کوئی شخص خوش آواز ہو قرآن اچھا پڑھتا ہو اس سے قرآن مجید پڑھنے کی درخواست کرنا مسنون ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے درخواست فرمائی حضرت فاروق اعظم ابو موسیٰ سے درخواست فرمایا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہما۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید مین چودہ آیتین ایسی ہین جن کے پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے تفصیل اُن آیتون کی یہ ہے۔

(۱) سورۂ اعراف کے اخیر مین یہ آیت إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ [عہ]۔ (۲) سورۂ رعد کے دوسرے رکوع مین یہ آیت وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُم بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ [عہ]۔

عہ ترجمہ بیشک جو لوگ تیرے رب کے پاس ہین (فرشتے) وہ اسکی عبادت سے غرور اور انکار نہین کرتے اور اسکا سجدہ کرتے ہین۔ اس آیت مین لفظ "وله يسجدون" پر سجدہ ہے ۱۲۔ عہ ترجمہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہین تمام وہ چیزین جو آسمانون اور زمینون مین ہین کوئی خوشی سے کوئی ناخوشی سے اور انکے سایہ صبح اور شام۔ اس آیت کے اخیر مین سجدہ ہے ۱۲۔

(۳) سورۂ نحل کے پانچوین رکوع کے اخیر کی یہ آیت وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (۴) سورۂ بنی اسرائیل کے بارھوین رکوع مین یہ آیت وَيَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ط (۵) سورۂ مریم کے چوتھے رکوع مین یہ آیت وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ط (۶) سورۂ حج کے دوسرے رکوع مین یہ آیت اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ط (۷) سورۂ فرقان کے پانچوین رکوع کی یہ آیت وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ط (۸) سورۂ نمل کے دوسرے رکوع مین یہ آیت

ے ترجمہ اللہ تعالیٰ کا سجدہ کرتے ہین وہ چیزین جو آسمانون مین ہین اور جو زمین پر چل رہے ہین اور فرشتے اور وہ غرور نہین کرتے ڈرتے ہین اپنے رب سے اور کرتے ہین جو کچھ حکم پاتے ہین اس آیت مین "ویفعلون مایؤمرون" پر سجدہ ہے ۱۲ ع سے گرتے ہین منہ کے بل (یعنی سجدہ کرتے ہین) روتے ہین اور زیادہ ہوتا ہے ان کو خشوع یہ ان لوگون کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایمان دار لوگ تھے ۱۲ سے ترجمہ جب پڑھی جاتی ہین ان پر رحمن کی آیتین تو گرتے ہین وہ سجدہ کرنے کے لئے روتے ہوئے۔ یہ انبیا علیہم السلام اور ان کے اصحاب کا حال بیان فرمایا گیا ہے۔ اس آیت مین "سجدا وبکیا" کے لفظ پر سجدہ ہے ۱۲ للعہ امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک سورۂ حج کی دوسری آیت مین بھی سجدہ ہے اور وہ آیت یہ ہے "یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا" ہمارے نزدیک صرف اسی آیت مین ہے اس مین نہین ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ہمارے موافق طحاوی کی شرح معانی الآثار مین ایک روایت موجود ہے ۱۲ سے ترجمہ کیا نہین دیکھا تو نے کہ اللہ کا سجدہ کرتی ہین وہ چیزین جو آسمانون اور زمینون مین ہین اور آفتاب ماہتاب اور ستارے اور درخت اور جانور اور بہت سے آدمی اور بہت سے آدمیون پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جسکو اللہ ذلیل کرے اسکو کوئی عزت دینے والا نہین بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ مکہ کے کافرون کا حال ہے کہ وہ سجدہ کرنے مین اپنی ذلت سمجھتے تھے اس آیت مین لفظ "یسجد لہ" پر سجدہ ہے مگر جب آیت تمام ہو جائے سجدہ کرنا چاہئے ۱۲ سے اور جب ترجمہ کہا جاتا ہے انسے کہ سجدہ کرو رحمن کا تو کہتے ہین کہ رحمن کیا چیز ہے کیا ہم سجدہ کر لین اسکا جسکو تم کہتے ہو اور انکو نفرت بڑھتی ہے عرب کے کافر خدا کو رحمن نہ کہتے تھے۔ اس آیت کے اخیر مین سجدہ ہے ۱۲ –

اَلَّا يَسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (۹) سورہ الم تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ - (۱۰) سورہ ص کے دوسرے رکوع میں یہ آیت وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ (۱۱) سورہ حم سجدہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیت فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ (۱۲) سورہ نجم کے اخیر میں یہ آیت فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا -

---

عہ ترجمہ یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اللہ کا جو نکالتا ہے وہ چیزیں کہ آسمانوں اور زمین میں چھپی ہیں اور جانتا ہے وہ چیزیں جنکو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہی خدا ہے کوئی اسکے سوا خدا نہیں مالک ہے عرش عظیم کا۔ آسمانوں میں چھپی ہوئی چیزوں سے مراد پانی اور زمین میں چھپی ہوئی چیزوں سے مراد گھانس وغیرہ (معالم التنزیل) یہ قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہے انکے ہدہد نے آکر بیان کیا تھا کہ آج میرا گزر شہر سبا میں ہوا تھا وہاں کی بادشاہ عورت ہے (نام اسکا بلقیس تھا) وہ اور اسکی قوم آفتاب پرستش کرتے ہیں شیطان نے انکو سخت گمراہ کر رکھا ہے انکو ہدایت نہیں ہوتی یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اللہ کا الخ اس آیت میں لفظ ورب العرش العظیم پر سجدہ ہے اگر اَلَّا شدد پڑھا جائے جیسا کہ اکثر لوگوں کی قرأت ہے اور اگر اَلَا شدد نہ پڑھا جائے کسائی کی قرأت کے موافق تو پھر اَلَا یسجدو پر سجدہ ہے۔ (رد المحتار) ۱۲

عہ ترجمہ ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ جب انھیں وہ آیتیں یاد دلائی جائیں تو سجدہ کرنے کے لئے گر جائیں اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کریں اور یہ لوگ غرور نہیں کرتے اس آیت کے اخیر لفظ میں سجدہ ہے ۱۲ عہ ترجمہ اور گر پڑا سجدہ کے لئے اور توبہ کی پس ہمنے بخشدیا انکو اور بیشک ہمارے ہاں انکا تقرب ہے اور عمدہ مقام ہے یہ حال حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے۔ قصہ اسکا بہت طویل ہے اس آیت میں "وحسن ماب" کی لفظ پر سجدہ ہے بعض علما کے نزدیک اناب کی لفظ پر ہے مگر یہ قول محقق نہیں۔ رد المحتار ۱۲ عہ ترجمہ پس اگر غرور کریں سجدہ کرنے سے یہ لوگ پس جو لوگ (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں انکی تسبیح پڑھتے ہیں رات دن اور تھکتے نہیں اس آیت میں "وہم لا یسئمون" کی لفظ پر سجدہ ہے۔ ابن عباس اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے امام شافعی کے نزدیک "ان کنتم ایاہ تعبدون" پر ہے جو اس آیت سے پہلے ہے احتیاطاً ہمنے اس قول کو اختیار نہیں کیا (رد المحتار) عہ سجدہ کرو اللہ کا اور عبادت کرو ۱۲ —

(۱۳) سورۂ انشقت میں یہ آیت فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ؕ (۱۴) سورۂ اقرأ میں یہ آیت وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ؕ

(۱) سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے تین سبب ہیں (۱) آیت سجدہ کی تلاوت خواہ پوری آیت کی تلاوت کیجائے یا صرف اس لفظ کی جس میں سجدہ ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کی کوئی لفظ اور خواہ آیت سجدے کی بعینہٖ تلاوت کی جائے یا اسکا ترجمہ کسی اور زبان میں اور خواہ تلاوت کرنیوالا خود اپنی تلاوت کو سُنے یا نہ سنے مثلاً کوئی بہرا تلاوت کرے۔ صحیح یہ ہے کہ اگر رکوع یا سجدے یا تشہد میں آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے تب بھی سجدہ واجب ہوجائے گا۔ اور اُسی حالت میں اس کی بھی نیت کرلیجائے گی۔ (رد المحتار)

اگر کوئی شخص سونے کی حالت میں آیت سجدہ تلاوت کرے اُسپر بھی بعد اطلاع کے واجب ہے (۲) آیت سجدہ کا کسی انسان سے سننا۔ خواہ پوری آیت سنے یا صرف لفظ سجدہ مع ایک لفظ ماقبل یا مابعد کے اور خواہ عربی زبان میں سنے یا اور کسی زبان میں اور خواہ سننے والا جانتا ہو کہ یہ ترجمہ آیت سجدہ کا ہے یا نہ جانتا ہو لیکن نہ جاننے سے ادائے سجدہ میں جس قدر تاخیر ہوگی اس میں وہ معذور سمجھا جائے گا۔ (فتاوی عالمگیری)

کسی جانور سے مثل طوطے وغیرہ کے اگر آیت سجدے کی سنی جائے تو صحیح یہ ہے کہ سجدہ واجب نہو گا۔ اِسی طرح اگر کسی ایسے مجنون سے آیت سجدہ سُنی جائے جسکا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو جائے اور زائل نہو تو سجدہ واجب نہو گا۔ (۳) ایسے شخص کی اقتدا کرنا جس نے آیت سجدہ کی تلاوت کی ہو خواہ اس کی اقتدا سے پہلے یا اقتدا کے بعد اور خواہ اس نے ایسی آہستہ آواز سے تلاوت کی ہو کہ کسی مقتدی نے نہ سنا ہو یا بلند آواز سے کی ہو۔ اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے اسکے بعد اُسکی اقتدا کرے تو اسکو امام کے ساتھ

ع کیا حال ہے انکا کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ۱۲ ع پس سجدہ کر اور اللہ سے نزدیک ہوجا یہ خطاب ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ۱۲ ف صاحب بحرالرائق نے مختصر سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف واسجد کہکر سکوت کرے اور واقترب نہ کہے تو اسپر بھی سجدہ واجب ہو جائیگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ سجدہ کے قبل یا بعد سے کسی لفظ کے ملانیکی حاجت نہیں مگر صاحب بحرالرائق نے اسکی تصحیح نہیں کی اور ہمنے یہ شرط تصحیح کے ساتھ نقل کی ہے ۱۲۔

سجدہ کرنا چاہئے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس مین دو صورتین ہین۔ جس رکعت مین آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اسکو اگر مل جائے تو اس کو سجدے کی ضرورت نہین اس رکعت کے ملجانے سے سمجھا جائیگا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ اگر وہ رکعت نہ ملے تو پھر اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز مین سجدہ کرنا واجب ہی (بحر الرائق۔ رد المحتار) مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہوگا نہ اسپر نہ اس کے امام پر نہ اُن لوگون پر جو اس نماز مین شریک ہین ہان جو لوگ اس نماز مین شریک نہین خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہون یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہون تو اُن پر سجدہ واجب ہوگا۔ (رد المحتار)

یہ تین سبب جو سجدے کے واجب ہونے کے بیان کئے گئے ان کے سوا اور کسی چیز سے سجدہ واجب نہین ہوتا مثلاً اگر کوئی شخص آیت سجدہ لکھے یا دل مین پڑھے زبان سے نہ کہے یا ایک ایک حرف کرکے پڑھے پوری آیت یکدم نہ پڑھے یا اسی طرح کسی سے سُنے تو ان سب صورتون مین سجدہ واجب نہ ہوگا۔ (رد المحتار)

(۲) سجدہ تلاوت انھین لوگون پر واجب ہی جن پر نماز واجب ہی اداءً یا قضاءً حیض و نفاس والی عورت پر واجب نہین نابالغ پر اور ایسے مجنون پر واجب نہین جسکا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہوگیا خواہ اسکے بعد زائل ہو یا نہین جس مجنون کا جنون ایک دن رات سے کم رہے اسپر واجب ہی اسی طرح مست اور جنب پر بھی۔

(۳) سجدۂ تلاوت کے صحیح ہونے کی وہی سب شرطین ہین جو نماز کے صحیح ہونے کی ہین یعنی طہارت اور ستر عورت اور نیت اور استقبال قبلہ تحریمہ اس مین شرط نہین اسکی نیت مین آیت کی تعیین شرط نہین کہ یہ سجدہ فلان آیت کے سبب سے ہے اور اگر نماز مین آیت سجدہ پڑھی جائے اور فوراً سجدہ کیا جائے تو نیت بھی شرط نہین۔ (رد المحتار)

(۴) جن چیزون سے نماز فاسد ہوجاتی ہی ان چیزون سے سجدۂ سہو مین بھی فساد آجاتا ہی اور پھر اس کا اعادہ واجب ہوجاتا ہی۔ ہان اسقدر فرق ہی کہ نماز مین قہقہہ سے وضو جاتا رہتا ہی اور اسمین قہقہہ سے وضو نہین جاتا اور عورت کی محاذاۃ بھی یہان مفسد نہین۔

(۵) سجدۂ تلاوت اگر خارج نماز میں واجب ہوا ہو تو بہتر یہ ہے کہ فوراً ادا کر لے اور اگر اسوقت نہ ادا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اسکا ادا کرنا فوراً واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۶) خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ کرنا بھول جائے تو اُس کا گناہ اُس کے ذمہ ہو گا جسکی تدبیر اسکے سوا کوئی نہیں کہ توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے۔ (بحر الرائق)

نماز کا سجدہ خارج نماز میں اُسوقت ادا نہیں ہو سکتا جبکہ نماز فاسد نہ ہو اگر فاسد ہو جائے اور اُس کا سبب خروج حیض نہ ہو تو وہ سجدہ خارج میں ادا کر لیا جائے اور اگر حیض کیوجہ سے نماز میں فساد آیا ہے تو وہ سجدہ معاف ہو جاتا ہے۔ (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

(۷) اگر کوئی شخص حائضہ نماز میں کسی دوسرے سے آیت سجدہ سنے خواہ وہ دوسرا بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ سجدہ خارج نماز کا سمجھا جائیگا اور نماز کے اندر نہ ادا کیا جائیگا بلکہ خارج نماز میں۔

(۸) اگر ایک آیت سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کئی بار کی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا۔ اور ایک آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہو گا۔ اگر سننے والے کی مجلس نہ بدلے تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے یا نہ بدلے۔ اور اگر سننے والے کی مجلس بدل جائے تو اُسپر متعدد سجدے واجب ہوں گے خواہ پڑھنے والے کی بدلے یا نہ بدلے اگر پڑھنے والے کی بدل جائے گی تو اُسپر بھی متعدد سجدے واجب ہو جائیں گے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

مجلس کے بدلنے کی دو صورتیں ہیں ایک حقیقی دوسری حکمی۔ اگر مکان بدل جائے تو حقیقی اور اگر مکان نہ بدلے بلکہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے یہ سمجھا جائے کہ پہلے فعل کو قطع کر کے اب یہ دوسرا فعل شروع کیا ہے تو حکمی ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

حقیقی کی مثال (۱) دو گھر جدا جدا ہون اور ایک گھر سے دوسرے گھر مین چلا جائے بشرطیکہ ایک دو قدم سے زیادہ چلنا پڑے۔ (۲) سوار ہو اور اتر پڑے۔ (۳) راستے مین چلا جاتا ہو۔ (۴) کسی درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جائے خواہ وہ دوسری شاخ اس پہلی شاخ سے قریب ہو یا دور۔ (۵) کسی نہر یا حوض مین پیر رہا ہو۔ اگر ایک گھر ہو اور اس کے مختلف مقامات پر تلاوت کی جائے تو مجلس نہ بدلیگی مثلاً مسجد کے گوشون مین۔ کشتی اگرچہ جاری ہو مگر مجلس نہ بدلیگی۔ اگر نماز پڑھتا ہوا گھوڑے پر سوار جا رہا ہو تو مجلس نہ بدلیگی اس لئے کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے شرعاً ایک ہی مجلس کا حکم دیا گیا ہے۔ اس صورت مین فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار حالت نماز مین ایک ہی آیت سجدہ کی تکرار کرتا ہو تو اسپر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور اس گھوڑے کے ہمراہ اگر کوئی دوسرا شخص پیادہ جا رہا ہو تو اُسپر ہر مرتبہ سننے سے ایک سجدہ واجب ہو گا۔ اگر دو شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑون پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جا رہے ہون اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو سنے تو ہر شخص پر دو سجدے واجب ہونگے ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سننے کے سبب سے مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائیگا اور نماز ہی مین ادا کیا جائیگا اور سننے کے سبب سے جو ہو گا وہ خارج نماز کا سمجھا جائیگا اور بعد نماز کے ادا کیا جائیگا۔

حکمی کی مثال۔ آیت سجدہ کی تلاوت کر کے دو ایک لقمے سے زیادہ کھانا کھا لیا کسی سے دو ایک کلمے سے زیادہ باتین کرنے لگا۔ لیٹ کر سو رہا۔ خرید و فروخت مین مشغول ہو گیا۔ کوئی عورت لڑکے کو دودھ پلانے لگی۔ اگر ایک دو لقمے سے زیادہ نہ کھائے۔ کسی سے دو ایک کلمے سے زیادہ باتین نکرے۔ لیٹ کر نہ سوئے بلکہ بیٹھے بیٹھے ان سب صورتون مین مجلس نہ بدلیگی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تسبیح پڑھنے لگے یا بیٹھے سے کھڑا ہو جائے تب بھی مجلس مختلف نہ ہوگی۔

(۹) اگر ایک آیت سجدہ کئی مرتبہ ایک ہی مجلس مین پڑھی جائے تو اختیار ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے یا پہلی ہی تلاوت کے بعد کیونکہ ایک ہی سجدہ اپنے ماقبل اور مابعد کی تلاوت کے لئے کافی ہے مگر احتیاط اس مین ہے کہ سب کے بعد کیا جائے۔ (بحر الرائق)

اگر آیت سجدہ نماز مین پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتون کے اور اس رکوع مین

جھکتے وقت سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لیجائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور اسمین نیت کی بھی ضرورت نہوگی (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

(۱۰) جمعے اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازون مین آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہئے اس لئے کہ سجدہ کرنے مین مقتدیون کے اشتباہ کا خوف ہی۔ (بحرالرائق)

(۱۱) کسی سورت کا پڑھنا اور خاص کر آیت سجدہ کو چھوڑ دینا مکروہ ہی (بحرالرائق وغیرہ)

(۱۲) اگر حاضرین باوضو سجدے کے لئے مستعد نہ بیٹھے ہون تو آیت سجدہ کا آہستہ آواز سے تلاوت کرنا بہتر ہی اس لئے کہ وہ لوگ اُس وقت سجدہ نکرین گے اور دوسرے وقت شاید بھول جائین تو گنہگار ہونگے۔ (درمختار وغیرہ)

سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہی کہ قبلہ رو ہو کر نیت کرکے اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے پھر اُٹھتے وقت اللہ اکبر کہکے اُٹھے اور کھڑے ہو کر سجدہ کرنا مستحب ہی۔ سجدہ تلاوت کئی آدمی مل کر بھی کر سکتے ہین اس طرح کہ ایک شخص کو مثل امام کے آگے کھڑا کرین اور خود مقتدیون کیطرح صف باندھکر پیچھے کھڑے ہون اور اُسکی اتباع کرین یہ صورت درحقیقت جماعت نہین ہی۔ اسی لئے اگر امام کا سجدہ کسی وجہ سے فاسد ہو جائے تو مقتدیون کا فاسد نہوگا اور اسی سبب سے عورت کا آگے کھڑا کر دینا بھی جائز ہی۔

آیت سجدہ اگر فرض نمازون مین پڑھی جائے تو اُسکے سجدے مین مثل نماز کے سجدے کے سبحان ربی الاعلیٰ کہنا بہتر ہی اور نفل نمازون مین یا خارج نماز مین اگر پڑھی جائے تو اس کے سجدے مین اختیار ہی کہ سبحان ربی الاعلیٰ کہین یا اور تسبیحین جو احادیث مین وارد ہوئی ہین وہ پڑھین مثل اس تسبیح کے سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ[ع] ۔ اور دونون کو جمع کر لین تو اور بھی بہتر ہی۔

ع ترجمہ۔ میرے مُنہ نے سجدہ کیا اُسکا جسنے اسکو پیدا کیا ہی اور جس نے اسکو بنایا ہی اور اسمین کان اور آنکھ پیدا کئین اپنی طاقت اور قوت سے پس بزرگ ہی اللہ اچھا پیدا کرنیوالا ۱۲۔

علما نے لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص تمام آیات سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس مین کرے تو حق تعالےٰ اسکی مشکل کو دفع فرماتا ہی اور ایسی حالت مین اختیار ہو کہ سب آیتین ایک دفعہ پڑھ لے اور بعد اسکے چودہ سجدے کرے یا ہر آیت کو پڑھکر اُسکا سجدہ کرتا جائے۔ (ردالمحتار)

سجدۂ شکر مستحب ہو جب کوئی بڑی نعمت حق تعالیٰ کی طرف سے فائض ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین سے منقول ہو۔ مگر بعد نماز کے علی الاتصال سجدہ کرنا مکروہ ہو تاکہ جاہلون کو اسکی سنت ہونیکا خیال نہ پیدا ہو۔

بعض ناواقف لوگ بعد وتر کے دو سجدے کرتے ہین اور اسکو مسنون سمجھتے ہین۔ بعض لوگ ان سجدون کے لئے ایک حدیث بھی بیان کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ عنہا کو ان سجدون کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ حدیث بتصریح محدثین موضوع اور بے اصل ہو لہذا ان سجدون کا بخیال سنت ادا کرنا مکروہ ہو اور بہرحال اسکا ترک بہتر ہو۔ (ردالمحتار وغیرہ)

جنازے کی نماز وغیرہ کا بیان

چونکہ اسلام کی مقدس شریعت مین اپنے دینی بھائیون کے ساتھ عمدہ سلوک اور احسانات اور ہر قسم کی مراعات ایک جزا عظم قرار دی گئی ہے اور شریعت نہین چاہتی کہ اس دینی اخوت اور محبت کا سلسلہ موت سے منقطع ہو جائے اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب کوئی مسلمان دنیا سے انتقال کرتا اس کے ساتھ وہ بہت احسان کرتے اور جو چیزین اسکے لئے قبر اور قیامت مین مفید ہوتین انکی کوشش فرماتے اور اسکے اعزا و اقارب سے بھی سلوک کرتے تفصیل ان مضامین کی آیندہ بیانات سے بخوبی ظاہر ہی۔ یہی سبب ہو کہ جنازے کی نماز جو درحقیقت میت کے لیے دعا ہے نہ شریعت نے مسلمانون پر خدا کی طرف سے فرض کر دی گئی اور اسکا پاک صاف کر کے ایک تقدس و احترام سے آخری منزل تک پہنچا دینا ایک امر لازم کر دیا گیا۔ فی الواقع میت کے حقوق کی رعایت اسکی بیماری سے آخری وقت تک بلکہ اسکے بعد بھی جیسی اسلام مین ہوتی ہو کسی مذہب مین اسکا ایک عشر بھی

نہیں اگر کسی کی چشم بصیرت روشن ہو تو وہ ان معاملات کو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھنے کے قابل سمجھے گا۔

بیمار کی عیادت کا بیان

جب کوئی شخص اپنے دوستوں میں بیمار ہو تو اس کے دیکھنے کو جانا اور اس کے حالات کو دریافت کرنا سنت ہے۔ اسی کو عیادت کہتے ہیں۔ اور اگر اس کے اعزا وغیرہ میں کوئی اسکی خبرگیری کرنے والا نہ ہو تو ایسی حالت میں اس کی تیمارداری تمام مسلمانوں پر جن کو اسکی حالت معلوم ہو فرض کفایہ ہے۔

عیادت کی فضیلت وتاکید اور اس کا ثواب احادیث میں بیحد وارد ہوا ہے مگر ہم اس بیان کو زیادہ بڑھانا نہیں چاہتے صرف دو تین مختصر حدیثیں بیان کئے دیتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حق تعالیٰ قیامت میں فرمائے گا کہ اے میرے بندے میں تیرا پروردگار بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت کو نہ آیا بندہ عرض کریگا کہ خداوندا تو تمام عالم کا پروردگار ہے تیری عیادت کیونکر ہو سکتی ہے یعنی تو بیمار کہاں ہو سکتا ارشاد ہوگا کہ فلاں میرا بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھکو اسی کے پاس پاتا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص صبح کو بیمار کی عیادت کرے اسکے لئے ستر ہزار فرشتے شام تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جو شام کو کرے اسکے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں صبح تک۔ (سفر السعادت)

جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت کرے اسکو ایک باغ ملیگا بہشت میں۔ (ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ تم لوگ بیمار کی عیادت کیا کرو اور جنازے کے ہمراہ جایا کرو۔ (صحیح بخاری)

عیادت کے آداب یہ ہیں کہ وضو کر کے بقصد ثواب اور حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عیادت کو جائے اور جب بیمار کے پاس پہنچے تو اس سے دعا کی درخواست کرے اور اس کی تسکین کرے اور بیمار کو تسلی دے اور اس کو صحت کی امید دلائے [illegible] جو فضائل اور ثواب حدیثوں میں

دارد ہوئے ہین اسکو سنائے اور اسکے لئے دعائے صحت کرے اور اپنے لئے بھی اس سے دعا کی درخواست کرے اور بیمار کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے ہان اگر بیمار اس کے بیٹھنے سے خوش ہوتا ہو تو زیادہ بیٹھنا بہتر ہے اور عیادت مین جلدی نکرے بلکہ جب دو تین روز بیماری کو گزر جائین تب عیادت کو جائے یہی عادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ (شرح سفر السعادت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب کوئی آپ کے دوستون مین بیمار ہوتا تو آپ اُس کی عیادت کو تشریف لیجاتے اور بیمار کے سرہانے بیٹھ جاتے اور اس کا حال پوچھتے اور فرماتے کہ تمکو اپنی طبیعت کیسی معلوم ہوتی ہے اور تمھارا دل کس چیز کو چاہتا ہے اگر کسی چیز کی وہ خواہش کرتا اور وہ اسکے لئے مضر نہوتی تو اس کے دینے کا حکم فرماتے اور اپنے سیدھے ہاتھ کو بیمار کے بدن پر رکھکر اُس کے لئے دعا فرماتے کبھی ان الفاظ سے اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاسَ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا[1] اور اکثر تین مرتبہ دعا فرماتے جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا[2]۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کافرون کی بھی عیادت منقول ہے۔ ایک جوان یہودی آپ کی خدمت کیا کرتا تھا جب بیمار ہوا تو آپ اُسکی عیادت کو تشریف لیگئے اور اس سے مسلمان ہوجانیکو ارشاد فرمایا قسمت نے یاری کی اور وہ مسلمان ہوگیا جب آپ کے چچا ابو طالب بیمار ہوئے باوجودیکہ مشرک تھے آپ انکی عیادت کو تشریف لیگئے اور ان سے بھی مسلمان ہوجانے کی درخواست فرمائی مگر کاتب ازل نے یہ سعادت اُنکی قسمت مین نہ لکھی تھی لہذا وہ تعمیل ارشاد سے محروم رہے۔ اسی وجہ سے اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ عیادت حقوق اسلام سے نہین ہے یعنی جو مسلمان بیمار ہو خواہ اس سے کبھی کی ملاقات ہو یا نہین اسکی عیادت مسنون نہین بلکہ حقوق صحبت سے ہے کہ جس شخص سے ملاقات ہو اسکی عیادت مسنون ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (شرح سفر السعادت)

---

[1] اے اللہ اے تمام لوگون کے پروردگار بیماری کو دور کر دے اور صحت عنایت فرما تو ہی صحت دینے والا ہے صحت تیری ہی ہو جو تو عنایت فرمائے ایسی صحت دے کہ پھر کوئی بیماری باقی نہ رہے ۱۲۔ [2] ترجمہ اے اللہ صحت دے سعد کو اے اللہ صحت دے سعد کو اے اللہ صحت دے سعد کو ۱۲۔

قریب المرگ کے احکام

جب کسی مریض پر علامات موت ظاہر ہونے لگیں تو مسنون یہ ہے کہ اس کا منہ قبلے کی طرف پھیر دیا جائے اور وہ مریض داہنے پہلو پر لٹا دیا جائے اور چت لٹانے میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ اس طرح کہ پیر قبلے کی طرف ہوں یہ سب صورتیں اسوقت مسنون ہیں کہ مریض کو تکلیف نہو اگر اس کو تکلیف ہو تو جس طرح اس کو آرام ملتا ہو اسی طرح اس کو لیٹا رہنے دیں۔ (بحر الرایق وغیرہ)

اس وقت مستحب ہے کہ کوئی شخص اس کے اعزا یا احباب وغیرہ میں اس کو تلقین کرے یعنی اس کے سامنے بلند آواز سے کلمہ طیبہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا جائے تاکہ وہ مریض اسکو سنکر خود بھی پڑھے اور اس بشارت کا مستحق ہو جائے جو صحیح احادیث میں وارد ہوئی ہے کہ جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بحر الرایق وغیرہ)

مگر اس مریض سے یہ نہ کہا جائے کہ تم بھی پڑھو مبادا کہ شدت مرض یا بدحواسی کے سبب سے اس کے منہ سے انکار نکل جائے۔ سورۂ یٰسین کا ایسے مریض کے پاس پڑھنا مستحب ہے۔ (ردالمحتار)

اس آخری وقت میں نیک اور پرہیزگار لوگوں کا موجود ہونا بہتر ہے کہ انکی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ (فتاوائے عالمگیری)

اسوقت مریض کے پاس کوئی خوشبودار چیز رکھدینا یا آگ میں سلگانا مستحب ہے۔

پھر جب اسکی روح بدن سے مفارقت کر جائے تو اسکی آنکھیں نہایت نرمی اور آہستگی سے بند کر دی جائیں اور اس کا منہ کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا جائے اس طرح کہ وہ پٹی ٹھوڑی کے نیچے رکھی جائے اور سر پر لیجاکر اس کے دونوں کنارے باندھ دیئے جائیں اور اس کے اعضا سیدھے کر دیئے جائیں اور جوڑ نرم کر دیئے جائیں اس طرح کہ ہر جوڑ کو اسکے متصل تک پہنچا کر

۱؎ ترجمہ گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں اسکی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں ۱۲

کھینچ دیا جائے اور آنکھ بند کرنے والا آنکھ بند کرنے وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰہُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَہِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہُ بِلِقَائِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ۔ بعد ان سب مراتب کے اس کے غسل اور تکفین اور نماز سے جس قدر جلد ممکن ہو فراغت کرکے دفن کر دیا جائے۔

غسل میت کے مسائل

میت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اگر کوئی میت بے غسل کے دفن کر دیا جائے تو تمام وہ مسلمان جن کو اسکی خبر ہوگی گنہگار ہوں گے۔

اگر کسی میت کو بے غسل کے قبر میں رکھ دیا ہو مگر ابھی مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو اسکو قبر سے نکال کر غسل دیدینا ضروری ہے ہاں اگر مٹی پڑ چکی ہو تو پھر نہ نکالنا چاہیئے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی عضو میت کا خشک رہ گیا ہو اور کفن پہنانے کے بعد یاد آئے تو کفن کھول کر اس عضو کو دھو دینا چاہیے ہاں اگر کوئی انگلی یا اسکے برابر اور کوئی حصہ جسم کا خشک رہ جائے اور بعد تکفین کے یاد آئے تو پھر اسکے دھونیکی ضرورت نہیں۔ (بحر الرائق)

ایک مرتبہ غسل دینا فرض ہے اور تین مرتبہ مسنون ہے۔

میت کے غسل کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو کسی ایسے تخت وغیرہ پر لٹا کر جو تین یا پانچ یا سات مرتبہ کسی خوشبودار چیز سے دھونی پا چکا ہو اسکے جسم عورت کو کسی کپڑے سے بند کرکے جو کپڑے اسکے بدن میں ہوں وہ بہت جلد آسانی سے اتار لیئے جائیں عہ اور اسکو استنجا

عہ یا اللہ آسان کر اس میت پر کام اسکا اور سہل کر اسپر وہ زمانہ جو اب آئیگا اور مشرف فرما اسکو اپنے دیدار سے اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اسکو بہتر کردے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے) ۱۲ عہ کپڑے اتار لینے میں یہ مصلحت ہے کہ کپڑوں کی گرمی سے نعش کے خراب ہو جانیکا خوف ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے کپڑے نہیں اتارے گئے بلکہ آپکو کپڑوں کے ساتھ غسل دیا گیا یہ آپ ہی کے ساتھ خاص تھا آپکے جسم اقدس میں کسی خرابی کا معاذ اللہ خوف نہ تھا ابوداؤد میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے اتار کر غسل دینے میں صحابہ کا اختلاف ہوا تب گھر کے ایک گوشے سے آواز آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں کے ساتھ غسل دو آپکے جسم اطہر سے کپڑے نہ اتارو ۱۲۔

کرایا جائے اس طرح کہ نہلانیوالا اپنے ہاتھ مین کپڑا لپیٹ کر اسکے خاص حصے اور مشترک حصے کو دھو دے بعد اس کے بس میت کو وضو کرایا جائے اس وضو مین کُلّی نہ کرائی جائے گی اور ناک مین پانی نہ ڈالا جائیگا اس لئے کہ پھر منہ اور ناک سے پانی کا نکلنا دشوار ہوگا ہان نہلانیوالا اپنی انگلی مین کپڑا لپیٹ کر اسکے دانتون کو اور ناک کے اندرونی حصے کو صاف کر دے صحیح یہ ہی کہ اس وضو مین سر کا مسح بھی کرایا جائیگا۔ (بحرالرایق)

جب وضو سے فراغت ہو جائے تو اس کا سر اگر بال ہون تو دھل دیا جائے جس پانی سے سر دُھلا جائے اس مین خطمی جوش کریجائے یا صابون ملا دیا جائے تاکہ میل اچھی طرح صاف ہو جائے غسل کے لئے گرم پانی بہتر ہی اس لئے کہ اُس سے میل خوب صاف ہوتا ہی۔ جب سر صاف ہو چکے تو میت کو بائین پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے اسقدر کہ پانی تختے تک پہنچ جائے یہ ایک مرتبہ غسل ہوا پھر دوسرے مرتبہ اسکو داہنے پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دین پھر اس کو بٹھا کر اس کا پیٹ آہستہ آہستہ ملا جائے تاکہ آلایش نکل جائے اور وہ دھو دیجائے بعد اس کے پھر اس کو بائین پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے یہ تیسرا مرتبہ ہوا۔ پہلے مرتبہ خالص پانی سے غسل دیا جائے دوسرے مرتبہ اُس پانی سے جس مین بیر کی پتی یا خطمی جوش کی گئی ہو۔ تیسرے مرتبہ اس پانی سے جس مین کافور ملا ہو جب غسل سے فراغت ہو جائے تو میت کا بدن کسی کپڑے سے خشک کر لیا جائے تاکہ بدن کی تری سے کفن نہ خراب ہو۔ بعد اس کے زعفران اور ورس[ع] کے سوا اور کوئی خوشبو اس کے سر اور داڑھی مین لگا دی جائے اس کی پیشانی اور ناک اور دونون ہاتون پر کہنیون تک اور گھٹنون پر کافور مل دیا جائے۔ میت کے بالون مین کنگھی نہ کی جائے اور ناخون یا بال اُسکے نہ کاٹے جائین چھوٹے نہ کترے جائین ہان اگر کوئی ناخن ٹوٹ جائے تو اُس کے علیحدہ کرنے مین کچھ حرج نہین۔ (بحرالرایق)

میت کے نہلانے کی اجرت لینا جائز نہین اس لئے کہ میت کا نہلانا خدا کی طرف سے فرض ہے

ع ورس ایک گھاس ہی بلاد عرب مین پیدا ہوتی ہی پتی اسکی کنجد کی پتی سے مشابہ ہوتی ہی اس سے کپڑے رنگے جاتے ہین رنگ اسکا سرخی اور زردی کے درمیان مین ہوتا ہی ۱۲ قسطلانی ۱۲

پھر اسپر اُجرت لیسی ہان اگر کئی شخص نہلانے والے وہان موجود ہون تو پھر جائز ہی اسلئے کہ ایسی صورت مین کسی خاص شخص پر اسکا نہلانا فرض نہین۔ (درمختار وغیرہ)

نہلانے والا ایسا شخص ہونا چاہئے کہ جسکو میت کا دیکھنا جائز ہو عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہین ہان منکوحہ عورت اپنے شوہر کو غسل دیسکتی ہی اس لئے کہ وہ عدت کے زمانے تک اُسکے نکاح مین سمجھی جائے گی بخلاف شوہر کے کہ وہ عورت کے مرتے ہی اُس عورت کے نکاح سے علیحدہ سمجھا جائیگا اور اسکو اُس عورت کا غسل دینا جائز نہوگا۔

اگر کوئی عورت ایسی جگہہ مرجائے جہان کوئی عورت نہو جو اُسکو غسل دے تو اگر کوئی مرد اُسکا محرم موجود ہو تو وہ اسکو تیمم کرادے اور اگر کوئی محرم نہو تو غیر محرم اپنے ہاتھون مین کپڑا لپیٹ کر اسکو تیمم کرادے ہان لونڈی کو اجنبی بھی بے کپڑا لپیٹے ہوئے تیمم کراسکتا ہی اسیطرح اگر کوئی مرد ایسی جگہہ مر جائے جہان کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو تو اُسکو محرم عورت بے کپڑا لپیٹے ہوئے اور غیر محرم ہاتھون مین کپڑا لپیٹ کر تیمم کرادے۔

نابالغ لڑکے اور لڑکی کو عورت اور مرد دونون غسل دیسکتے ہین۔

بہتر یہ ہی کہ نہلانے والا میت کا کوئی عزیز ہو اور اگر عزیز نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی متقی پرہیز گار آدمی اُس کو غسل دے۔

اگر کوئی کافر یا نجس آدمی یا وہ شخص میت کا دیکھنا جائز نہ تھا میت کو غسل دے تب بھی غسل صحیح ہوجائے گا اگرچہ مکروہ ہوگا۔ (فتاوائے عالمگیریہ)

بہتر یہ ہی کہ جس جگہہ میت کو غسل دیا جائے وہان سوا غسل دینے والے اور اس شخص کے جو اسکا شریک ہو کوئی دوسرا نجائے اور غسل دینے والا اگر اس مین کوئی عمدہ بات دیکھے تو لوگون سے بیان کردے اور اگر کوئی بُری حالت دیکھے تو کسی پر ظاہر نہ کرے ہان اگر میت کوئی مشہور بدعتی ہو اور اُس مین کوئی بُری بات دیکھے تو ظاہر کردے تاکہ لوگون کو عبرت ہو اور اُس بدعت کے ارتکاب سے باز رہین۔ (بحرالرائق۔ عالمگیری وغیرہ)

اگر کوئی شخص دریا مین ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جسوقت نکالا جائے اُس کا غسل دینا فرض ہے پانی مین ڈوبنا غسل کے لئے کافی نہوگا اس لئے کہ میت کا غسل دینا زندون پر فرض ہی اور ڈوبنے مین

کوئی اُنکا فعل نہین ہوا ہان اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اسکو پانی مین حرکت دیدی جائے تو غسل ہو جائے گا اسی طرح اگر میت کے اوپر مینھ کا پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کا غسل دینا فرض رہیگا۔ (فتاوے قاضی خان۔ بحرالرایق۔ درمختار وغیرہ)

اگر کسی آدمی کا صرف سر کہین دیکھا جائے تو اسکو غسل نہ دیا جائیگا بلکہ یون ہی دفن کر دیا جائیگا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہین ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائیگا ورنہ نہین اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائیگا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔ (بحرالرایق۔ ردالمحتار)

اگر کوئی لڑکا پیدا ہوتے ہی مر جائے اُسکا غسل دینا بھی فرض ہے اور اگر مرا ہوا پیدا ہو خواہ اس کے سب اعضا بن چکے ہون یا نہین تو بہتر یہی ہے کہ اسکو بھی غسل دیا جائے۔ (بحرالرایق وغیرہ)

اگر کوئی میت کہین دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دارالاسلام مین یہ واقعہ ہوا تو اسکو غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

اگر مسلمان کی نعشین کافرون کی نعشون مین ملجائین اور کوئی تمیز نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانون کی نعشین علیحدہ کر لی جائین اور صرف انھین کو غسل دیا جائے۔ کافرون کی نعش کو غسل نہ دیا جائے۔

اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اسکی نعش اسکے کسی ہم مذہب کو دیدیجائے اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نکرائے اور سر اسکا نہ صاف کرایا جائے کافور وغیرہ اسکے بدن مین نہ لا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہین اسی طرح اسکو دھوئین اور کافر دھونے سے پاک نہ ہو گا حتی کہ اگر کوئی شخص اسکو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اسکی نماز درست نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جاویں تو ان کے مردون کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہون۔

مرتد اگر مر جائے تو اسکو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہل مذہب اسکی نعش مانگین تو انکو بھی نہ دیجائے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

اگر پانی نہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اسکو غسل دیدینا چاہئے۔

جب میت کو غسل دے چکین اور اس کی تری کپڑے سے پونچھ کر دور کر دین تو اس کو کفن پہنایا جائے۔

کفن کے مسائل

میت کو کفن دینا مثل غسل کے فرض کفایہ ہے۔ (بحرالرائق۔ ردالمحتار)

مرد کے کفن مین تین کپڑے مسنون ہین تہ بند[1]۔ کفنی[2]۔ چادر[3]۔ اور عمامہ مکروہ ہے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

عورت کے کفن مین پانچ کپڑے مسنون ہین تہ بند[4]۔ کفنی[5]۔ دوپٹہ[6]۔ سینہ بند[7]۔ چادر[8]۔

اگر مرد کے کفن مین صرف تہ بند اور چادر پر اکتفا کی جائے یا عورت کے کفن مین صرف کفنی اور تہ بند یا صرف دو تہ بندون پر اکتفا کی جائے تب بھی جائز ہے۔ اور اگر اسقدر کفن بھی ممکن نہ ہو تو جسقدر ہوسکے مگر کم سے کم اسقدر کپڑا ضروری ہے جو پورے بدن کو چھپالے۔ اگر اس قدر بھی نہ ہو تو لوگون سے مانگ کر پورا کیا جائے یہ بھی نہ ہوسکے تو جسقدر جسم

۱؎ تہ بند کو عربی مین ازار اور کفنی کو قمیص اور چادر کو ردا کہتے ہین ازار اور لفافہ دونون چادر کو کہتے ہین یہ چادرین سر سے پیر تک ہوتی ہین اور لفافہ کی چادر ازار سے کچھ تھوڑی بڑی ہوتی ہے اور قمیص ایک قسم کا کرتہ ہے جو گردن سے لیکر پیر تک ہوتا ہے مگر اسکے دامنون میں چاک نہین ہوتا۔ (ہدایہ) ۱۲ ۵؎ تہ بند اور چادر اور کفنی کی وہی حد ہے جو مرد کے کفن مین بیان ہو چکی ہے رہگیا دوپٹہ اور سینہ بند دوپٹہ تین گز کا ہوتا ہے جو سر سے لیکر منہ پر ڈال دیا جاتا ہے لپیٹا نہین جاتا اور سینہ بند سینے سے لیکر رانون تک ہوتا ہے۔ (قاضیخان) ۱۲

کھلا رہگیا ہو گھانس وغیرہ سے چھپا دیا جائے۔

قبل اسکے کہ میت کو کفن پہنایا جائے کفن مین تین مرتبہ کسی خوشبودار چیز کی دھونی دیدینا مستحب ہے۔ (بحرالرائق)

مرد کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھادی جائے اور اُس کے اوپر تہ بند بچھا دیا جائے اور میت کو کفنی پہنا کر تہ بند پر لٹا دین اور پہلے تہ بند لپیٹ دین اس طرح کہ پہلے بایان جانب اسکا میت کے بدن پر رکھین اس کے بعد داہنا تاکہ داہنا جانب بائین کے اوپر رہے بعد اسکے پھر چادر کو اُسی طرح لپیٹ دین تاکہ داہنا جانب بائین کے اوپر رہے۔

عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھا کر اُس کے اوپر تہ بند بچھا دین اور عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بالون کے دو حصے کر کے ایک حصہ گردن کے پیچھے سے داہنے جانب لاکر اور دوسرا گردن کے پیچھے سے بائین لاکر سینے پر رکھدین کفنی کے اوپر بعد اس کے دوپٹہ اسکے سر سے لیکر مُنہ تک ڈالدین بعد اسکے تہ بند پر اُسکو لٹا دین اور مثل سابق پہلے تہ بند کو لپیٹ دین اسکے بعد چادر کو ان سبکے بعد سینہ بند کو لپیٹ دین اگر ہوا وغیرہ سے کفن کے کھل جانیکا خوف ہوتا ہو اُسکو کسی چیز سے باندھ دین۔ (درمختار وغیرہ)

بالغ اور نابالغ محرم اور حلال سب کا کفن یکسان ہوتا ہے۔

جو لڑکا مرا ہوا پیدا ہو یا حمل ساقط ہو جائے اسکے لئے صرف کپڑے مین لپیٹ دینا کافی ہے کفن مسنون کی کوئی ضرورت نہین۔ (ردالمحتار وغیرہ)

اسی طرح اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے اسکو بھی کسی کپڑے مین لپیٹ دینا کافی ہے ہان اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا

لہ اسی وجہ سے جب مصعب بن عمر رضی اللہ عنہ جنگ احد مین شہید ہوئے اور انکے پاس صرف ایک چادر بچی کہ اگر اس سے انکا سر چھپایا جاتا تھا تو پیر کھلجاتے تھے اور اگر پیر بند کئے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انکے سر کو تو چادر سے بند کر دو اور پیر کو اذخر سے۔ اذخر ایک قسم کی گھانس ہے ۱۲-

ہو گو سر بھی نہو تو پھر کفن مسنون دینا چاہئیے۔ (ردالمحتار وغیرہ)
کسی انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اسکی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہو تو اسکو بھی کفن مسنون دینا چاہیئے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہو اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔
کفن انھین کپڑون کا ہونا چاہیئے جنکا پہننا زندگی کی حالت مین جائز تھا مرد کے لیئے خالص ریشمی یا زعفران کسم کے رنگے ہوئے کپڑے کا کفن ندیا جائے ہان عورتون کو اس قسم کا کفن دیا جا سکتا ہی اسلئے کہ انکو حالت زندگی مین ایسے کپڑون کا پہننا جائز تھا۔
کفن کا گران قیمت کپڑے سے بنانا مکروہ ہی اور بہت برے کپڑے کا بھی نہ ہونا چاہیئے بلکہ ایسے کپڑون کا جنکو میت اپنی زندگی کی حالت مین جمعہ اور عیدین میں...... پہنتا ہو اور عورت کے لئے ایسے کپڑیکا جسکو وہ اپنے ماں باپ کے پاس پہنکر جاتی ہو کفن سپید رنگ کے کپڑے کا بہتر ہی پرانے اور نئے کی کچھ تخصیص نہین۔
میت کا کفن اس شخص کو بنانا چاہیے جو حالت حیات مین اُسکی کفالت کرتا تھا خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو یا نہین جیسے عورت کا کفن اُسکے شوہر کے ذمے ہی خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مری ہو یا نہین اور خواہ شوہر امیر ہو یا غریب اسی طرح غلام کا کفن اُسکے آقا کے ذمے ہی خلاصہ یہ کہ جن لوگون کا کھانا اور کپڑا زندگی مین جس شخص کے ذمے ہوگا اسی شخص کے ذمے بعد مرنیکے اُن لوگون کا کفن بھی ہوگا۔ (بحرالرائق)
اور اگر ایسا کوئی شخص نہو جسپر حالت حیات مین اسکی کفالت ضروری تھی اور وہ میت کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو تو اسکا کفن اس مال سے بنایا جائے ورنہ بیت المال سے اگر بیت المال نہو جیسا ہمارے زمانے مین ہندوستان مین نہین ہی تو مسلمانون سے چندہ لیکر اس کا کفن بنا دیا جائے۔
کافر اگر مر جائے تو اُسکا کفن مسنون طریقے سے ندیا جائیگا بلکہ کسی کپڑے مین لپیٹ دیا جائیگا اور مرتد کو بالکل کفن ندیا جائیگا نہ مسنون نہ غیر مسنون۔
جب میت کو کفن پہنا چکین تو اسکی نماز پڑھین اور اسکے تمام اعزا و احباب و اہل محلہ کو خبر کر دینا

تاکہ وہ لوگ بھی اس کے حق سے ادا ہو جائیں اور نماز مین اگر شریک ہو لین۔

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ فرض کفایہ ہی۔ منکر اس کا کافر ہی۔

نماز جنازہ درحقیقت اس میت کے لئے دعا ہی ارحم الراحمین سے۔

نماز جنازہ کے واجب ہونیکی وہی سب شرطین ہین جو اور نمازون کے لئے ہم اوپر لکھ چکے ہین ہان اس مین ایک شرط اور زیادہ ہی وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم ہو جسکو یہ خبر نہوگی وہ معذور ہی نماز جنازہ اسپر ضروری نہین۔ (رد المحتار)

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطین ہین ایک وہ جو نماز پڑھنے والون سے تعلق رکھتی ہین وہ وہی ہین جو اور نمازون کے لئے اوپر بیان ہو چکین۔ طہارت ستر عورت استقبال قبلہ نیت ہان وقت اسکے لئے شرط نہین۔ اور اسکے لئے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہی مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے مین یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائیگی تو تیمم کرے بخلاف اور نمازون کے کہ ان مین اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز نہین۔

آج کل جنازے کی نماز پڑھنے والے جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھتے ہین انکے لئے یہ امر ضروری ہی کہ وہ جگہ جسپر کھڑے ہوئے ہون اور جوتے دونون پاک ہون اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اسپر کھڑے ہون تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہی اکثر لوگ اس کا خیال نہین کرتے اور ان کی نماز نہین ہوتی۔ دوسری قسم کی وہ شرطین ہین جنکو میت سے تعلق ہی وہ چھ ہین (۱) میت کا مسلمان ہونا کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہین مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اسکی نماز صحیح ہی سوا ان لوگون کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کرین یا ڈاکہ زنی کرتے ہون بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت مین مقتول ہون۔ اگر بعد لڑائی کے یا اپنی موت سے مرجائین تو پھر انکی نماز پڑھی جائیگی۔ جس شخص نے اپنے باپ یا مان کو قتل کیا ہو اور اسکی سزا مین وہ مارا جائے تو اسکی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی۔ ان لوگون کی

نماز جنازہ نہین پڑھی جاتی۔ صحیح یہ ہی کہ جس شخص نے اپنی جان خودکشی کرکے دی ہو۔ اُسکی بر نماز پڑھنا درست ہی۔ جس لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائیگا اور اسکی نماز پڑھی جائیگی میت سے مراد وہ شخص ہی جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو مرا ہوا لڑکا اگر پیدا ہو تو اسکی نماز درست نہین۔ (ردالمحتار وغیرہ)۔ (۲) میت کا بدن اور کفن نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا ہان اگر نجاست حقیقیہ اسکے بدن سے خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہین نماز درست ہی۔ (ردالمحتار) اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو یعنی اُسکو غسل یا در صورت ناممکن ہونے غسل کے تیمم نہ کرایا گیا ہو اسکی نماز درست نہین ہان اگر اسکا طاہر کرنا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہون اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو۔ تو پھر اسکی نماز اسکی قبر پر اسی حالت مین پڑھنا جائز ہی۔ اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے خیال آئے کہ اسکو غسل نہ دیا گیا تھا تو اسکی نماز دوبارہ اُسکی قبر پر پڑھی جائے اسلئے کہ پہلی نماز صحیح نہین ہوئی ہان اب چونکہ غسل ممکن نہین ہی لہذا نماز ہو جائے گی۔ اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اسکی نماز اسکی قبر پر پڑھی جائے جبتک کہ اسکی نعش کے پھٹ جانیکا اندیشہ نہو جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہو گی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے (درمختار و ردالمحتار) میت جس جگہہ رکھی ہو اُس جگہہ کا پاک ہونا شرط نہین (ردالمحتار ۔ فتاوی عالمگیریہ)۔ (۳) میت کے جسم عورت کا پوشیدہ ہونا اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اسکی نماز درست نہین۔ (۴) میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز نہ ہو گی۔ (۵) میت کا یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھون پر اٹھائے ہون یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت مین اسکی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہو گی۔ (درمختار ۔ ردالمحتار وغیرہ)۔ (۶) میت کا وہان موجود ہونا۔ اگر میت وہان نہ موجود ہو تو نماز نہ صحیح ہوگی۔

ف ؎ مذہب حنفیہ اور مالکیہ کا ہی امام احمد اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہما کے نزدیک میت کا وہان موجود ہونا شرط نہین اُنکے نزدیک غائب پر بھی نماز جنازہ درست ہی وہ اپنی استدلال مین یہ حدیث پیش کرتے ہین۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۷)

نماز جنازہ مین دو چیزین فرض ہین۔ (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہان قایم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہی۔ (۲) قیام یعنی کھڑے ہوکر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض و واجب نمازون مین قیام فرض ہی اور بے عذر کے انکا بیٹھکر پڑھنا جائز نہین اسی طرح یہان بھی قیام فرض ہی اور بے عذر اسکا ترک جائز نہین۔ عذر کا بیان اوپر ہوچکا ہے۔ رکوع سجدے قعدے وغیرہ اس نماز مین نہین۔

نماز جنازہ مین تین چیزین مسنون ہین۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا۔ (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔ (۳) میت کے دعا کرنا۔

جماعت جیسا کہ اور نمازون کے لئے شرط نہین ہی ویسا ہی یہان بھی شرط نہین ہی اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہوجائے گا خواہ وہ عورت ہو یا مرد بالغ ہو یا نابالغ۔ (رد المحتار) ہان یہان جماعت کی زیادہ ضرورت ہی اسلئے کہ یہ دعا ہی میت کے لئے اور چند مسلمانون کا جمع ہوکر بارگاہ الٰہی مین کسی چیز کے لئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہی نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔ نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہی کہ میت کو آگے رکھکر امام اسکے سینے کے محاذی کھڑا ہوجائے اور سب لوگ یہ نیت کرین اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۶) کہ جب نجاشی بادشاہ حبشہ نے انتقال فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی خبر ہوئی تو آپنے مدینہ مین اُنپر نماز پڑھی حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہین کہ یہ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اسپر دوسرے کو قیاس نہین کرسکتے اور واقعی یہ بات ٹھیک معلوم ہوتی ہی دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدیون کے جنازہ کی نماز نہ پڑھتے تھے کیا دوسرے کو بھی ایسا کرنیکا اختیار ہی دوسرا جواب حنفیہ اور مالکیہ کا یہ ہی کہ ممکن ہی کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر کردیا گیا ہو خدا کی قدرت سے صحیح ابن حبان مین ایک حدیث بھی ملگئی جس سے یہ جواب بہت قوی ہوگیا اس حدیث کو علامۂ زیلعی نے نصب الرایہ مین نقل کیا ہی عمران بن حصینؓ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہوگیا اٹھو اُنپر نماز پڑھلو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور صحابہ بھی آپکے پیچھے صف لیتہ کھڑے ہوئے ہمیں یہ گویا معلوم ہوتا تھا کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت صلعم کے سامنے ہی اس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ نجاشی کا جنازہ حاضر کردیا گیا تھا حتی کہ صحابہ نے بھی اسکو دیکھا۔ اسکے علاوہ اگر نماز جنازہ غائب پر درست ہوتی تو قرا صحابہ جن مین حضرت خبیبؓ بھی تھے شہید ہوئے اور حضرت جبرئیلؑ نے آپکو خبر دی تو آپ اُنپر ضرور نماز پڑھتے اس لئے کہ وہ لوگ آپکو نہایت محبوب تھے واللہ اعلم ۱۲

الجنازۃ لِلّٰہِ تعالیٰ وَ دُعَاءً لِلْمَیِّتِ مین نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھون جو خدا کی نماز ہو اور میت کے لئے دعا ہو۔ یہ نیت کرکے دونون ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانون تک اُٹھا کے ایک مرتبہ اللہ اکبر کہکر دونون ہاتھ مثل نماز کے باندھ لین۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالیٰ جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ اسکو پڑھکر پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہین مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اُٹھائین بعد اُسکے درود شریف پڑھین اور بہتر یہ ہو کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز مین پڑھا جاتا ہو اور جسکو ہم اوپر لکھ چکے ہین۔ پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اُٹھائین اس تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کرین اگر بالغ ہو تو یہ دعا پڑھین اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ اور بعض احادیث مین یہ دعا بھی وارد ہوئی ہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَ اَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔ اور اگر ان دونون دعاؤن کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہو بلکہ علامہ شامی نے رد المحتار مین دونون دعاؤنکو

عـــہ اے اللہ بخشدے ہمارے زندون کو اور مُردون کو اور انکو جو حاضر ہین اور انکو جو غائب ہین اور ہمارے چھوٹون بڑون کو اور مردون اور عورتون کو اے اللہ جسکو زندہ رکھے تو ہم مین سے اسکو زندہ رکھ اسلام پر اور جسکو موت دے اُسکو موت دے ایمان پر ۱۲ عـــہ اے اللہ بخشدے اس میت کو اور رحم فرما اسپر اور معاف فرما دے اسکی سب خطائین اور عمدہ سامان کر اسکے اُترنیکا اور کشادہ کردے اُسکی قبر کو اور غسل دے اسکو پانی سے اور برف سے اور اولے سے اور صاف کر اسکو گناہون سے جیسے سفید رنگ کا کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہو اور دنیا کے گھر کے عوض مین اسکو اس سے اچھا گھر عنایت فرما اور اسکے اعزا سے بہتر وہان کے لوگون کو اور اسکی بی بی سے بہتر بی بی اس کو مرحمت فرما اور اس کو بہشت برین مین داخل فرما اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اسکو نجات دے ۱۲

اس حدیث مین پانی اور برف اور اولے سے غسل دینے کی دعا کا مطلب یہ ہو کہ اسکو انواع واقسام کی طہارتون سے طاہر فرما تاکہ پھر کسی قسم کا گناہ اسکا باقی نہ رہے ۱۲-

ایک ہی مین ملاکر لکھا ہی ان دونون دعاؤن کے سوا اور دعائین بھی احادیث مین وارد ہوئی ہین اور انکو ہمارے فقہا نے بھی نقل کیا ہی جس دعا کو چاہے اختیار کرے۔ اور اگر میت نابالغ ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا ذُخْرًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا جب دعا پڑھ چکین تو پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہین اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اُٹھائین اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دین جس طرح نماز مین سلام پھیرتے ہین۔ اس نماز مین التحیات اور قرآن مجید کی قرأت وغیرہ نہین ہی ہان اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد اس نیت سے پڑھے کہ اسمین حق تعالی کی حمد و ثنا رہی تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے تو کچھ مضائقہ نہین۔ (ردالمحتار)

نماز جنازہ امام اور مقتدی دونون کے حق مین یکسان ہی صرف اس قدر فرق ہی کہ امام تکبیرین اور سلام بلند آواز سے کہیگا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزین یعنی ثنا اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھین گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔

جنازے کی نماز مین مستحب ہی کہ حاضرین کی تین صفین کردی جائین یہان تک کہ اگر صرف سات آدمی ہون تو ایک آدمی اُن مین سے امام بنادیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہون اور دوسری مین دو۔ اور تیسری مین ایک۔ (ردالمحتار)

جنازے کی نماز بھی ان چیزون سے فاسد ہوجاتی ہی جن چیزون سے دوسری نمازون مین فساد آتا ہی صرف اسقدر فرق ہی کہ جنازے کی نماز مین قہقہہ سے وضو نہین جاتا اور عورت کی محاذاۃ سے اسمین فساد نہین آتا۔

جنازے کی نماز اس مسجد مین پڑھنا مکروہ تحریمی ہی جو پنجوقتی نمازون یا جمعے عیدین کی

عہ اے اللہ اس بچے کو ہمارے لئے فرط کردے اور اسکو ہمارے لیے ذخیرہ بنادے اے اللہ اسکو ہمارے لئے سفارش کرنیوالا بنادے اور اسکی سفارش قبول فرما۔ فرط اس جماعت کو کہتے ہین جو قافلے سے پہلے منزل پر پہنچکر آسایش کا سامان مہیا کر رکھے مقصود یہ ہی کہ اسکی سفارش ہمارے حق مین قبول فرما اور اسکو ہمارے لئے سفارش کرنیکی اجازت دے ۱۲ منہ۔ عہ اسکے مستحب ہونیکی یہ وجہ ہی کہ صحیح حدیث مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ جس میت پر تین صفین نماز پڑھ لین وہ بخشدیا جاتا ہی۔ ۱۲ (ابوداؤد)

نماز کے لئے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہاں جو مسجد خاص جنازے کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔ (ردالمحتار۔ درمختار۔ بحرالرایق وغیرہ)

میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ (درمختار۔ بحرالرایق وغیرہ)

جنازے کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ)

اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہئے کہ سب جنازوں کی صف قایم کر دی جائے خواہ اس طرح کہ ایک کے آگے ایک رکھدیا جائے کہ ہر ایک کے سر کے پاس دوسرے کے پیر ہوں خواہ اس طرح کہ ایک جنازے کے سامنے دوسرا جنازہ رکھدیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور خواہ اس طرح کہ ہر ایک کا سر دوسرے کے شانے کے محاذی ہو ان سب صورتوں میں دوسری صورت بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے محاذی ہو جائیگا جو مسنون ہے اور باقی صورتوں میں امام کو اختیار ہے کہ جس جنازے کے سامنے چاہے کھڑا ہو مگر بہتر یہ ہے کہ جو شخص سب میں بزرگ ہو اُسکے جنازے کے سامنے کھڑا ہو۔ (درمختار۔ ردالمحتار وغیرہ)

اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے اُن کی صف قایم کی جائے امام کے قریب مردوں کے جنازے اُنکے بعد لڑکوں کے اُنکے بعد مخنثوں کے اُنکے بعد بالغہ عورتوں کے اُنکے بعد نابالغہ لڑکیوں کے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اسکے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جسقدر تکبیریں ہو چکی ہیں اُنکے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائیگا اور اُسکو چاہئے کہ فوراً آتے ہوئے مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہکر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اسکے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اِس کے حق میں

تکبیر تحریمہ ہوگی پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیرون کو ادا کرے اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق مین مسبوق نہ سمجھا جائے گا[عہ] اور اسکو چاہیئے کہ فوراً تکبیر کہکر شریک ہو جائے اور بعد ختم نماز کے اپنی گئی ہوئی تین تکبیرون کا اعادہ کرلے۔

اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا اور کسی تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز مین شرکت کے لئے مستعد تھا تو اسکو فوراً تکبیر کہکر شریک نماز ہو جانا چاہیئے امام کی دوسری تکبیر کا اسکو انتظار نکرنا چاہیئے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اسکے ذمہ نہوگا بشرطیکہ قبل اسکے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیت نہ ہو۔ (بحرالرائق وغیرہ)

جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیرون کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھیگا تو دیر ہوگی اور جنازہ اٹھ جائیگا تو دعا نہ پڑھے۔

جنازے کی نماز مین اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازون کے لاحق کا ہو۔ (بحرالرائق)

جنازے کی نماز مین امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہ وقت کو ہو بشرطیکہ مسلمان ہو گو تقویٰ اور ورع مین اُس سے بہتر لوگ بھی وہان موجود ہون اگر بادشاہِ وقت وہان نہو تو اسکا نائب یعنی جو شخص اسکی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہو گو ورع اور تقوے مین اُس سے افضل لوگ وہان موجود ہون وہ بھی نہو تو قاضی شہر وہ بھی نہو تو اسکا نائب

عہ یہ مذہب قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہو انکے نزدیک نماز جنازہ مین بھی جسوقت کوئی شخص پہنچے اسکو فوراً شریک ہو جانا چاہیئے اور اس تکبیر کے حق مین وہ مسبوق نہوگا اور امام صاحب اور امام محمد صاحب کے نزدیک چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آئے وہ نماز مین شریک ہی نہین ہو سکتا اسلئے کہ جنازے کی نماز چوتھی تکبیر سے ختم ہو جاتی ہو لیکن اس مسئلے مین امام ابویوسف کے قوم پر فتویٰ ہو اگرچہ بعض علما نے اس مسئلے مین بھی امام صاحب کے موافق فتویٰ دیا ہو علامہ شامی نے اس مقام کو شرح درمختار مین بہت صاف لکھا ہو صاحب بحرالرائق نے اس مقام کو اچھا نہین لکھا انکی عبارت سے جو شکوک پیدا ہوتے ہین وہ بھی شامی سے دور ہو جاتے ہین واللہ اعلم ۱۲-

ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا جائز نہیں انھیں کا امام بنانا واجب ہے
اگر یہ لوگ کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اُس محلہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزا میں کوئی
شخص اُس سے افضل نہو ورنہ میت کے وہ اعزا جنکو حق ولایت حاصل ہو امامت کے مستحق
ہیں یا وہ شخص جسکو وہ اجازت دین اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز
پڑھادی ہو جسکو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتی کہ
اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اسکی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تا وقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا
خیال نہ ہو۔

اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جسکو امامت کا استحقاق ہے۔
تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہیں کرسکتا اسیطرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے
بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھادی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادے کا اختیار نہیں ہے
بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھ لے تب
بھی بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادے کا اختیار نہوگا گو ایسی حالت میں بادشاہ وقت کے امام
بنانے سے ترک واجب کا گناہ اولیائے میت پر ہوگا۔ (ردالمحتار)

حاصل یہ کہ ایک جنازے کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولی میت کو بشرطیکہ اُسکی
بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھادی ہو۔

دفن کے مسائل

میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اُسکا غسل اور نماز۔
جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اسکو دفن کرنیکے لئے جہاں قبر کھدی ہو لیجانا چاہیے۔

ف۵ اسی وجہ سے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے سعید بن عاص کو جو حاکم مدینہ تھے امام بنایا اگرچہ وہ خود ورع اور تقوی میں سعید سے بدرجہا افضل تھے چنانچہ خود بھی انھوں نے سعید سے فرمایا کہ اگر یہ طریقہ اسلام کا نہوتا تو میں ہرگز تمکو امام نہ بناتا ۱۲ عـہ وہ اعزا میت کے جنکو حق ولایت حاصل ہے کتاب النکاح میں بیان کیے جائینگے انشاء اللہ تعالی ۱۲

اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگون کو چاہیے کہ اسکو دست بدست لیجائین یعنی ایک آدمی اسکو اپنے دونون ہاتھون پر اُٹھا لے پھر اُس سے دوسرا آدمی لیلے اسی طرح بدلتے ہوئے لیجائین اور اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اسکو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھکر لیجائین اور اُسکے چارون پایون کو ایک ایک آدمی اُٹھائے میت کی چارپائی ہاتھون سے اٹھاکر شانون پر رکھنا چاہیے مثل مال اسباب کے شانون پر لادنا مکروہ ہی اسی طرح اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھکر لیجانا بھی مکروہ ہی۔

میت کے اُٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہو کہ پہلے اسکا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھکر اور کم سے کم دس قدم چلے بعد اُسکے پچھلا داہنا پایا داہنے شانے پر رکھکر کم سے کم دس قدم چلے اسکے بعد اگلا بایان پایا اپنے بائین شانے پر رکھکر پھر پچھلا بایان پایا بائین شانے پر رکھکر کم سے کم دس قدم چلے تاکہ چارون پایون کو ملاکر چالیس[عہ] قدم ہو جائین۔

جنازے کا تیز قدم لیجانا مسنون ہو مگر نہ اسقدر کہ نعش کو حرکت و اضطراب ہونے لگے (ردالمحتار)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائین انکو قبل اسکے کہ جنازہ شانون سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہی ہان اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہین۔ (ردالمحتار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہون بلکہ کہین بیٹھے ہوئے ہون اُنکو جنازے کو دیکھکر کھڑا ہوجانا نہ چاہیے[عہ] ۔ (ردالمحتار۔ درمختار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہون انکو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہو اگرچہ جنازہ کے آگے چلنا بھی جائز ہے ہان اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائین تو مکروہ ہو اسیطرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہو۔ (ردالمحتار وغیرہ)

جنازے کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہو اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔ (درمختار وغیرہ)

عہ حدیث مین وارد ہوا ہو کہ جو شخص جنازے کو اُٹھا کر چالیس قدم چلے اسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہین ۱۲ (شامی اور زیلعی) عہ کتب احادیث مین مروی ہو کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ دیکھکر کھڑے ہو جایا کرتے تھے مگر اخیر مین آپ نے اسکو ترک کر دیا اور یہ فعل منسوخ ہو گیا۔ (صحیح مسلم وغیرہ)

جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہون اُن کو کوئی دعا[1] یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

میت کی قبر کم سے کم اُسکے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور موافق اس کے قد کی لمبی ہو اور بغلی قبر[2] بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے ہان اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے مین قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق مین رکھکر دفن کر دین خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق مین مٹی بچھا دیجائے۔ (بحر الرائق - درمختار وغیرہ)

جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر مین اتار دین اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلے کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اُٹھا کر[3] قبر مین رکھدین۔

قبر مین اُتارنے والون کا طاق یا جفت ہونا مسنون[4] نہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبر مقدس مین چار آدمیون نے اُتارا تھا۔ (رد المحتار)

قبر مین رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہنا مستحب ہے۔

---

[1] حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ برا جانتے تھے اسکو کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہون وہ بلند آواز سے کہین کہ اللہ تمہاری میت کو بخشدے یہ روایت لکھکر علامہ شامی رد المحتار مین لکھتے مین کہ جب بلند آواز سے دعا اور ذکر کا یہ حال ہے تو میت کے ہمراہ گانے کا کیا حال ہوگا جو آجکل ہمارے شہرون مین رائج ہے ۱۲

[2] بغلی قبر بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کھودی جائے اور بعد اُسکے قبلے کی جانب ایک گڑھا اور کھودا جائے جسمین جنازہ رکھا جائے اور صندوقی کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کے بیچ مین گڑھا کھودا جائے اور اس مین میت رکھی جائے ۱۲ (رد المحتار)

[3] یہ مذہب حنفیہ کا ہے شافعیہ کے نزدیک میت قبر کے پائنتی رکھی جائے اور اسکا سر اُٹھا کر کھینچتے ہوئے قبر کے اندر لیجا کر رکھدین ۱۲۔

[4] یہ مذہب حنفیہ کا ہے شافعیہ کے نزدیک طاق عدد مسنون ہین ۱۲۔

میت کو قبر مین رکھکر داہنے پہلو پر اسکو قبلہ رو کر دینا مسنون ہی[عہ]۔ (رد المحتار)

قبر مین رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھُلجانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

بعد اسکے کچی کوٹھیون[عہ] یا نرکل سے اسکو بند کر دین پختہ کوٹھیون یا لکڑی کے تختون سے بند کرنا مکروہ ہی ہان جہان زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ کوٹھیان یا لکڑی کے تختے رکھدینا بھی جائز ہی۔ (درمختار وغیرہ)

عورت اور مخنث کو قبر مین رکھتے وقت پردہ کرکے رکھنا مستحب ہی اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہوجانیکا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہی۔ (رد المحتار)

مَردون کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا نہ چاہیئے ہان اگر عذر ہو شلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہی۔ (رد المحتار وغیرہ)

جب میت کو قبر مین رکھ چکین تو جسقدر مٹی اسکی قبر سے نکلی ہو وہ سب اُسپر ڈالدین اُس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہی بشرطیکہ بہت زیادہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اگر اس سے کم رہے تو پھر مکروہ نہین۔ (رد المحتار)

قبر مین مٹی ڈالتے وقت مستحب ہی کہ سرہانے کیطرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونون ہاتھون مین مٹی بھر کر قبر مین ڈالدے اور پہلے مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ[عہ] اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (رد المحتار)

بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا[عہ] اور میت کے لیئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید

[عہ] قبلہ رو کر دینے کو صاحب درمختار وغیرہ نے واجب لکھا ہی اسوجہ سے کہ صاحب بدائع نے ذکر کیا ہی کہ انحضرت صلعم نے اسکا حکم فرمایا مگر علامہ شامی نے لکھا ہی کہ یہ مضمون کسی حدیث مین علما کو نہین ملا پھر انھون نے تحفہ سے جو فقہ شافعی کی کتاب ہی اسکا مسنون ہونا نقل کیا اور انکا میلان بھی اسکے مسنون ہونے کیطرف انکی تحریر سے ظاہر ہوتا ہی اسلیئے ہمنے بھی اسکو مسنون لکھا ہی واللہ اعلم ۱۲ منہ

[عہ] کوٹھی ایکقسم کی اینٹ کو کہتی ہین انگریزی اینٹ عمارت کی معمولی اینٹون سے زیادہ لمبی ہوتی ہی ۱۲ منہ

[عہ] قرآن مجید کی آیت ہی معنی اسکے یہ ہین کہ اسی (زمین) سے ہمنے تمکو پیدا کیا اور اسیمین لیجا ئینگے ہم تمکو اور اسی سے پھر دوبارہ تمکو نکالینگے ۱۲ منہ

[عہ] نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فراغت پاتے تو تھوڑی دیر اسکی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کیلیئے دعائے مغفرت کرو اور اللہ سے سوال کرو کہ اسکو ایمان پر قائم رکھے اسلیئے کہ اسوقت اس سے سوال ہو رہا ہی۔ (ابو داؤد) ۱۲

پڑھکر اسکا ثواب اسکو پہنچانا مستحب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

بعد مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن کرنا نہ چاہیے اس لئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ (درمختار وغیرہ)

قبر کا مربع بنانا مکروہ ہے مستحب ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہیئے۔ (درمختار۔ ردالمحتار)

قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

قبر پر گچ کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

عـــہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا تھا اور بھی بعض صحابہ کی قبروں پر پانی چھڑکنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے ۱۲ عـــہ یہ مذہب حنفیہ کا ہے امام شافعی کے نزدیک مربع بنانا بہتر ہے مگر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کو مربع نہیں بیان کیا گیا بلکہ مثل کوہان شتر کے ۱۲ عـــہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ جو قبر بلند دیکھو اسکو زمین کے برابر کردو (ترمذی) اور بھی یہ مضمون متعدد صحابہ سے منقول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے رفیق حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبر بھی بلند نہیں ہے۔ للعـــہ مسلم اور ترمذی اور ابوداود اور نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں پر گچ کرنے سے اور ان پر لکھنے سے اور ان پر عمارت بنانے سے اور مٹی لگانے سے مضامین اس حدیث کے ان تمام کتابوں میں کچھ کسی میں کچھ کسی میں مروی ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں جہاں صاحب سفر السعادۃ نے ان امور کی ممانعت لکھی ہے فرماتے ہیں کہ جو کچھ مصنف نے ذکر کیا ہے سب حق ہے اور صحیح احادیث میں یہ مضامین وارد ہوئے ہیں اور نبی صلعم اور خلفائے راشدین اور صحابہ رض کے زمانے میں یہی طریقہ تھا مگر اخیر زمانے میں لوگوں نے اس مصلحت سے کہ مشائخ اور علما کی قدر و منزلت لوگوں کی نظروں میں رہے بزرگوں کی قبر میں یہ تکلفات شروع کردیئے خصوصاً ہندوستان میں کفار کے مرعوب کرنے کی مصلحت بھی مد نظر تھی۔ مگر اصل یہ ہے کہ جب صحیح احادیث میں ان چیزوں کی صاف ممانعت آچکی اور اسکی کوئی علت خاص نہ بیان کی گئی نہ معلوم ہوتی ہے تو پھر انکے مقابلہ میں یہ مصلحتیں کیا کام دے سکتی ہیں اخیر میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھدیا کہ اگر جہال و عوام کوئی بات کریں تو یقین ہے کہ بزرگوں کی روح اس سے ہرگز خوش نہ ہوگی ان بزرگوں کی دیانت اور کمال اسکو مقتضی ہے واللہ اعلم ۱۲۔

بعد دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت[عہ] مثل گنبد یا قبے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے اور بمضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو[عہ] ورنہ جائز نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتی کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے اور فضایل بھی اس کے بہت ہیں اسلئے اسکے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں بعض علما[سہ] نے ان اقسام کے جمع کرنیکے لئے

عہ جو احادیث کہ اوپر کے حاشیہ میں نقل کی گئیں ان سے قبر پر عمارت بنانیکی ممانعت ظاہر ہو رہی ہے ۱۲ عہ اگرچہ اس حدیث سابق سے لکھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کو انہوں نے دفن کیا تھا تو ایک پتھر انکی قبر پر آپنے رکھدیا اور فرمایا کہ یہ اسلئے تاکہ اس قبر کی پہچان رہے اور میں اپنے اعزا کو اسکے قریب دفن کروں اور پھر آپنے اپنے فرزند عزیز حضرت ابراہیم کو وہیں دفن کیا لہذا معلوم ہوا کہ قبر پر علامت بنانا جائز ہے مگر ضرورت کے وقت اور وہ حدیث جسمیں لکھنے کی ممانعت ہے اسوقت کے لئے ہے جب ضرورت نہو ۱۲ سہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اَبْوَابُ السَّعَادَةِ فِيْ اَسْبَابِ الشَّهَادَةِ اسمیں شہید کے تمام وہ اقسام جمع کئے ہیں جنکی نسبت احادیث وارد ہوئی ہیں۔ (۱) منجملہ انکے وہ شخص ہے جو جہاد میں مارا جائے اور یہ اعلی درجہ کا شہید ہے اور شہید کے لفظ سے اکثر یہی قسم مراد ہوتی ہے۔ (۲) جو مرض طاعون میں مرے یا زمانہ طاعون میں کسی اور مرض سے مرجائے۔ (۳) وہ شخص جو پیٹ کی بیماری میں مرے مثلاً دستوں کے سبب سے یا درد شکم استسقا وغیرہ سے یا عورت نفاس وغیرہ کی خرابیوں سے۔ (۴) جو ڈوب کر مرے (۵) ذات الجنب سے جو شخص مرے۔ (۶) جو شخص جمعے کے دن یا اسکے رات میں مرے۔ (۷) جو شخص جل کر مرجائے۔ (۸) جو شخص گر کر مرے۔ (۹) جو شخص شہادت کی تمنا دل میں رکھتا ہو مگر کسی وجہ سے اتفاق نہو۔ (۱۰) مرض سل میں جسکا انتقال ہو۔ (۱۱) حالت سفر میں جسکی جان نکلے (۱۲) بخار کے مرض میں جو انتقال کرے۔ (۱۳) سانپ کے کاٹنے سے جسکا انتقال ہو (۱۴) اپنے مال یا اولاد کی حفاظت میں مقتول ہو یا بیگناہ قید کیا گیا ہو اور جیل میں اسکا انتقال ہوجائے۔ (۱۵) کسی پر عاشق ہو اور اسی حالت میں مرجائے بشرطیکہ کوئی امر خلاف شریعت اس سے صادر نہو۔ حالت طلب علم میں جو شخص مرجائے۔ جو شخص روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے ۱۲

مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں مگر یہاں ہمکو شہید کے جو احکام بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جسمین یہ چند شرطین پائی جائین۔

(۱) مسلمان ہونا۔ غیر اہل اسلام کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی۔

(۲) مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا۔ جو شخص حالت جنون وغیرہ مین مارا جائے یا عدم بلوغ کیحالت مین تو اُسکے لئے شہادت کے وہ احکام جن کا ہم ذکر آگے کرین گے ثابت نہون گے۔

(۳) حدث اکبر سے پاک ہونا۔ اگر کوئی شخص حالت جنابت یا حیض و نفاس مین شہید ہو جائے تو اُسکے لئے بھی شہید عـ۵ کے وہ احکام ثابت نہون گے۔

(۴) بیگناہ مقتول ہونا۔ اگر کوئی شخص بیگناہ نہ مقتول ہوا ہو بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا مین مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہوا ہو بلکہ یون ہی مرگیا ہو تو اُس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہون گے۔

(۵) اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہی کہ کسی آلہ جارحہ عـ۵ سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے تو اُسپر شہید کے احکام جاری نہون گے اور اگر کوئی شخص حربی کافرون یا باغیون یا ڈاکہ زنون کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا اُنکے معرکۂ جنگ مین مقتول ملے تو اُس مین آلہ جارحہ سے مقتول ہونیکی شرط نہیں حتی کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ مارین اور مر جائے تو شہید کے احکام اُسپر جاری ہو جائین گے بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہون بلکہ اگر وہ سبب قتل بھی ہوئے ہون یعنی اُن سے وہ امور وقوع مین آئین جو باعث قتل ہو جائین تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائین گے۔ مثال

عـ۵ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک برگزیدہ صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت مین شہید ہوئے تھے انکو فرشتون نے غسل دیا تھا انکا قصہ صحیح احادیث مین مذکور ہے۔

عـ۵ آلۂ جارحہ سے مراد وہ آلہ ہے جس مین کاٹنے کی قوت ہو جیسے تلوار۔ چاقو۔ چھری۔ یا اور کوئی باڑھ دار چیز۔ خواہ لوہے کی ہو یا نہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی بانس کے ٹکڑے یا ناخون کی نوک سے ذبح کر ڈالا جائے اُسپر بھی شہید کے احکام جاری ہو جائین گے۔

(۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا۔ (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا اس جانور کو حربی وغیرہ نے بھگایا جسکی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گرکر مرگیا۔ (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز مین آگ لگادی جس سے کوئی جل کر مرگیا۔ (بحر الرائق وغیرہ)

(۶) اس قتل کی سزا مین ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص اگر مالی عوض مقرر ہوگا تب بھی اُس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہوں گے۔ **مثال** (۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلہ جارحہ سے قتل کردے (۲) کوئی مسلمان کسی کو آلہ جارحہ سے قتل کرے مگر خطاءً مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کررہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے۔ (۳) کوئی شخص کسی جگہہ سوا معرکۂ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو۔ ان سب صورتون مین چونکہ اس قتل کے عوض مین مال واجب ہوتا ہے قصاص نہین واجب ہوتا اس لئے یہان شہید کے احکام جاری نہون گے۔ مالی عوض کے مقرر ہونے مین ابتداءً کی قید اسوجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کی سبب سے قصاص معاف ہوکر اسکے بدلے مین مال واجب ہوا ہو تو وہان شہید کے احکام جاری ہوجائینگے **مثال** (۱) کسی حربی کافر نے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو مگر اس مسلمان کے وارثون سے اور اس کافر سے کچھ مال کے عوض مین صلح ہوگئی ہو تو اس صورت مین چونکہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداء مین واجب نہین ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے اسلیے یہان شہید کے احکام جاری ہوجائین گے۔ (۲) کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلہ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت مین ابتداءً قصاص ہی واجب ہوا تھا مال ابتداءً نہین واجب ہوا بلکہ باپ کے احترام وعظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہوکر اس کے بدلے مین مال واجب ہوا ہے لہذا یہان بھی شہید کے احکام جاری ہوجائین گے۔

(۷) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امور راحت وزندگی کے مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے خرید فروخت وغیرہ کے اس سے وقوع مین نہ آئین اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اسکی زندگی حالت ہوش وحواس مین گزرے اور نہ اسکو حالت ہوش مین معرکہ سے اُٹھا کر لائین

ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اُٹھا لائیں تو کچھ حرج نہو گا۔ اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام مین داخل نہو گا اسلئے کہ زیادہ کلام کرنا زندون کی شان سے ہی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملے مین ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملے مین ہی تو نہ خارج ہوگا۔ اگر کوئی شخص معرکۂ جنگ مین شہید ہوا اور اس سے یہ باتین صادر ہون تو اگر معرکۂ جنگ کے بعد صادر ہون گی تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائیگا ورنہ نہین۔

جس شہید مین یہ سب شرائط پائے جائین اسکا ایک حکم یہ ہی کہ اُسکو غسل ندیا جائے اور اسکا خون اُسکے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اُسکو دفن کر دین دوسرا حکم یہ ہی کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو اُن کپڑون کو اُسکے جسم سے نہ اُتارین ہاں اگر اُسکے کپڑے کفن مسنون سے کم ہون تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لئے اور کپڑون کا زیادہ کر دینا جائز ہی اسی طرح اگر اُسکے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہون تو زائد کپڑون کا اُتار لینا بھی جائز ہی اور اگر اُسکے جسم پر ایسے کپڑے ہون جن مین کفن ہونے کی صلاحیت نہو جیسے پوستین وغیرہ تو اُنکو بھی اُتار لینا چاہئے ہاں اگر ایسے کپڑون کے سوا اُسکے جسم پر کوئی کپڑا نہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اُتارنا چاہئے ٹوپی۔ جوتہ۔ موزہ ہتیار وغیرہ ہر حال مین اُتار لیا جائے گا۔ اور باقی سب احکام جو اور موتیٰ کیلئے ہین مثل نماز وغیرہ کے وہ سب اُنکے حق مین بھی جاری ہونگے۔

اگر کسی شہید مین ان شرائط مین سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اُسکو غسل بھی دیا جائے گا اور

ع شہید کے یہ دونون حکم صحیح احادیث سے ثابت ہین جنگ اُحد مین جو صحابہ شہید ہوئے تھے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے غسل کے دفن کر دینے کا حکم دیا تھا اور جن کپڑون کو پہنے ہوئے تھے انھین مین انکے دفن کا حکم فرمایا تھا اور اُن پر نماز پڑھنا متعدد احادیث سے ثابت ہی اگرچہ ہر ہر حدیث ضعیف بھی ہو مگر مجموعہ اُن سبکا حسب اصول حدیث ضرور حسن ہے اور صحیح بخاری کی نماز نہ پڑھنے کی روایت پر مثبت و نافی کے قاعدے سے اسی کو ترجیح ہے باقی رہے یہ شرائط انکی وجہ یہ ہے کہ میت کو غسل ندینا اور کفن نہ پہنانا خلاف قیاس ہی اور جو حکم خلاف قیاس مروی ہوتا ہی وہ انھین خصوصیات مین منحصر رہتا ہی اور یہ حکم شہدائے اُحد کے بارے مین صادر ہوا تھا لہذا انکے حالات اور خصوصیات کا لحاظ کر کے ان شرائط کا اعتبار کیا گیا ۱۲ ۔ (ردالمحتار)

نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

متفرق مسائل

(۱) اگر میت کو قبر مین قبلہ رو کرنا یاد نرہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کے لئے اسکی قبر کھولنا جائز نہین ہان اگر صرف کوٹھی رکھی گئی ہون مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہان کوٹھیا اُٹھا کر اسکو قبلہ رو کر دینا چاہیے۔

(۲) عورتون کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۳) رونے والی عورتون کا یا بیان کرنے والیون کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۴) میت کو قبر مین رکھتے وقت اذان کہنا مکروہ نہین بلکہ بدعت ہے۔ (رد المحتار)

(۵) اگر امام جنازے کی نماز مین چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیون کو چاہئے کہ اُن زائد تکبیرون مین امام کا اتّباع نکرین بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہین جب امام سلام پھیرے تو خود بھی پھیر دین ہان اگر یہ زائد تکبیرین امام سے نہ سنی جائین بلکہ مکبر عہ سے تو مقتدیون کو چاہئے کہ اتباع کرین اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھین یہ خیال کرکے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیرین مکبر نقل کر چکا ہے وہ غلط ہون امام نے اب تکبیر تحریمہ کی ہو۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۶) اگر کوئی شخص کشتی پر مر جائے اور زمین وہان سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو اسوقت چاہئے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کرکے اسکو دریا مین ڈالدین اور اگر زمین اس قدر دور نہ ہو تو اُس نعش کو رکھ چھوڑین اور زمین مین دفن کر دین۔ (درمختار وغیرہ)

(۷) اگر کسی شخص کو نماز جنازے کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اسکو صرف

عہ جب جماعت زیادہ ہوتی ہے اور یہ خیال ہوتا ہو کہ امام کے تکبیرون کی آواز اخیر صفون تک نہ پہنچ سکے گی تو درمیان مین ایک دو شخص حسب ضرورت مقرر کر دیئے جاتے ہیں کہ امام کی تکبیر سنکر بلند آواز سے تکبیر کہدین تاکہ وہ مقتدی جو انکے بعد مین انکی تکبیر کو سنکر ارکان نماز کے ادا کرنے مین خطا نکرین اسی تکبیر کہنے والے کو مکبّر کہتے مین ۱۲

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کہدینا کافی ہو - اگر یہ بھی نہ ہوسکے اور صرف چار تکبیرون پر اکتفا کیجائے تب بھی نماز ہوجائے گی اس لئے کہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہو اور اسیطرح درود شریف بھی فرض نہیں ہو - (بحر الرائق وغیرہ)

(۸) جب قبر مین مٹی پڑ چکے تو اسکے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں ہان اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہو - **مثال** (۱) جس زمین مین اسکو دفن کیا ہو وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اسکے دفن پر راضی نہو - (۲) کسی شخص کا مال قبر مین رہگیا ہو -

(۹) اگر کوئی عورت مر جائے اور اُسکے پیٹ مین زندہ بچہ ہو تو اسکا پیٹ چاک کرکے وہ بچہ نکال لیا جائے - اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مرجائے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کرکے نکال لیا جائے - (درمختار وغیرہ)

(۱۰) قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام مین دفن کرنے کے لئے لیجانا جائز خلاف اولی ہو بشرطیکہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہو اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہین اور بعد دفن کے نعش کھود کر لیجانا تو ہر حال مین ناجائز ہو -

(۱۱) میت کی تعریف کرنا خواہ نظم مین ہو یا نثر مین جائز ہو بشرطیکہ تعریف مین کسی قسم کا مبالغہ نہو وہ تعریفین بیان نہ کیجائین جو اسمین نہون - اس تعریف کرنیکو ہمارے عرف مین مرثیہ کہتے ہین -

(۱۲) میت کے اعزا کو تسکین وتسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب انکو سنا کر انکو صبر پر رغبت دلانا - اور انکے اور نیز اس میت کیلئے دعا کرنا جائز ہو - اسی کو تعزیت کہتے ہین[۵] تین

عہ ترجمہ - اے اللہ بخشدے تمام مسلمان مردون اور عورتون کو ۱۲ عسہ ایک صحابی کی انگوٹھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس مین رہگئی تھی بعد دفن کے اور مٹی ڈال چکنے کے انکو خیال آیا اور باتفاق صحابہ قبر کھول کر وہ اندر گئے اور انگوٹھی نکال لائے اصل مقصود انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تھی چنانچہ اکثر وہ فخر کیا کرتے تھے کہ مین تم سے زیادہ قریب العہد ہون نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے ۱۲ عسہ حدیث شریف مین آیا ہو کہ جو کوئی کسی مصیبت رسیدہ کی تعزیت کرے اللہ تعالی انکو بھی اُسیقدر ثواب عنایت فرماتا ہو جسقدر اس مصیبت رسیدہ کو تعزیت کے وقت مین ان کلمات کا کہنا منقول ہو - اَعْظَمَ اللّٰهُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ ترجمہ اللہ تیرا ثواب زیادہ کرے اور تجھے عمدہ صبر عطا فرمائے اور تیری میت کو بخشدے ۱۲ - (رد المحتار)

دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہی لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزا سفر مین ہون اور تین دن کے بعد آئین تو اس صورت مین تین دن کے بھی تعزیت مکروہ نہین جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اسکو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہی۔

(۱۳) اپنے لئے کفن تیار کر رکھنا مکروہ نہین قبر کا تیار کر رکھنا مکروہ ہی[عہ]۔ (در مختار)

(۱۴) میت کے کفن پر کوئی دعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا یا اسکے سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور پیشانی پر انگلی سے بغیر روشنائی کے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھنا جائز ہی مگر کسی صحیح حدیث سے اسکا ثبوت نہین اسلئے اسکے مسنون یا مستحب ہونیکا خیال نہ کرنا چاہئے

(۱۵) قبر پر کوئی سبز شاخ رکھدینا مستحب ہی[عہ] اور اگر اسکے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اسکا کاٹ ڈالنا مکروہ ہی۔ (رد المحتار)

(۱۶) ایک قبر مین ایک سے زیادہ نعش کا دفن کرنا نہ چاہئے مگر بوقت ضرورت جائز ہی پھر اگر سب مرد ہی مرد ہون تو جو ان سب مین افضل ہو اسکو پہلے رکھین اسکے بعد درجہ بدرجہ رکھین اور اگر کچھ مرد ہون کچھ عورتین تو مردونکو پہلے رکھین انکے بعد عورتونکو۔ (فتاویٰ عالمگیریہ)

ایصال ثواب کے مسائل

چونکہ ایصال ثواب کے طریقوں مین آجکل بہت نامشروع باتون اور رسم و رواج کی آمیزش ہو گئی ہی حتی کہ اکثر لوگون کو ان امور کے مسنون و مشروع ہونے کا خیال ہی جو بالکل ناجائز

عہ کفن کا تیار رکھنا اس وجہ سے مکروہ نہین کہ اسکی حاجت یقینی ہی بخلاف قبر کے اسلئے کہ یہ معلوم نہین کسیکو کہ کہان مریگا اور کس طرح موت آئے گی شاید دریا کے سفر مین موت آجائے اور قبر کی حاجت ہی نہ پڑے یا خشکی ہی مین مرے مگر جہان قبر تیار کرائی ہو وہان نہ مرے بلکہ دوسری جگہ ۱۲ عہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبرون پر ایک تازی شاخ کے دو حصے کرکے رکھدیئے اور فرمایا کہ جبتک خشک نہونگی اسوقت تک اُس میت پر عذاب کی تخفیف رہیگی۔ بعض مالکیہ کا قول ہی کہ یہ تخفیف عذاب بصرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے ہوئی تازی شاخ کی تسبیح وغیرہ کو اسمین دخل نہین ہر شخص کے رکھنے سے یہ بات حاصل نہین ہوسکتی مگر یہ قول بے دلیل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بے دلیل کے ثابت نہین ہوسکتا ۱۲ (رد المحتار)

ہیں اور اس سے طرح طرح کی خرابیاں واقع ہو رہی ہین۔

یہ خرابی کیا کم ہو کہ ایک ایسا فعل امور دین سے سمجھہ لیا جائے اور عام طور پر اُسکا التزام کر لیا جائے جو اصول شریعت سے ثابت نہو جسکی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہون کہ جو ایسا کام دین مین نکالا جائے وہ مردود ہی اور گمراہی کا سبب ہی۔

یہ خرابی کیا کم ہو کہ عورتوں کے رسم ورواج اور جاہلوں کے افعال سنت سمجھہ لئے جائین اور مثل سنت رسول اللہ کے اُن پر عمل ہونے لگے اور بدعت سے اجتناب اور احتراز کی جسقدر سخت تاکیدین شریعت مین وارد ہوئی ہیں وہ سب بالائے طاق کر دی جائین۔

ان وجوہ سے مناسب معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے کچھہ مسائل اور اسکا مشروع طریقہ بیان کر دیا جائے جسکو دیکھکر ناظرین خود سمجھہ لین گے کہ اسکے سوا اور باتین جو اس زمانے مین ایجاد کر لی گئی ہین سب غیر مشروع ہین۔ بلکہ بعض بعض غیر مشروع باتوں کا ذکر بھی کر دیا جائے گا۔ تمام اُن نامشروع چیزون کا ذکر کرنا جو اس زمانے مین رائج ہین اگرچہ مفید تھا مگر ہمارے امکان مین نہین اسلئے کہ ہر ملک مین جداگانہ رسم ورواج وہان کے لوگون نے جاری کر رکھی ہین خود ہندوستان ہی کے مختلف مقامات مین مختلف رسوم جاری ہین ان سب پر ہمکو اطلاع نہین۔

اس بیان مین ہم زیادہ طول دینا بوجہ اسکے کہ یہ مسئلہ اس فن کا نہین ہی مناسب نہین سمجھتے یہان ہم سب سے پہلے بدعت کی تعریف لکھتے ہین۔

مسئلہ حسب تصریح علمائے محققین بدعت کے دو معنی ہین ایک لغوی دوسرے اصطلاحی شرعی لغت مین بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہین خواہ عبادات کی قسم سے ہو یا عادات کی اس معنی کے اعتبار سے ہر چیز کو اُسکے ماسبق کے اعتبار سے بدعت کہہ سکتے ہین دین اسلام کو بھی باعتبار دین عیسوی کے بدعت کہا جا سکتا ہی اسی اعتبار سے حضرت فاروق نے تراویح کی جماعت خاصہ کو بدعت فرمایا اور اسی لحاظ سے فقہا نے بدعت کی پانچ قسمین کی ہین بدعت واجبہ۔ بدعت مستحبہ۔ بدعت مباحہ۔ بدعت مکروہہ۔ بدعت محرّمہ۔ اور اصطلاح شریعت مین بدعت اس چیز کو کہتے ہین جو امور دینیہ سے سمجھی جائے اور کسی دلیل شرعی سے

اس کا ثبوت نہ ہو نہ کتاب اللہ سے نہ احادیث سے نہ اجماع مجتہدین سے نہ قیاس شرعی سے اس معنی کے لحاظ سے بدعت کی کوئی قسم سوا مذمومہ کے نہیں ہو سکتی اور اسی معنی کے اعتبار سے حدیث صحیح مین وارد ہوا ہو کہ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ جب بدعت کی تعریف معلوم ہو چکی تو ہر مسلمان کو یہ امر ضروری ہوا کہ جب کوئی کام دین کا کرے تو پہلے تحقیق کرلے کہ اس کام کا ثبوت کسی دلیل شرعی سے ہوتا ہے یا نہین اگر نہوتا ہو تو گو وہ کام اپنی طبیعت کو کیسا ہی اچھا معلوم ہوا ور کتنے ہی بڑے بڑے لوگون نے اس کام کو کیا ہو مگر اسکے کرنے سے سخت اجتناب کرے ورنہ اس وعید شدید کا مستحق ہو گا جو صحیح احادیث مین وارد ہوئی ہو۔

مسئلہ۔ اہل سنت کا اس امر پر اجماع ہو کہ اگر کوئی شخص اپنے اعمال وعبادات کا ثواب خواہ مالی ہون جیسے صدقہ وغیرہ یا بدنی جیسے نماز روزہ قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کسی دوسرے کو دیدے تو حق جل شانہ محض اپنے فضل سے اُن عبادات کا ثواب اسکو پہنچا دیتا ہی ہاں[1] اس مین اختلاف ہو کہ فرائض کا ثواب بھی دوسرے کو پہنچ سکتا ہی یا صرف نوافل کا[2] اور اس مین بھی اختلاف ہو کہ زندون کو بھی یہ ثواب پہنچ سکتا ہی یا صرف مُردون کو۔

فائدہ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب پہنچانے کو ہمارے عرف مین فاتحہ[3] کہتے ہین۔

مسئلہ۔ صحیح یہ ہو کہ جسوقت جو عبادت کی جائے اُسکے ساتھ ہی دوسرے کو اُس کا ثواب دینے کی نیت شرط نہین حتیٰ کہ اگر بعد اُس عبادت کے بھی کسی دوسرے کو اسکے دینے کی نیت کرلیجائے تب بھی جائز ہو اور اس کا ثواب دوسرے کو پہنچ جائیگا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص اپنی کسی عبادت کا ثواب دوسرے شخص کو دیدے تو یہ نہین ہوتا کہ اُس عبادت کا ثواب اسکے کرنیوالے کو بالکل نہ ملے بلکہ اس عبادت کا ثواب اسکو بھی ملتا ہے

---

[1] امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت مشہور ہو مگر متاخرین شافعیہ کی تحقیق میں ہمارا ہی مذہب مقبول ہوا ہو ۱۲ درالمختار

[2] صاحب بحرالرائق نے لکھا ہو کہ فرائض اور نوافل دونون کا ثواب پہنچ سکتا ہو اور اسیطرح زندہ اور مردہ دونون کو ثواب پہنچ سکتا ہو مگر مشہور اور محقق اسکے خلاف ہو ۱۲

[3] شاید اسکو فاتحہ اسی سبب سے کہتے ہیں کہ اس تلاوت مین سورہ فاتحہ بھی ہوا کرتی ہو ۱۲

اور جسکو دیا گیا ہی اُسکو بھی یہ محض فضل الٰہی ہی۔ اسی وجہ سے علمانے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی نفل عبادت کو کرے تو اسکو چاہئے کہ اُس کا ثواب مومنین کی ارواح کو پہنچاوے تاکہ اسکو بھی ثواب ملے اور ان لوگون کو بھی بلکہ اس صورت میں مومنین کی نفع رسانی کے سبب سے دوہرے ثواب کی اُمید ہی۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کسی ایک عبادت کا ثواب کئی مردون کی روح کو پہنچائے تو وہ ثواب تقسیم ہوکر اُن مردون کو نہین دیا جاتا بلکہ ہر شخص کو پورا پورا ثواب جو اس عبادت کا مقرر ہی عنایت ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مقدس مین بھی عبادات کا ثواب بھیجنا مشروع ہی حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئی عمرے کئے اور اُن کا ثواب آپ کی حد سے زیادہ مقدس روح کو پہنچایا اور بھی بعض بعض صحابہ اپنی عبادتون کا ثواب اس بارگاہ نورانی مین ہدیہ کیا کرتے تھے۔ علمائے امت نے بھی اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ وافر حاصل کیا ہے علامہ ابن سراج رحمہ اللہ نے آپ کی طرف سے دس ہزار سے زیادہ قرآن مجید ختم کئے اور اسی قدر قربانیان کین۔ حضرات صوفیہ کے یہان ایک نماز رائج ہی جو ظہر۔ مغرب۔ عشا کے بعد دو رکعت پڑھی جاتی ہی اور اُسکا ثواب آپ کی مقدس روح کو پہنچایا جاتا ہے اس نماز کو ہدیۃ الرسول کہتے ہین اس نماز کو بعض ناواقف مسنون سمجھتے ہین حالانکہ ایسا نہین ہی مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصال ثواب کیا جاتا ہی اس لئے اس کا پڑھنا موجب ثواب ضرور ہی۔ لہذا بعض علما کا یہ خیال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس روح کو ایصال ثواب مشروع محض خطا[عہ] ہی۔

عہ بعض علما کا خیال ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب مقدس مین ایصال ثواب مشروع نہین بدو وجہ اول یہ کہ حضرت نے اپنے لئے اسکا حکم نہیں دیا دوسرے یہ کہ ایصال ثواب یا ترقی درجات کو مفید ہوتا ہی یا مغفرت ذنوب کو یہ دونون باتین یہان بے سود ہین جو درجات عالیہ کہ حضرت کو عنایت ہوئے ہین ان سے بڑھکر اور کوئی درجہ ہی نہین جسکے حصول کی امید ہو گناہون کا وہان ذکر ہی کیا جسکے معافی کی آرزو کیجائے۔ مگر یہ خیال صحیح نہین (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۷)

علما نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصال ثواب مستحب ہے اس لئے کہ آپ کے حقوق جو امت پر ہیں بیحد وبیحساب ہیں جو جو احسانات آپ نے کئے ہیں انکا شمار نہیں ہوسکتا۔ یہ احسان کیا کم ہے کہ چاہ ضلالت سے نکلکر شاہراہ ہدایت پر چلنا آپ ہی کی بدولت نصیب ہوا کفر کی روح فرسا تاریکیوں سے نجات پاکر اسلام کی دلربا روشنی آپ ہی کی طفیل سے ملی۔ ان احسانات کی مجازات اگرہم کچھہ نہیں ہوسکتی تو اسی قدر سہی کہ کبھی کبھی اگر کچھہ عبادت ہوسکے تو اسکا ثواب آپ کی روح شریف کو پہنچادین۔ میرے خیال مین وہ شخص بہت بدنصیب ہے جسکو تمام عمر مین ایک دفعہ بھی یہ سعادت نہ نصیب ہوئی ہو۔

مسئلہ۔ ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب پہنچانا منظور ہو اس عبادت سے فراغت کرکے اللہ تعالی سے دعا کرے کہ اے اللہ اس عبادت کا ثواب فلان شخص کی روح کو پہنچادے

مثال۔ قرآن مجید کی سورتین یا اور کوئی ذکر یا تسبیح وغیرہ پڑھکر یا نفل نماز پڑھکر یا کسی محتاج کو کھانا کھلاکر یا کچھہ دیکر یا روزہ رکھکر یا حج کرکے حق تعالی سے دعا کرے کہ اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ هٰذِهِ الْعِبَادَةِ اِلٰى فُلَانٍ۔

آجکل ہمارے اطراف مین جو یہ رائج ہے کہ کھانا یا شیرینی وغیرہ آگے رکھکر قرآن مجید کی سورتین پڑھتے ہین اور اسکو ایک ضروری امر خیال کرتے ہین حتی کہ اگر کوئی شخص اسکے خلاف کرے یعنی بغیر اسکے کہ کھانا آگے رکھا جائے قرآن مجید کی سورتین پڑھکر اس کا ثواب میت کو پہنچادے تو اسپر سخت انکار کیا جاتا ہے عوام کے خیال مین یہ بات جم گئی ہے کہ جبتک یہ خاص صورت نہ کیجائے میت کو ثواب نہ پہنچے گا حالانکہ یہ ایک سخت بدعت ہے کھانا اگر کسی کو کھلایا جائے تو اس کا ثواب علیحدہ میت کو پہنچے گا قرآن مجید کی سورتین پڑھکر بخشی جائین گی اسکا ثواب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۶) اولاً اسلئے کہ ایسے امور مین خاص اجازت اور حکم کی ضرورت نہین ورنہ صحابہ اور علماء امت ایسا نکرتے خصوصاً ابن عمر جیسے متبع سنت صحابی کا اس کو کرنا کیسے ممکن ہے ثانیاً اس لئے کہ یہان ایصال ثواب سے ترقی درجات کی آرزو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ مین ترقی ممکن ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے لئے زیادت مراتب کی دعا نکرتے حالانکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور درود شریف مین بھی زیادتی کی دعا کیجاتی ہے اور وہ بھی احادیث سے ثابت ہین ۱۲ (ردالمحتار)

علیحدہ پہنچے ان دونون مین ایک کو دوسرے پر موقوف سمجھنا نہایت جہل ہے۔ عوام کے اس خیال کا سبب جہان تک مین غور کرتا ہون شاید یہ ہوا ہو کہ کسی بزرگ نے کسی میت کے ایصال ثواب کے لئے چاہا ہوگا کہ عبادت مالی اور عبادت بدنی دونون کا ثواب اسکو پہنچایا جائے لہذا انھون نے قرآن مجید کی تلاوت بھی کی ہوگی اور کھانا بھی کسی محتاج کو کھلایا ہوگا اور یہ دونون عبادتین کسی اتفاق سے ایک ہی مجلس مین ہوئی ہونگی اس حالت اجتماعی کو دیکھکر بعض ناواقف سمجھتے ہونگے کہ کھانے کا آگے رکھکر پڑھنا ایک ضروری امر ہے۔ یہ رسم سوا ہندوستان کے اور کسی ملک مین نہین ہوتی۔

ہمارے زمانے مین عوام کو یہی خیال ہے کہ قبر پر جاکر پڑھنے مین زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اسکے کہ اپنی جگہہ پر پڑھ دیا جائے یہان تک کہ جب کسی کو کچھہ پڑھکر کسی میت کو اسکا ثواب پہنچانا منظور ہوتا ہے تو خاص کر اس بیچارے کو قبر پر جانا پڑتا ہے حالانکہ یہ خیال محض بے اصل ہے جیسا کہ قبر پر جاکر پڑھنا ویسا ہی اپنی جگہہ پر۔ ہان یہ دوسری بات ہے کہ جب زیارت قبر کے لئے جائین تو وہان فاتحہ بھی پڑھ لین۔

مسئلہ- چند لوگون کا مقرر کر دینا کہ وہ قبر کے پاس بیٹھکر قرآن مجید پڑھا کرین اور اسکا ثواب میت کو دیا کرین جائز ہے بشرطیکہ قبر پر بیٹھنا صرف اس غرض سے ہو کہ التزام و اطمینان کے ساتھ ہو جایا کرے۔　　(درمختار- ردالمحتار)

مسئلہ- ایصال ثواب کے لئے دن اور تاریخ کا مقرر کرنا جیسا کہ ہمارے زمانہ مین رائج ہے تیجا- دسوان- بیسوان- چالیسوان- ششماہی- برسی- محض بے اصل ہے لیکن اگر اس تقرر تاریخ سے کوئی غرض صحیح متعلق ہو تو پھر بیجا نہو گا مثل اسکے کہ کام کا وقت مقرر کر لینے سے کام اچھا اور انتظام اور اطمینان سے ہوتا ہے جیسا کہ صحابہ نے قرآن مجید کی تلاوت کا وقت مقرر کر لیا تھا یا یہ غرض ہو کہ وقت مقرر ہو جانے سے لوگون کے بلانے کی زحمت نہ اٹھانا پڑے گی- اور لوگون کے جمع ہونے کی ضرورت[عہ] رہا کرتی ہے اور بے کسی غرض صحیح کے ناجائز ہے

عہ لوگون کو جمع ہونیکی ضرورت ایک تو یہ ہوتی ہے کہ چند مسلمانون کا ملکر دعا مغفرت کرنا زیادہ قبولیت کا سبب سمجھا جاتا ہے دوسرے یہ کہ چند آدمی ملکر عبادت کرینگے تو زیادہ ہوگی بہ نسبت ایک شخص کے اور اسکا ثواب بھی زیادہ ہوگا اور یہی اصل مقصود ہے تیسرے یہ کہ فقراکو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے اسکا انتظام بھی اچھا ہوگا ۱۲-

اسی لحاظ سے شیخ دہلوی نے اس اجتماع خاص کو جو سیوم کے دن ہوتا ہے بدعت و حرام لکھا ہے۔ (شرح سفر السعادۃ)

ہمارے زمانے میں ان تاریخون پر سخت التزام ہو گیا ہے اگر کوئی ان تاریخون مین اُن اعمال کو نکرے تو نشانہ ملامت ہوتا ہے جسکے سبب سے دو خرابیان سخت پیدا ہو گئی ہین ایک یہ کہ عوام کا اعتقاد خراب ہو گیا وہ خدا جانے ان تاریخون کے اعمال کو کیا سمجھنے لگے سنت یا مستحب یا شاید اس سے بھی زیادہ دوسرے یہ کہ بعض لوگ جو ان اعمال کی اصلیت سے واقف ہین اور ان کے اعتقاد مین کسی قسم کی خرابی نہین آئی محض خوف ملامت[عہ] سے ان اعمال کو کرتے ہین اس سے مقصود خوشنودی الٰہی نہین ہوتی بیچارے دن سے جسطرح ممکن ہوا قرض وام لیکر جو دستور ہوتا ہے کرنا ہی پڑتا ہے علاوہ ان سب خرابیون کے جس چیز کو شریعت نے ہمپر لازم نہین کیا اسکو لازم سمجھ لینا یہ خود ہی کیا کم بدعت ہے زمانے کی یہ حالت دیکھکر یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ ان تعینات کے اٹھا دینے کی کوشش[عہ] کی جائے اور اصلی حالت ان اعمال کی ظاہر کر دی جائے کہ نہ یہ سنت ہین نہ مستحب۔

مسئلہ۔ چند لوگون کا مقرر کر دینا کہ وہ قبر پر بیٹھکر قرآن مجید پڑھا کرین اور اسکا ثواب میت کو پہنچائین جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

عہ علامہ شامی سراج سے ناقل ہین کہ یہ تمام افعال لوگون کے دکھلانے سنانیکو ہوتے ہین خدا کی خوشنودی انسے مقصود نہین ہوتی لہذا اسسے احتراز چاہئے ۱۲ عہ عوام کے اعتقادات کی حفاظت کے لئے شریعت نے بہت اہتمام کیا ہے بہت ایسی باتین جو مباح ہین بلکہ باعث ثواب ہین اٹھا دی گئی ہین فقہ کی کتابین جس نے دیکھی ہین اسپر اس کی مثالین پوشیدہ نہین دیکھے چار رکعت احتیاطی ظہر کی نسبت صاحب بحرالرائق نے یہ فتویٰ دیا کہ نہ پڑھی جائین محض اس خیال سے کہ عوام اسکو ضروری سمجھ لین گے اور جمعے کی نماز کی فرضیت مین انکو تردد ہو گا۔ فجر کی سنتین بعد فرض کے قبل طلوع آفتاب کے حنفیہ کے نزدیک نہین جائز ہے مگر عوام کے لئے علامہ شامی نے فتویٰ دیا۔ عیدگاہ مین قبل نماز عید کے نفل ناجائز ہے مگر حضرت علی مرتضی نے عوام کو منع نکیا اس خیال سے کہ معلوم نہین وہ لوگ ممانعت کا کیا مطلب سمجھین ۱۲۔

مسئلہ - قبرون کی زیارت کرنا یعنی انکو جاکر دیکھنا مستحب ہی بہتر یہ ہو کہ ہر ہفتے مین کم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کیجائے اور بہتر یہ ہو کہ وہ دن جمعہ کا ہو - بزرگون کی قبرون کی زیارت کے لئے سفر کرکے جانا بھی جائز ہی - عورتون کے لئے بھی زیارت قبور جائز ہو بشرطیکہ جوان نہون اور رنج وغم کے تازہ کرنے کے لئے زیارت نہ کرین بلکہ عبرت اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے - (ردالمحتار - شرح منیہ وغیرہ)

زیارت قبر کے وقت کھڑا رہنا اور کھڑے کھڑے کچھ پڑھکر اسکا ثواب میت کو پہنچانا اور اُسکے لئے اور اپنے لئے دعا کرنا مستحب ہی اور مسنون ہو کہ جب زیارت قبر کے لئے جائے تو قبرستان مین یا قبر کے پاس پہنچتے ہی کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ

عہ حدیث مین وارد ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ مین نے تم لوگون کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہون قبرون کی زیارت کیا کرو - علاوہ اسکے قبرون کی زیارت سے اگر انسان خیال کرے تو بہت بڑی عبرت حاصل کر سکتا ہو اور اپنی موت کے یاد کرنیکی تو اس سے بہتر کوئی صورت نہین اور موت کا یاد کرنا ہی عبادت ہو ۱۲ عہ علامہ شامی نے ردالمحتار مین نقل کیا ہو کہ جمعہ کے دن اور ایکدن اس سے پہلے اور ایکدن اسکے بعد اگر کوئی شخص قبر کی زیارت کرے تو میت کو اسکا علم ہوتا ہو ۱۲ عہ چونکہ اولیا اللہ کے قبور سے مختلف اقسام کے فیوض جاری ہین کسی سے کسی قسم کے کسی سے کسی قسم کے اسلئے ان کے قبرون کی زیارت کے لئے سفر کرنا بے سود نہوگا اور یہ امر سلف سے معمول ہو امام شافعی سے منقول ہو کہ انھون نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک اجابت دعا کے لئے تریاق مجرب ہو علامہ شامی لکھتے ہین کہ بعض ائمہ شافعیہ نے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے اور ون کے قبر کی زیارت کے لئے سفر کو منع کیا ہو مگر امام غزالی نے اُسکو رد کر دیا ہے اس اخیر زمانے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کی زیارت کے لئے سفر کرنے مین بہت زور وشور سے حرمت کے فتوے دیئے گئے تھے مگر بحمد اللہ کہ جناب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم فرنگی محل نے ان کا کافی انسداد کیا اور اس بحث مین کئی رسالے لکھکر خصم کو ساکت کر دیا جسکا جی چاہے السعی المشکور دیکھ لے ۱۲ عہ اسمین علما نے اختلاف کیا ہو کہ جب کوئی شخص زیارت قبر کو جائے تو میت کے سرہانے کھڑا ہو یا پائنتی محققین نے دونون صورتون کو یکسان لکھا ہو اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونون صورتین منقول ہین ۱۲ (ردالمحتار) عہ ترجمہ - سلام ہو تجپر ای گھر مومنون کے اور ہم ای مومنو ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہین اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے خیریت چاہتے ہین ۱۲

لَاحِقُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ زیارت قبر کا محض اس خیال سے ترک کر دینا
کہ وہان عوام لوگ بدعت اور شرک کی باتین مثل طواف قبور اور سجدۂ قبور وغیرہ کی
کرتے ہین یا نامحرم عورتین وغیرہ وہان جمع ہوتی ہین نہ چاہیے بلکہ ایسی حالتون مین انسان
کو لازم ہے کہ ان امور کو حتی الامکان روکے اور زیارت قبور سے باز نہ رہے (رد المحتار بحر الرائق)
مسئلہ - کسی میت کے غم مین کپڑون کا پھاڑنا یا منہ پر طمانچے مارنا یا سینے کا کوٹنا ناجائز
ہے - ہان بغیر اسکے کہ زبان سے چلا کر بیان کیا جائے صرف رونا جائز ہے اور مسنون ہے کہ جب کوئی
مسلمان کسی مصیبت مین گرفتار ہو تو إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ عہ کی کثرت کرے -
نمازون کے تمام اقسام کا بیان ہو چکا اب ہم ایک ضروری اور مفید بیان پر جسکے مسائل
اکثر فقہ کی کتابون مین متفرق ذکر کیے گئے ہین اور اس سبب سے انکے دستیاب ہونے
مین فی الجملہ دقت ہوتی ہے اس جلد کو ختم کیے دیتے ہین -

مسجد کے احکام

یہان ہمکو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہین جو وقف سے تعلق رکھتے ہین اس لئے
کہ ان کا ذکر انشاء اللہ تعالے وقف کے بیان مین آئیگا - ہم یہان ان احکام کو بیان کرتے ہین جو
نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہین -
(۱) مسجد کے دروازہ کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہان اگر نماز کا وقت ہو اور مال و اسباب
کی حفاظت کے لئے دروازہ بند کر لیا جائے تو جائز ہے -
(۲) مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب یا جماع کرنا مکروہ تحریمی ہے -

عہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ماتم مین سینہ کوبی کو بعض جاہل ثواب سمجھتے ہین حالانکہ صحیح بخاری
وغیرہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد موجود ہے کہ جو شخص منہ پر طمانچے مارے یا کپڑے پھاڑے
وہ ہمارے گروہ سے خارج ہے - عہ ترجمہ - ہم سب اللہ جل شانہ کے ملوک ہین اور اسی کے پاس
ہمکو جانا ہے - اس کلمے کے بہت فضائل ہین اسقدر تو قرآن مجید مین ہے کہ اس کلمے کے کہنے والون پر
اللہ پاک کی رحمتین نازل ہوتی ہین اور وہ لوگ مراد کو پہنچین گے ۱۲

جس گھر مین مسجد ہو اس پورے گھر کو مسجد کا حکم نہین اسی طرح اس جگہہ کو بھی مسجد کا حکم نہین جو عیدین یا جنازے کی نماز کے لئے مقرر کی گئی ہو۔

(۳) مسجد کے در و دیوار کا منقش کرنا جائز ہو بشرطیکہ کوئی شخص اپنے خاص مال عــہ سے بنائے مگر بہتر یہی ہو کہ مسجد مین نقش و نگار نہ بنائے جائین عــہ۔

(۴) مسجد کے در و دیوار پر قرآن مجید کی آیتون یا سورتون کا لکھنا اچھا نہین۔

(۵) مسجد کے اندر وضو یا کلی کرنا مکروہ تحریمی ہو ہان اگر کوئی ظرف رکھ لیا جائے کہ وضو کا پانی اُسی مین گرے مسجد مین نہ گرنے پائے تو پھر جائز ہو۔

(۶) مسجد کے اندر یا مسجد کی دیوارون پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا مکروہ تحریمی ہو۔ اور اگر نہایت ضرورت درپیش آئے تو چٹائی یا فرش پر تھوک دینا بہتر ہے بہ نسبت زمین مسجد کے اسلئے کہ چٹائی وغیرہ مسجد کا جز نہین ہین نہ انکو مسجد کا حکم ہو۔

(۷) جنب اور حائض کو مسجد کے اندر جانا مکروہ تحریمی ہو۔

(۸) مسجد کے اندر خرید فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہو ہان اعتکاف کی حالت مین بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید فروخت کرنا جائز ہو ضرورت سے زیادہ اُسوقت بھی جائز ہو۔

(۹) اگر کسی کے پیر مین مٹی وغیرہ بھر جائے تو اُسکو مسجد کی دیوار یا ستون مین پونچھنا مکروہ ہو۔

(۱۰) مسجد کے اندر درختون کا لگانا مکروہ ہو اسلئے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہو ہان اگر اسمین مسجد کا کوئی نفع ہو تو جائز ہو مثلاً مسجد کی زمین مین نمی زیادہ ہو کہ دیوارون کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت مین اگر درخت لگا یا جائے تو وہ نمی کو جذب کر لیگا۔

(۱۱) مسجد مین کوئی کوٹھری وغیرہ مسجد کا اسباب رکھنے کے لئے بنانا جائز ہو۔

(۱۲) مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہین ہو ہان اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو ایسی حالت مین مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہو۔

عــہ اگر مال وقف سے نقش و نگار بنائے جائین تو اسکا حکم وقف کے بیان میں لکھا جائے گا ۱۲

عــہ مسجد کی آرایش عبادت سے ہوتی ہے نقش و نگار اسکی زینت نہین۔ درحقیقت ایسا ہی ہو کہ کسی مردہ کو بغرض زینت ہاتھون مین چوڑیا کانون مین بالیان پہنا دی جائین۔

(۱۳۱) مسجد مین کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہین اس لئے کہ مسجد دین کے کامون خصوصًا نماز کے لئے بنائی جاتی ہے اس مین دنیا کے کام نہونا چاہیے ہان اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد مین بیٹھے اور ضمنًا اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضایقہ نہیں مثلًا کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے اور ضمنًا اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

حق جلشانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد تمام ہوگئی جسمین نماز کا بیان ہے وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین

چہل حدیث نماز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی

بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد ختم ہوچکی میرے دل مین یہ خیال آیا کہ اگر چالیس حدیثین جن مین نماز کا کچھ بیان ہو کچھ فضائل مین کچھ مسائل مین جمع کرکے اس جلد کے آخر مین ملحق کردی جائین تو بہت مناسب ہوگا چنانچہ حق تعالیٰ نے میرے اس خیال کو پورا کیا ولہ الحمد علیٰ ذلک میرے اس خیال کے چند وجوہ ہوئے جنکو مین ذیل مین بیان کرتا ہون

(۱) صحیح احادیث مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص چالیس باتین دین کی یاد کرلے اللہ تعالیٰ اسکا حشر علما کے ساتھ کرے گا۔ اسی بنا پر اکثر علمانے سلفًا عن خلف اس طرف پوری توجہ کی اور سینکڑون چہل حدیثین جمع ہوگئین۔

(۲) کسی مسئلے کا اسکے ماخذ سے سمجھ لینا اور طریق استنباط کو جان لینا ہر خاص و عام کیلئے نہایت مفید ہے اور طبیعت کو ایک قسم کی مناسبت شریعت کے ساتھ پیدا ہوجاتی ہے۔

(۳) حدیث کے پڑھنے مین ایک نہایت برکت اور نور ہوتا ہے اور باغ ایمان مین ایک عجیب شادابی و سرسبزی اس آب حیات سے حاصل ہوتی ہے حدیث پڑھنے والے کی حالت بالکل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمکلامی کی دولت سے مشابہ ہے اسی سبب سے علمانے

کہا ہی کہ اھل الحدیث ھم اھل النبی۔ دینی و دنیاوی فوائد جو حدیث پڑھنے والے کو حاصل ہوتے ہین بیشمار ہین یہ امر مشاہد اور مجرب ہو چکا ہی کہ اس فن شریف مین مشغول رہنے والون کی عمر زیادہ ہو جاتی ہی پس اگر بطور وظیفے کے بھی یہ حدیثین ہر روز بعد نماز صبح کے یا اور کسی وقت پڑھ لیجایا کرین تو انشاء اللہ تعالی بہت کچھ فائدے کی امید ہی انتیس حدیثین اس مین صحیح بخاری کی ہین جن کا ورد ہر مقصد کی کامیابی کے لئے تریاق مجرب ہی اور حرمین شریفین مین بلکہ بعض دیار ہند مین بھی معمول ہی اور ایک حدیث صحیح مسلم کی ہی اور ایک موطا امام محمد کی۔ اور نو ترمذی کی۔ موطا کی وہ حدیث جو ہمنے نقل کی ہی۔ بخاری مسلم کی حدیثون سے صحت مین کم نہین ترمذی کی وہی حدیثین ہمنے نقل کی ہین جن مین تصریح صحت کی موجود ہی پس ناظرین سے امید ہی کہ اس دولت کو غنیمت سمجھین اور ان احادیث کو یاد کرلین انکے مطالب سمجھین اور انکا ہر روز ورد رکھین۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

(۱) عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (اَلْبُخَارِیُّ)

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام[عـــہ] بنایا گیا ہی پانچ چیزون پر (۱) شہادت اسبات کی کہ سوائے اللہ کے کوئی خدا نہین اور اسبات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہین (۲) اور پڑھنا نماز کا (۳) اور زکوۃ دینا (۴) اور حج کرنا (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری)

(۲) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اُدْعُھُمْ اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کیطرف[عـــہ] بھیجا اور یہ کہا کہ وہان کے لوگون کو بلاؤ اسبات کی شہادت کی طرف کہ سوا اللہ کے

عـــہ اسی وجہ سے علمانے ان چارون چیزونکو بہ ترتیب رکن اسلام قرار دیا ہی ۱۲۔ عـــہ یہ قصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر کا ہی حضرت معاذ کو یمن کا قاضی بناکر بھیجا تھا پھر یمن سے لوٹ کر انکو آپکی زیارت نصیب نہین ہوئی اس حدیث سے معلوم ہورہا ہی کہ بعد اسلام کے سب سے پہلے نماز کا حکم ہوتا ہی ۱۲۔

اللّٰہِ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوٰتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً فِیْ اَمْوَالِھِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِھِمْ وَتُرَدُّ اِلٰی فُقَرَائِھِمْ۔ (اَلْبُخَارِیّ)

کوئی خدا نہیں اور مین اللہ کا رسول ہون پس اگر وہ لوگ تمہارے اس حکم کو مان لین تو انکو آگاہ کرو کہ اللہ نے ان پر فرض کی ہین پانچ نمازین ہر دن رات پس اگر وہ تمہارا اس حکم کو مان لین تو انکو آگاہ کرو کہ اللہ نے فرض کیا ہے انپر انکے مال مین صدقہ کہ انکے مالدارون سے لیکر انکے فقیرون کو دیا جائیگا۔ (بخاری)

(۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ (اَلْبُخَارِیّ)

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپنے فرمایا اسلام یہ ہے کہ گواہی دو اسکی کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہین اور نماز پڑھو اور زکوۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور حج کرو وہ شخص جو کعبہ تک جا سکتا ہو۔

(بخاری)

(۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قَالَ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (اَلْبُخَارِیّ)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھون نے کہا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون عبادت زیادہ پسند ہے اللہ کو آپنے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر مین نے کہا کہ پھر اسکے بعد کون فرمایا والدین کے ساتھ نیکی کرنا مین نے کہا پھر کون فرمایا اللہ کی راہ مین جہاد کرنا۔ (بخاری)

(۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسًا مَا تَقُوْلُ ذٰلِکَ یُبْقِیْ مِنْ دَرَنِہٖ قَالُوْا لَا یُبْقِیْ قَالَ فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلٰوۃِ الْخَمْسِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کیا جانتے ہو تم لوگ اگر تمہارے کسی کے دروازے پر کوئی نہر ہو کہ اسمین ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تبلاؤ یہ نہانا اسکے میل کو باقی رکھیگا صحابہ نے عرض کیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ یہی حال پانچ

عہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نماز کا رتبہ اطاعت والدین اور جہاد سے زیادہ ہے یہ فضیلت کسی دوسری عبادت مین نہین ہے ۱۲۔

يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا - (البخاري)

(۶) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ - (مسلم)

(۷) عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (البخاري)

(۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ مِنْ اَعْمَالِهِ صَلٰوتُهُ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْئًا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلٰى ذٰلِكَ - اَلتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ

نمازوں کا ہے کہ اللہ انکے سبب سے گناہوں کو مٹاتا ہے - (بخاری)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان میں نماز حایل ہے

(مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اسکی کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور اسکی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں پس جب یہ سب کرنے لگیں گے تو بچا لینگے مجھسے اپنی جان اور مال کو مگر بحق اسلام[عـه] اور حساب انکا اللہ پر ہے - (بخاری)

ابوہریرہ[عـه] رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک تمام ان چیزوں میں سے پہلے جنکا حساب بندے سے قیامت میں ہوگا نماز ہے اگر پس اگر نماز درست نکلی تو وہ اپنے مقصود کو پہنچ جائیگا اور کامیاب ہوگا اور اگر نماز درست نہ نکلی تو ناکام اور برباد ہوگا پھر اگر کسی فرض نماز میں کسی چیز کو کم کیا ہے تو پروردگار برتر فرشتوں سے فرمائیگا کہ دیکھو میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں تو اس فرض کی کمی کو انسے پورا کرو پھر تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرکے حسن کہا ہے -

عـه حق اسلام سے حکم اسلام مراد ہے یعنی ان چیزوں کے بعد اسکی جان یا مال کو نقصان نہ پہنچایا جائیگا تو بحکم اسلام مثلاً وہ کسی کو مار ڈالے تو وہ بھی بحکم اسلام مارا جاتے گا ۱۲ عـه اس حدیث کے ابتدائی مضمون کو ایک بزرگ نے اپنی کتاب میں نظم کیا ہے ؎ روز محشر کہ جانگداز بود + اولین پرسش نماز بود ۱۲ -

(۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى يُنَاجِيْ رَبَّهٗ - (البخاری)

(۱۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ - (البخاری)

(۱۱) عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ - وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَصَحُّ شَيْءٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَحْسَنُ -

(۱۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہی تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہی - (بخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدث والے کی نماز قبول نہین ہوتی ہیانتک کہ وضو کرے - (بخاری)

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی کنجی طہارت ہی اور اسکی حرام کرنیوالی تکبیر ہی اور حلال کرنیوالی تسلیم یعنی السلام علیکم کہنا ہی ترمذی نے اس حدیث کو روایت کرکے لکھا ہی کہ یہ حدیث اس باب کی تمام احادیث سے اصح اور احسن ہی -

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے ہی تھے ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی پھر آپکو سلام کیا آپنے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ جا نماز پڑھ اسلئے کہ تونے نماز نہین پڑھی (یعنی تیری نماز نہین ہوئی) پھر اسنے نماز پڑھی اور آیا اور آپکو سلام کیا آپنے فرمایا کہ جا نماز پڑھ اسلئے تونے نماز نہین پڑھی یہ تین مرتبہ ہوا تب اسنے کہا کہ قسم ہے اسکی

عہ۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ نماز خداوند عالم سے مناجات کیحالت ہی لہذا اس سے چند مسائل معلوم ہوئے (۱) حالت نماز مین طاہر رہنا چاہئے (۲) کسی اور طرف متوجہ نہ رہنا چاہئے - (۳) نہایت ادب اور خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھنا چاہئے ۱۲ عہ نماز کے حرام کرنیسے مقصود نماز مین ان چیزونکا حرام کرنا ہی جو خارج نماز مین حلال تھین مثل کھانے پینے چلنے پھرنے بات چیت کرنیکے اسیطرح حلال کرنیسے بھی انھین چیزونکا حلال کرنا مراد ہی اس حدیث سے طہارت کا شرط نماز ہونا اور تکبیر تحریمہ کا شرط ہونا اور سلام کا ضروری بمنزلہ واجب ہونا ثابت ہوتا ہی اور یہی حنفیہ کا مذہب ہی ۱۲ -

فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَيْرَهٗ فَعَلِّمْنِيْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔ (اَلْبُخَارِيُّ)

جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنایا کہ میں اسکے سوا اور طریقہ نہیں جانتا آپ نے فرمایا کہ جب نماز کیلئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر جسقدر قرآن تمکو آسان ہو پڑھو پھر رکوع کرو یہانتک کہ حالت رکوع میں مطمئن ہو جاؤ پھر اُٹھو یہانتک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہانتک کہ حالت سجدے میں مطمئن ہو جاؤ پھر اُٹھو یہانتک کہ باطمینان تمام بیٹھ جاؤ پھر سجدہ کرو یہانتک کہ حالت سجدے میں مطمئن ہو جاؤ پھر ایسا ہی پوری نماز میں کرو۔ (بخاری)

(۱۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ اَلتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَرَوَاهُ اِبْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے (ترجمہ دعا کا) پاکی بیان کرتا ہوں میں تیری اے اللہ ساتھ تیری تعریف کے اور بزرگ ہے تیرا نام اور بڑی ہے تیری شان اور نہیں کوئی خدا سوا تیرے (ترمذی ابوداؤد) ابن ماجہ نے اسکو ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(۱۴) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (اَلْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکی نماز صحیح نہیں جس نے سورۂ فاتحہ (الحمد) نہ پڑھی۔ (بخاری و مسلم)

(۱۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْاِمَامِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ۔

جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اسکی قرات ہے۔

ع۵ اس حدیث سے نماز کی ابتدائی کیفیت معلوم ہوئی زیادہ ترکوع اور سجدہ اور قومہ باطمینان ادا کرنیکی تاکید معلوم ہوتی ہے ۱۲

مُحَمَّدٌ فِي مُوَطَّاهُ بِطَرِيقَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا أَبُو حَنِيفَةَ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ وَهُوَ أَحْسَنُ طُرُقِهِ حَكَمَ عَلَيْهِ ابْنُ الْهُمَامِ بِأَنَّهُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ إِمَّا أَبُو حَنِيفَةَ فَأَبُو حَنِيفَةَ وَمُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ مِنَ الْأَثْبَاتِ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيحَيْنِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ مِنْ كِبَارِ الشَّامِيِّينَ وَثِقَاتِهِمْ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ

امام محمد نے موطا میں بہ[عہ] حدیث دو سندون سے روایت کی ہر ایک مین ابو حنیفہ امام اعظم ہین اور وہ سند تمام سندون سے عمدہ ہی محقق ابن ہمام نے اسکو صحیح کہا ہی شرط بخاری و مسلم پر اور علامہ عینی نے کہا ہی کہ وہ حدیث صحیح ہی ابو حنیفہ تو ابو حنیفہ ہین اور موسی بن ابی عائشہ پرہیز گار ثابت قدم لوگون مین ہین صحیحین کے راوی ہین اور عبد اللہ بن شداد ملک شام کے بزرگون اور پرہیز گار ون مین ہین اور وہ حدیث صحیح ہی۔

(۱۶) عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَفِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى - اَلتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ انھون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ رکوع مین سبحان ربی العظیم اور سجدون مین سبحان ربی الاعلی پڑھتے تھے ترمذی نے اسکو روایت کرکے حسن صحیح کہا ہی۔

(۱۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ (الْبُخَارِيُّ)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کہ آپنے فرمایا کہ ٹھیک رہو[عہ] سجدون مین اور نہ بچھاوے کوئی تم مین اپنی دونون کہنیان جیسے کہ کتا بچھاتا ہی۔ (بخاری)

(۱۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو حکم دیا گیا کہ سات ہڈیون پر

عہ اس حدیث سے حنفیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہی کہ مقتدی پر قرأت ضروری نہین اس حدیث کے ملانے سے پہلی حدیث کا مطلب صاف ظاہر ہی کہ وہ حکم تنہا نماز پڑھنے والے اور امام کا ہی۔ یہ حدیث بخاری مسلم کی حدیثون سے کسی طرح صحت مین کم نہین راوی اسکے سب عادل اور ثقہ ہین جیسا کہ علامہ عینی کی تصریح سے معلوم ہوا۔ ۱۲

عہ اس حدیث سے سجدون مین اطمینان کا وجوب اور کہنیان بچھا دینے کی کراہت ثابت کی گئی ہے۔ ۱۲

سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ عَلٰى اَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ (اَلْبُخَارِیُّ)

(۱۹) عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلٰى جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَّفُلَانٍ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰةُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (اَلْبُخَارِیُّ)

(۲۰) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ سَاَلْنَا

سجدہ کروں (یعنی سات ہڈیاں حالت سجدے میں زمین پر رہیں) پیشانی پر اور ہاتھ سے ناک کا اشارہ کیا اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پنجوں پر اور یہ کہ نہ اٹھائیں ہم کپڑے اور بال۔ (بخاری)

شقیق بن سلمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی نے فرمایا کہ ہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو (قعدے میں) کہا کرتے تھے کہ السلام علی جبریل ومیکائیل السلام علی فلاں وفلاں پس توجہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اور فرمایا کہ اللہ خود ہی سلام ہیں پس جب کوئی تم میں کا نماز پڑھے تو التحیات الخ کہے

ترجمہ۔ التحیات کا۔ سب مالی اور بدنی عبادتیں اور سب عمدگیاں اللہ کے لئے ہیں سلام تمہارے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں سلام ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر (حضرت نے فرمایا کہ جب تم یہ کہو گے تو آسمان اور زمین کے سب نیک بندوں کو سلام پہنچ جائیگا مطلب کہ جبریل اور میکائیل کی تخصیص کی کچھ ضرورت نہیں) میں گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اسکے بندے اور رسول ہیں۔ (بخاری)

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے

عہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ ہونا چاہئے اور یہی مذہب صاحبین کا ہے اور علمائے حنفیہ کا اسی پر فتویٰ ہے ۱۲۔ عہ درود شریف کے اور الفاظ بھی احادیث میں آئے ہیں مگر زیادہ تر نمازوں میں عمل اسی پر ہے ۱۲ اسوقت اس دعا کا قعدہ اخیرہ میں بعد درود شریف کے ہے ۱۲۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ
اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَلَّمَنَا کَیْفَ
نُسَلِّمُ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (اَلْبُخَارِیُّ)

کہا ہمنے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ یا رسول اللہ کیسے درود پڑھا جایا کرے آپ پر
اسلیے کہ اللہ نے ہمکو تعلیم کی ہے ہم کیسے درود پڑھیں
آپنے فرمایا کہو اللہم صل الخ ترجمہ اسکا۔ اے اللہ رحمت
کر محمد پر اور آل محمد پر جیسے رحمت کی تونے ابراہیم پر اور
آل ابراہیم پر بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہے
اے اللہ برکت اتار محمد پر اور آل محمد پر جیسے برکت
اتاری تونے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بیشک تو
تعریف والا اور بزرگ ہے۔ (بخاری)

(۲۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ اَنَّہٗ قَالَ
لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِہٖ فِیْ صَلٰوتِیْ قَالَ
قُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا
وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ
مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ
اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (البخاری)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھکو کوئی دعا تعلیم
فرمایئے کہ اسکو میں اپنی نماز میں مانگوں آپنے فرمایا کہو
اللہم الخ ترجمہ۔ اے اللہ میں نے ظلم کیا اپنی جان پر
(یعنی گناہ کیا) بہت ظلم اور نہیں بخشنے والا گناہوں کا
مگر تو پس بخشدے مجھکو اپنی طرف سے اور رحم کر مجھپر
بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے (بخاری)

(۲۳) عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ فِی الصَّلٰوۃِ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ
وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ
اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (البخاری)

عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ
سے روایت ہے کہ آپ نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے اللہم الخ
ترجمہ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری عذاب قبر سے
اور پناہ مانگتا ہوں تیری فساد مسیح دجال سے اور
پناہ مانگتا ہوں تیری زندگی اور موت کے فساد سے
اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری گناہ کرنے
اور قرض سے۔ (بخاری)

(٢٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا (البخاری)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت آپ نماز میں ہوتے تھے سلام کرتا تھا اور آپ مجھکو جواب دیتے تھے پھر جب ہم نجاشی کے پاس سے لوٹے تو ہمنے آپ کو سلام کیا آپنے جواب نہ دیا اور (بعد نماز کے) فرمایا کہ بیشک نماز میں بہت بڑی مشغولی ہے (یعنی دوسری طرف متوجہ نہونا چاہیے۔ (بخاری)

(٢٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ إِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا صَاحِبَهُ بِحَاجَتِهِ حَتَّى نَزَلَتْ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ۔ (البخاری)

زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا ہم نماز میں بات کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیان کرتا تھا ایک ہم میں کا اپنے ساتھی اپنی ضرورت حتی کہ نازل ہوئی آیت حافظوا الخ ترجمہ مداومت کرو نمازوں پر اور درمیانی نماز (عصر) پر اور کھڑے ہو اللہ کے لئے چپ ہوکر پس حکم ہوا ہمکو چپ رہنے کا یعنی کلام نکرنیکا (بخاری)

(٢٥) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُودٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ ۔ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَقَالَ بِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ

علقمہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمکو نماز نہ پڑھاؤں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پس نماز پڑھی انھوں نے اور ہاتھ نہیں بلند کئے مگر پہلی دفعہ یعنی تکبیر تحریمہ کیوقت ۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور لکھا ہے کہ اسکے قائل ہیں بہت اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین اور

عہ اس حدیث سے اور اسکے بعد کی حدیث سے کلام کی ممانعت نماز میں ظاہر ہو رہی ہے اور یہ حکم ہو رہا ہے کہ نماز میں ایسا مشغول ہونا چاہئے کہ بس اسیکے ہو رہو دوسری طرف متوجہ نہو ١٢ عہ اس حدیث سے حنفیہ کا مذہب ثابت ہوتا ہے کہ سوا تکبیر تحریمہ کے رکوع جاتے وقت یا رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا مسنون نہیں اہل کوفہ سے مراد ترمذی کی ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں ١٢

وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ۔

(۲۶) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْوِتْرُ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَصَلٰوتِكُمُ الْمَكْتُوْبَةِ وَلٰكِنْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ الْتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ۔

(۲۷) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَءُ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ الْتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ۔

(۲۸) عَنْ اَبِي الْحَوْرَاءِ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ فِي الْوِتْرِ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ

یہی قول ہی سفیان اور اہل کوفہ کا۔

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ انھون نے فرمایا کہ وتر ویسی ضروری نہین ہی جیسے تمہاری فرض نمازین ہان اسکو جاری فرمایا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا ہی کہ اللہ وتر (طاق) ہی وتر کو دوست رکھتا ہی تو لیس وتر پڑھا کرو اے قرآن والو (ترمذی نے اسکو حسن کہا ہی)

عبد العزیز بن جریج سے روایت ہی کہ انہون نے کہا پوچھا مین نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول کس چیز کے وتر پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھون نے فرمایا کہ پہلی رکعت مین سبح اسم ربک الاعلی پڑھتے تھے اور دوسری مین قل یا ایہا الکفرون تیسری مین عــه قل ہو اللہ احد اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) (ترمذی نے اسکو حسن کہا ہی)

ابو الحوراء سے روایت ہی انھون نے کہا کہ فرمایا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے کہ تعلیم فرمائے ہین مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمے کہ کہون مین انکو وتر مین اللہم اہدنی الخ ترجمہ اے اللہ ہدایت کر مجھکو منجملہ ان لوگون کے

عــه سَنَّ کے لفظ سے یہ گمان نہونا چاہیے کہ وتر سنت ہی اسلیئے کہ دوسری احادیث مین ترک وتر پر سخت وعیدین آئی ہین اور ترک سنت پر وعید نہین ہوتی بلکہ یہان سَنَّ کے لغوی معنی مراد ہین جسکا ترجمہ ہمنے جاری فرمایا کیا ہی وہ حدیثین کہ ترک وتر کی وعید مین آئی ہین بہت صحیح اور زیادہ ہین منجملہ انکے ایک حدیث ہم علم الفقہ مین لکھ چکے ہین ۱۲ عــه اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ وتر تین رکعت ہی جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہی دوسرے اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی وتر تونکا ایک رکعت مین پڑھنا درست ہی ۱۲ عــه دعائے قنوت کی ایک حدیث یہ ہی اور ایک اور ہی جسمین اللہم انا نستعینک الخ ہی عمل صحابہ کے اعتبار سے اسکو قوت زیادہ ہی مگر دونون کا پڑھنا بہتر ہی وقت اس دعا کا وتر کی تیسری رکعت مین بعد دوسری سورت کے ہی ۱۲ ۔

وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ۔

(الترمذی وحسنہ)

جنکو تونے ہدایت کی اور عافیت عنایت کر مجھکو منجملہ ان لوگوں کے جنکو تونے عافیت دی ہے اور محبت کر مجھسے منجملہ انکے جن سے تونے محبت کی ہے اور برکت دے مجھکو اس چیز میں جو تونے دی ہے اور بچا مجھکو ان چیزوں کی برائی سے جو تونے مقدر کی ہیں اسلئے کہ تو حاکم ہے تیرے اوپر کسی کا حکم نہیں اور نہیں ذلیل ہو سکتا وہ جس سے تو محبت کرے بزرگ ہے تو اور برتر ہے۔

(ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے)

(۲۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

(اَلْبُخَارِيُّ)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز تنہا نماز پر ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

(بخاری)

(۳۰) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔ (اَلْبُخَارِيُّ)

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپنے فرمایا جب نماز کا وقت آئے تو چاہئے کوئی اذان دے اور بڑا تم میں سے امامت تمہاری کرے۔ (بخاری)

(۳۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا۔ (اَلْبُخَارِيُّ)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا قایم کی گئی نماز پس متوجہ ہوے ہماری طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ سیدھی کرو اپنی صفیں اور مضبوط کرو۔ (بخاری)

عہ اس حدیث سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک اذان کا دوسرے اذان کا قبل از وقت ہونا تیسرے امام ایسے شخص کا بنانا جو تمام حاضرین سے افضل ہو ۱۲۔ عہ اس حدیث سے اور اسکے بعد کی حدیث سے صف کے سیدھا کرنے کی تاکید اور مل کر کھڑے ہونیکا حکم معلوم ہوتا ہے ۱۲۔

(۳۲) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ (البخاری)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدہی کرو اپنی صفین اسلیے کہ سیدھا کرنا صفون کا نماز کے قایم کرنے مین داخل ہو۔ (بخاری)

(۳۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ... سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔ (البخاری)

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام اسلیے بنایا گیا ہو کہ اسکی پیروی کیجایے پس خلاف نکرو اُس سے عہ اور جب رکوع کرے تو رکوع کرو اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو ربنا ولک الحمد کہو اور جب سجدہ کرے تو سجدہ کرو۔ (بخاری)

(۳۴) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَقُوْمُ فِي الصَّلٰوةِ فَاُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلَاتِيْ كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ (البخاری)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کہ آپنے فرمایا کہ مین نماز مین کھڑا ہوتا ہون عہ اور ارادہ کرتا ہون کہ دراز کرون اسکو پھر سنتا ہون لڑکے کا رونا پس جلد نکل جاتا ہون اپنی نماز مین اس بات کو برا سمجھکر کہ گرانی کرون اُسکی ماں پر۔ (بخاری)

(۳۵) عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ۔ (الترمذی)

ام حبیبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہو انھون نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص دن رات مین بارہ رکعتین پڑھ لیا کرے اسکے لئے جنت مین ایک گھر بنایا جاتا ہو چار ظہر سے پہلے اور دو اسکے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشا کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ (ترمذی)

عہ اس حدیث مین امام کی اطاعت کا حکم ہو رہا ہو کسی بات مین اسکے خلاف نکرنا چاہیے ادا ے ارکان مین اس سے سبقت نہونے پائے ۱۲ عہ اس حدیث مین حکم ہو اس بات کا کہ امام کو اپنے مقتدیون کی ضرورت اور رعایت کا لحاظ کرکے قرات کرنا چاہیے یہ نہین کہ بڑی بڑی سورتین یا رکوع سجدے مین زیادہ زیادہ تسبیحین پڑھنا شروع کردے جس سے ضرورت والون کا حرج ہو اور ان کو ناگوار گزرے ۱۲

(۳۶) عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ أَوْ مَسَّ مِنْ طِيبٍ ثُمَّ رَاحَ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلَّى مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَنْصَتَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى (الْبُخَارِيُّ)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعے کے دن غسل کرے اور طہارت کرے جس چیز سے ممکن ہو پھر تیل لگائے یا خوشبو ملے پھر نماز جمعہ کو جائے اور دو آدمیوں کے درمیان میں جدائی نکرے پھر نماز پڑھے جسقدر اسکی قسمت میں ہو پھر جب امام خطبے کیلئے نکلے چپ ہو جائے تو بخشدئے جائینگے وہ گناہ جو اس جمعہ سے دوسرے جمعے تک ہیں۔ (بخاری)

(۳۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَالَّذِي يُهْدِي بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ (الْبُخَارِيُّ)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعے کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بہ ترتیب ہر ایک کا نام لکھنا شروع کر دیتے ہیں سویرے جانیوالے کا حال ایسا ہے جیسے اونٹ قربانی کرنیوالے کا پھر جیسے گائے کی قربانی پھر جیسے مینڈھے کی پھر جیسے مرغی کی پھر جیسے انڈا صدقہ دینے والے کا پھر جب امام نکلتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

(بخاری)

(۳۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں رات کو عبادت کرے با ایمان ہو کر ثواب سمجھکر بخشدئے جائینگے اسکے اگلے گناہ (بخاری)

ع اس حدیث سے چند مسایل معلوم ہوئے (۱) غسل جمعہ کا مسنون ہونا (۲) خوشبو اور تیل لگانیکا مسنون ہونا (۳) جمعے میں کسی کو اپنی جگہ سے اُٹھانیکی کراہت (۴) امام کے نکلنے کے بعد چپ رہنے کا حکم ۱۲ ع اس حدیث میں جمعے کی نماز کے لئے سویرے جانیکی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد خطبہ شروع ہو جانے کے جو شخص پہنچے اسکا نام اس دفتر میں نہ لکھا جائے گا ۱۲ ع اس حدیث سے تراویح کی فضیلت نکلتی ہے ۱۲۔

(۳۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ (اَلْبُخَارِيُّ)	انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا جو کوئی غافل ہو جائے کسی نماز سے تو چاہیے کہ پڑھلے جب یاد کرے (بخاری)
(۴۰) عَنْ سَبْرَةَ قَالَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلٰوةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشَرَةٍ (اَلْبُخَارِيُّ)	سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات برس بچے کو نماز سکھلاؤ اور اسکو نماز پر مارو[۵] دس برس کے سن میں (ترمذی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ وَالَاهُ بعد ختم ہونے چہل حدیث کے مجھکو مناسب معلوم ہوا کہ چالیس آثار حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جس مین نماز کے مسائل ہون یہان لکھدون اس لئے کہ مسائل فقہ کے اصل اصول اور ماخذ انھین کے آثار ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تبلیغ شریعت مین ان سے زیادہ کسی کو حصہ نہین ملا حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین ایک رسالہ مستقل مین ان کا مذہب اور ان کے اقوال فقہیہ جمع کئے ہین اور لکھا ہی کہ مجھے بزرگان سلف سے تعجب ہے کہ انھون نے کیوں اس طرف توجہ نہین کی حالانکہ اس مین ہر خاص وعام کا فائدہ تھا خواص کو تو یہ فائدہ تھا کہ سمجھ لین کہ مذاہب اربعہ اسی ایک متن کی شرح ہین اور مجتہدین اربعہ حضرت فاروق کے سامنے مجتہد منتسب کی نسبت رکھتے ہین اور عوام کو یہ فائدہ تھا کہ وہ ہر مذہب کو علیحدہ دین نہ سمجھین بلکہ ایک ہی شریعت کی شاخ خیال کرین اسی رسالہ سے مین نے چالیس آثار جمع کئے ہین۔

[۵] اس حدیث سے بعض علما نے ثابت کیا ہی کہ دس برس کے بعد جتنی نمازین فوت ہون اُن کی قضا واجب ہی ۱۲

چہل آثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهِ اِنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِيْ الصَّلٰوةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ اَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ اِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةً قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ مُشْتَبِكَةٌ ۔

(۲) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ عُمَرُ لَا تَنْتَظِرُوْا بِصَلٰوتِكُمْ اِشْتِبَاكَ النُّجُوْمِ

(۳) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عُمَرُ عَجِّلُوا الْعِشَاءَ قَبْلَ اَنْ يَّكْسَلَ الْعَامِلُ وَيَنَامَ

(۱) امام مالک نافع سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ملازمین کو لکھ بھیجا کہ بیشک میرے نزدیک تمہاری عبادتوں میں زیادہ قابل اہتمام نماز ہے پس جس شخص نے اسکی پابندی کی اور کرائی اس نے اپنے دین کو بچالیا اور جس نے اسکو ضائع کر دیا وہ بدرجہ اولی اور عبادتوں کا ضائع کرنیوالا ہوگا اسکے بعد لکھا کہ پڑھو ظہر کی نماز جب سایہ ایک گز ہو جائے اس وقت تک کہ تمہارا سایہ ایک مثل ہو اور عصر کی ایسے وقت کہ آفتاب ع بقدر روشن اور صاف ہو اسقدر کہ غروب سے پہلے سوار دو فرسخ یا تین میل چلے اور مغرب کی جب آفتاب ڈوب جائے اور عشا کی جب شفق چھپ جائیں پس جو کوئی سو جائے تو نہ سوئیں اسکی آنکھیں ع (یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا) اور فجر اس حال میں کہ ستارے جھمکے ہوئے نکلے ہوں

(۲) ابو بکر بن ابی شیبہ سعید بن مسیب سے کہ فرمایا عمر رضہ نے مت انتظار کرو اپنی نماز میں ع ستارہ نکلے نکلنے کا ۔

(۳) ابو بکر سوید بن غفلہ سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھ لو عشا قبل اسکے کہ سست ہو جائے کام

ع اس وقت بھی آفتاب روشن اور صاف رہتا ہے زردی نہیں آتی اور سوار دو فرسخ تین فرسخ چلسکتا ہے لہذا اس سے نہیں لازم آتا کہ عصر کا وقت ایک مثل کے بعد آجاتا ہے کہ حنفیہ کا مذہب ہو فرسخ تین میل کا ہوتا ہے شرعی میل انگریزی میل سے تقریباً دو فرلانگ زیادہ ہے ۱۲ منہ ع یہ کلمہ بددعا کا ہے مطلب یہ ہے کہ اسکو آرام نہ ملے سونے سے انسان کو آرام ملتا ہے معلوم ہوا کہ عشا کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے ۱۲ منہ ع یہ صبح کا حال ہے کہ آسمان بعد سیاہی سے اچھی طرح نکل آنے کے وقت مکروہ ہو جاتا ہے ۱۲ ۔

الْحَائِضُ -

(۴) اَبُوْبَكْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْغَيْمِ فَعَجِّلُوا الْعَصْرَ وَاَخِّرُوا الظُّهْرَ

(۵) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ عُمَرُ لَاَنْ اُصَلِّيَهُمَا فِيْ جَمَاعَةٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُحْيِيَ مَا بَيْنَهُمَا يَعْنِي الصُّبْحَ وَالْعِشَاءَ

(۶) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا رَاٰى غُلَامًا فِي الصَّفِّ اَخْرَجَهٗ

(۷) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ رَاٰى رَجُلًا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ فَانْتَهَرَهٗ فَقَالَ لَا صَلٰوةَ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ اِلَّا الصَّلٰوةَ الَّتِيْ يُقَامُ لَهَا -

(۸) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ رَاَيْتُ الرَّجُلَ يَجِيْءُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّيْ فِيْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ -

(۹) اَبُوْبَكْرٍ عَنْ نُعَيْمٍ قَالَ اِذَا كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْاِمَامِ طَرِيْقٌ اَوْ نَهْرٌ اَوْ حَائِطٌ فَلَيْسَ مَعَهٗ -

کرنے والا اور سو جائے بیمار ۔

ابوبکر اسود سے وہ حضرت فاروق سے کہ فرمایا انھوں نے جب ابر کا دن ہو تو جلد پڑھو عصر کی نماز اور دیر میں ظہر کی نماز

ابوبکر عبدالرحمن سے ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا بیشک مجھکو ان دونوں یعنی فجر اور عشا کا جماعت سے پڑھنا زیادہ پسند ہے اس سے کہ ان دونوں کے درمیان میں بیدار ہو کر عبادت کریں

ابوبکر ابراہیم نخعی سے کہ عمر بن خطاب جب کسی لڑکے کو (اگلی) صف میں دیکھتے تو اسکو نکال دیتے ۔

ابوبکر سعید بن مسیب سے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کو دو رکعت پڑھتے دیکھا اور موذن اقامت کہہ رہا تھا تو فرمایا کوئی نماز جائز نہیں ایسے حال میں کہ موذن اقامت کہتا ہو سوا اس نماز کے جسکی اقامت کہی جائے ۔

ابوبکر ابو عثمان نہدی سے کہ میں نے دیکھا کہ آدمی آتا تھا اور عمر بن خطاب نماز فجر میں ہوتے تھے پس (سنت فجر) پڑھ لیتا تھا مسجد کے گوشے میں بعد اسکے شریک ہوتا تھا لوگوں کے ساتھ انکی نماز میں ۔

ابوبکر نعیم سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے جب مقتدی اور امام کے درمیان میں کوئی راستہ یا نہر یا دیوار حائل ہو تو وہ مقتدی اس امام کے ساتھ نہیں ہے ۔

عہ مقصود یہ کہ مقتدیوں کی رعایت چاہئے ۱۲ عہ یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ عہ معلوم ہوا کہ لڑکوں کو پیچھے کھڑا ہونا چاہئے ۱۲ عہ اس حکم سے سنت فجر مستثنی ہے چنانچہ آگے کی حدیث ملانے سے یہ مطلب صاف ظاہر ہے ۱۲ - عہ معلوم ہوا کہ سنت فجر کا فرض کے ہوتے ہوئے پڑھ لینا جائز ہے بشرطیکہ گمان غالب ہو کہ جماعت ملجائیگی یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ - عہ یعنی اسکی اقتدا کو یہ چیزیں مانع ہیں جیسا کہ علم الفقہ میں گزر چکا ۱۲ -

(۱۰) مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بِالْهَاجِرَةِ فَوَجَدْتُهٗ يُسَبِّحُ فَقُمْتُ وَرَاءَهٗ فَقَرَّبَنِيْ حَتّٰى جَعَلَنِيْ حِذَاءَهٗ عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَلَمَّا جَاءَ يَرْفَاءُ فَاَخَّرَنِيْ فَصَفَفْنَا وَرَاءَهٗ۔

امام مالک اور شافعی عبد اللہ بن عتبہ سے کہ میں حاضر ہوا حضرت عمرؓ کی خدمت میں ٹھیک دوپہر کو تو پایا میں نے انکو نماز پڑھتے پس کھڑا ہو گیا میں انکے پیچھے پس قریب کر لیا مجھکو اور کر لیا اپنی برابر داہنی جانب پس جب یرفاءؑ آیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے صف باندھی انکے پیچھے۔

(۱۱) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ اِبْدَءُوْا بِطَعَامِكُمْ ثُمَّ افْرَغُوْا لِصَلٰوتِكُمْ۔

ابو بکر یسار بن نمیر سے کہ عمر بن خطاب فرماتے تھے پہلے کھانا کھا لو اور فراغت کر لو اپنی نماز کے لئے

(۱۲) اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ مُؤَذِّنٍ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهٗ مَسْرُوْحٌ اَذَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يَّرْجِعَ فَيُنَادِيَ اَلَا اِنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ۔

ابو داود حضرت عمرؓ کے مؤذن سے جسکا نام مسروح تھا کہ انھوں نے اذان دی قبل فجر کے تو انکو حکم دیا حضرت نے کہ لوٹ جائیں اور پکار دیں کہ بندہ سو گیا تھا۔

(۱۳) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّ اَبَا مَحْذُوْرَةَ قَالَ الصَّلٰوةُ الصَّلٰوةُ فَقَالَ عُمَرُ وَيْحَكَ اَمَجْنُوْنٌ اَنْتَ اَمَا كَانَ فِيْ دُعَائِكَ الَّذِيْ دَعَوْتَنَا مَا نَاتِيْكَ حَتّٰى تَاتِيْنَا۔

ابو مجاہد سے کہ ابو محذورہ نے کہا "الصلوۃ الصلوۃ" تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو مجنون ہو گیا تیری اُس بلانے (اذان) میں جو تو نے بلایا تھا وہ بات نہ تھی کہ ہم آجاتے یہاں تک کہ آئے تو ہمارے پاس۔

(۱۴) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ مُؤَذِّنِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ جَاءَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

ابو بکر ابو الزبیر مؤذن بیت المقدس سے کہ تشریف لائے ہمارے ہاں عمر بن خطاب

عـہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایک مقتدی ناداستہ پیچھے کھڑا ہو گیا ہے تو امام کو چاہئے کہ اسکو برابر کر لے پھر جب اور مقتدی آجائیں تو اسکو چاہئے کہ پیچھے ہٹ جائے ۱۲ عـہ یرفا حضرت فاروقؓ کے غلام کا نام ہے ۱۲ عـہ یہ حکم اُسوقت کیلئے ہے کہ جب کھانے کی خواہش ہو، اگر نماز میں جی نہ لگیگا ۱۲ اللعـہ معلوم ہوا کہ قبل وقت کے کسی وقت کی اذان درست نہیں ہے یہی مذہب حنفیہ کا ہے ۱۲ عـہ معلوم ہوا کہ تثویب بدعت ہے سوا فجر کے کہ اسمیں خود حضرت فاروقؓ سے منقول ہے ۱۲۔

فَقَالَ إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدِرْ -

پس فرمایا کہ جب اذان دیا کرو تو ٹھیر ٹھیر کر اور اقامت کہو تو جلدی -[ع۵]

(۱۵) أَبُوْ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ مَا اسْتَقْبَلْتَ الْبَيْتَ -

ابو بکر ابن عمر سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے مشرق اور مغرب کے درمیان میں سب قبلہ ہی جبتک سامنے رہو کعبے کے -[ع۵]

(۱۶) اَلْبَيْهَقِيُّ عَنْ غُضَيْفٍ قَالَ سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ إِنَّا نَبْدُوْ وَنَكُوْنُ فِي الْأَبْنِيَةِ فَإِنْ خَرَجْتُ قَرَرْتُ وَإِنْ خَرَجَتْ قَرَرَتْ فَقَالَ عُمَرُ اجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا ثَوْبًا ثُمَّ لِيُصَلِّ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا -

بیہقی غضیف کے انھوں نے کہا مین نے پوچھا عمر بن خطاب سے کہ ہم جنگل مین ہوتے ہین تو خیمو نمین رہتے ہین پس اگر مین نکلون تو مین سردی کھاؤن اور اگر عورت نکلے تو وہ سردی کھائے پس فرمایا عمر رض نے کہ اپنے اور اس کے درمیان میں کوئی کپڑا ڈال لے پھر ہر ایک تم مین کا نماز پڑھے -

قُلْتُ تَمَسَّكَتْ بِهِ الْحَنَفِيَّةُ فِي قَوْلِهِمْ بِفَسَادِ صَلٰوةِ الرَّجُلِ إِذَا حَاذَتْهُ امْرَأَةٌ فِي صَلٰوةٍ مُشْتَرِكَةٍ تَحْرِيْمَةً وَأَدَاءً وَأَجَابَ الشَّافِعِيُّ فَقَالَ لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ عَنْ عُمَرَ وَلَيْسَ أَنَّهُمَا فِي صَلٰوةٍ وَاحِدٍ وَلٰكِنِ اسْتَحَبَّ ذٰلِكَ قَطْعًا لِمَادَّةِ الْفِتْنَةِ -

مین کہتا ہون کہ تمسک کیا ہی اس سے حنفیہ نے اپنے اس قول میں کہ مرد کی نماز عورت کے محاذات سے فاسد ہوجاتی ہی جبکہ وہ نماز تحریمہ اور ادا مین شریک ہو اور جواب دیا ہی امام شافعی نے کہ یہ قول حضرت عمر کا مشہور نہین ہی اور اسمین یہ ذکر نہین کہ وہ ایک نماز مین تھی مگر اسکو بہتر سمجھا حضرت عمر نے مادۂ فساد کے قطع کرنے کے لئے -[ع۵]

ع۵ معلوم ہوا کہ اذان کا ٹھیر ٹھیر کر اور اقامت کا جلد جلد کہنا مسنون ہی یہی حنفیہ کا مذہب ہی ۱۲ منہ ع۵ یہی مذہب حنفیہ کا اور امام شافعی کے نزدیک ٹھیک کعبے کے محاذی کھڑا ہونا ضروری ہی ۱۲ ع۵ یہ عبارت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کی ہی - امام شافعی کی طرف سے یہ جواب ٹھیک نہین کہ یہ قول حضرت عمر کا غیر مشہور ہی جبکہ صحیح ہوچکا اور اسپر ائمہ کا عمل ہی تو غیر مشہور کیسے ہو سکتا ہے رہگیا یہ کہ اسمین نماز کے ایک ہونیکا ذکر نہین ہی یہ کچہ مضر نہین ضرور یہ ایک ہی نماز کا قصہ ہی ورنہ نماز کے علیحدہ ہونیکی صورت مین تو کوئی فساد کا قائل نہین ایک نیا قول ہوجائیگا جسکا کوئی قائل نہین اور یہ کہنا کہ حضرت عمر کے نزدیک یہ مستحب ہے امام شافعی کا قیاس ہی امام ابوحنیفہ پر کب حجت ہو سکتا ہی اگر حجت ہوگا تو ان کے مقلدین پر ۱۲ -

(۱۷) اَبُو بَکْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ سَمِعْتُ عُمَرَ اِفْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَکَبَّرَ فَقَالَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ ثُمَّ یَتَعَوَّذُ

ابو بکر اسود سے کہ سنا مین نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھون نے شروع کی نماز اور تکبیر کہی پھر کہا۔ سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک۔ پھر اعوذ باللہ پڑھا۔

(۱۸) اَبُو بَکْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ صَلَّیْتُ خَلْفَ عُمَرَ سَبْعِیْنَ صَلٰوۃً فَلَمْ یَجْھَرْ فِیْھَا بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

ابو بکر اسود سے کہ مین نے عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ستر نمازین پڑھین اور انھون نے بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہین[عہ] پڑھی۔

(۱۹) اَبُو بَکْرٍ عَنْ عَبَایَۃَ بْنِ رِبْعِیٍّ قَالَ عُمَرُ لَا تُجْزِیْ صَلٰوۃٌ لَا یُقْرَأُ فِیْھَا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَاٰیَتَیْنِ۔

ابو بکر عبایہ بن ربعی سے کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نہین کافی ہو وہ نماز جسمین نہ پڑھی جائے سورہ فاتحہ اور دو آیتین۔

(۲۰) اَخْرَجَ مُحَمَّدٌ فِیْ مُوَطَّاہُ عَنْ دَاؤُدَ بْنِ قَیْسٍ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَیْتَ فِیْ فَمِ الَّذِیْ یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ حَجَرًا۔

امام محمد نے اپنے موطا مین داود بن قیس سے کہ ہمکو خبر دی محمد بن عجلان نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش جو شخص قرأت خلف امام کرتا ہی اُس کے منھ مین پھرتا ہی۔

(۲۱) اَلْبَیْھَقِیُّ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ شَرِیْکٍ اَنَّہٗ سَأَلَ عُمَرَ عَنِ الْقِرَاءَۃِ خَلْفَ الْاِمَامِ

بیہقی یزید بن شریک سے کہ انھون نے پوچھا عمر رضی اللہ عنہ سے قرأت خلف امام کو تو فرمایا انھون نے کہ پڑھو سورہ فاتحہ

عہ یہی صحیح ہے حنفیہ کے ہان معمول بہ ہے ۱۲ محمد عہ یہی مذہب حنفیہ کا ہی بسم اللہ کا آہستہ آواز سے پڑھنا انکے نزدیک مستحب ہی امام شافعی کا اسمین خلاف ہی ۱۲ منہ عہ یہ حکم تنہا نماز پڑھنے والے اور امام کا ہی مقتدی کا نہین جیسا کہ آگے کی حدیث ملانے سے ظاہر ہی ورنہ دو آیتون کا بھی مقتدی پر فرض ہونا کسی کا مذہب نہین ۱۲ اللمعہ۔ یہ قول شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہی فی الواقع بہت محقق اور منصفانہ فیصلہ کیا ہی محققین حنفیہ اسی کے قائل ہین کہ مقتدی پر قرأت فرض نہین لیکن اگر قرآن مین امام سے تنازع نہ ہونے پائے اور قرأت کرے تو مستحب ہی جیسا کہ ہم اوپر بدلیل لکھ چکے ہین۔ قرآن مین تنازع کا ایک مطلب ہی کہ مقتدی امام کی قرأت نہ سنے بلکہ اسکے پڑھنے کی حالت مین خود بھی پڑھتا جائے دوسرا مطلب یہ کہ ایسی آواز سے مقتدی قرأت کرے کہ امام کی قرأت مین خلل انداز ہو یہان دونون مطلب مراد ہین دونون کی ممانعت کتاب وسنت مین وارد ہوئی ہی ۱۲۔

فقال اقرأ بفاتحة الكتاب قال و
إن كنت أنت قال وإن كنت أنا قال و
إن جهرت قال وإن جهرت۔
قلت روى أهل الكوفة عن أصحاب عمر
الكوفيين أن المأموم لا يقرأ شيئاً والجمع
أن التطبيق في الأصل أن ينازع الإمام
في القرآن وقراءة المأموم قد يفضي
إلى ذلك ثم اشتغال المأموم بمناجاة
ربه مطلوب فتعارضت مصلحة و
مفسدة فمن استطاع أن يأتي بالمصلحة
بحيث لا تخل بها مفسدة فليفعل
ومن خاف المفسدة ترك والله أعلم
(۲۲) أبو بكر عن عبد الله بن شداد
سمعت نشيج عمر في صلوة الصبح وهو
يقرأ إنما أشكو بثي وحزني إلى الله
(۲۳) البغوي والبيهقي أن عمر روى
عن النبي صلى الله عليه وسلم رفع
اليدين في الركوع والقومة منه۔
(۲۴) أبو بكر عن الأسود صليت
مع عمر رض فلم يرفع يديه في شيء من
صلاته إلا حين افتتح الصلوة۔
قلت تكلم الشافعية والحنفية في ترجيح

کہا انھوں نے اگرچہ آپ (امام) ہوں فرمایا ہاں اگرچہ
میں (امام) ہوں کہا انھوں نے اگرچہ آپ بلند آواز سے
پڑھیں فرمایا ہاں اگرچہ میں بلند آواز سے پڑھوں۔
میں نے کہا کہ کوفہ والوں نے حضرت عمر کے کوفہ والے ملاقاتیوں
سے یہ روایت کی ہے کہ مقتدی کچھ نہ پڑھے اور دونوں
روایتوں میں تطبیق اسطرح ہے کہ اصل میں بری یہ بات ہے کہ
امام سے قرآن میں نزاع کیجائے اور مقتدی کی قرات بھی
اس حد تک پہنچا دیتی ہے مگر مقتدی کا بھی اپنے پروردگار
کی مناجات میں مشغول ہونا مقصود ہے پس پیش آئی
ایک عمدگی اور ایک خرابی تو جو شخص عمدگی کو کر سکے
بے اسکے کہ اسمیں خرابی آئے تو وہ قرات کرے اور جو
شخص ڈرتا ہو برائی کے آجانے سے وہ نکرے۔ واللہ اعلم۔
ابو بکر بن عبد اللہ بن شداد سے کہ میں نے سنا عمر رض
کا رونا فجر کی نماز میں اور وہ پڑھ رہے تھے یہ
آیت۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ۔
بغوی اور بیہقی کہ حضرت عمر نے روایت کی ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے دونوں ہاتھ کا اٹھانا رکوع میں
(جاتے وقت) اور رکوع سے اٹھنے میں۔
ابو بکر اسود سے کہ میں نے نماز پڑھی عمر رض کے ساتھ اور نہیں
اٹھائے انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ نماز کے کسی جز میں
سوا اسوقت کے جب نماز شروع کی تھی۔
میں نے کہا کہ بحث کی ہے شافعیہ اور حنفیہ نے روایات کی ترجیح

ف معلوم ہوا کہ نماز میں رونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی مگر یہ کہ رونا کسی دنیاوی سبب سے ہو یہی حنیفہ کا مذہب ہے ۱۲

الرِّوَايَاتِ كُلٌّ عَلَى حَسَبِ مَذْهَبِهِ الأَوْجَهُ عِنْدِي أَنَّ عُمَرَ رَأَى رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالْقَوْمَةِ مِنْهُ مُسْتَحَبًّا فَكَانَ يَفْعَلُ تَارَةً وَيَتْرُكُ أُخْرَى ۔

میں ہر ایک نے اپنے مذہب کے موافق اور قوی میرے نزدیک ہی کہ عمرؓ نے رکوع اور قومہ کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا مستحب سمجھا ہی اس لئے کبھی کرتے تھے کبھی نکرتے تھے ۔

(۲۵) أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عُمَرَ كَانَ يَجْعَلُ كَفَّيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ قُلْتُ احْتَجَّ بِهِ إِبْرَاهِيمُ وَأَبُو حَنِيفَةَ مِنْ بَعْدِهِ عَلَى تَرْكِ التَّطْبِيقِ ۔

امام ابوحنیفہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے کہ عمرؓ اپنی دونوں ہتیلیاں گھٹنوں پر رکھتے تھے میں نے کہا کہ حجت لی ہی ابراہیم نے اور ابوحنیفہ نے ان کے بعد ترک تطبیق پر ۔

(۲۶) أَبُو بَكْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ رُبَّمَا قَنَتَ عُمَرُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ۔

ابوبکر زید بن وہب سے کہ اکثر قنوت پڑہی ہی عمر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز میں ۔

(۲۷) أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ قُلْتُ لأَبِي يَا أَبَتِ صَلَّيْتَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ

ابوبکر ابومالک اشجعی سے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تم نے نماز پڑہی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے

عہ یہ قول شیخ ولی اللہ محدث دہلوی کا ہی گو یہ فیصلہ انکا نہایت منصفانہ ہی مگر میرے فہم ناقص میں دوسری روایت کو ترجیح معلوم ہوتی ہی اس لئے کہ پہلی روایت میں صرف انکار راوی ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور ہی اور دوسری روایت میں انکا فعل منقول ہی اور ناقل بھی وہ شخص (اسود) ہی جسکا بیان اوپر گزر چکا کہ اسنے ستر نمازیں آپکے ساتھ پڑہی تھیں اگر وہ کبھی رفع یدین کرتے ہوتے تو کبھی تو وہ شخص دیکھتا باقی رہا انکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنا اسکا جواب یہ ہے کہ اصول حدیث میں ثابت ہو چکا ہی کہ جب صحابی کا عمل اسکی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو ۔ اور وہ حدیث محتمل التاویل نہو تو حنفیہ کے نزدیک منسوخ سمجھی جاتی ہی خصوصاً حضرت فاروقؓ سے ایسا واقع ہونا قطعاً مستلزم نسخ ہی اسلئے کہ انکا ورع و تقوی اور اتباع سنت پر دلدادہ ہونا مسلمات سے ہی ۱۲ عہ حنفیہ کے نزدیک سوا وتر کے اور کسی نماز میں قنوت نہیں ہی مگر جب کوئی مصیبت یا سختی کا پیش آئے تو اس کے دفعیہ کیلئے دعا بطور قنوت کے پڑہنا درست ہی زید ابن وہب کا یہ کہنا کہ اکثر پڑہا ہی مراد اس سے اکثر اوقات جہات کے ہیں جیسا کہ منقول ہی ۔ فارس کی لڑائی کے وقت حضرت فاروق کا قنوت پڑہنا لہذا یہ حدیث کسی طرح حنفیہ کو مضر نہیں ۱۲ ۔

وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَمَا رَأَيْتُ اَحَدًا مِنْهُمْ
يَقْنُتُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ مُحْدَثَةٌ ۔

(۲۸) اَبُوبَكْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ عَبْدُ اللهِ
لَوْ اَنَّ النَّاسَ سَلَكُوا وَادِيًا وَشِعْبًا وَ
سَلَكَ عُمَرُ وَادِيًا وَشِعْبًا سَلَكْتُ
وَادِيَ عُمَرَ وَشِعْبَهُ وَلَوْ قَنَتَ
عُمَرُ قَنَتَ عَبْدُ اللهِ ۔

(۲۹) مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
يَقُولُ لَا يَجُوزُ الصَّلٰوةُ اِلَّا بِتَشَهُّدٍ ۔

(۳۰) اَلتِّرْمِذِيُّ وَالْبَغَوِيُّ قَالَ
عُمَرُ الدُّعَاءُ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ
وَالْاَرْضِ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ ۔

(۳۱) اَلشَّافِعِيُّ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ كَتَبَ اَنَّ
اَلْجَمْعَ بَيْنَ صَلٰوتَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ ۔

پیچھے کیا دیکھتا ہو کہ تم نے ان میں سے کسی کو قنوت پڑھتے
تو کہا انھوں نے کہ ای میرے بیٹے نئی بات ہی۔ عہ

ابو شعبی سے کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے اگر چلیں
سب لوگ ایک جنگل یا درے میں اور چلیں
صرف عمر دوسرے جنگل یا درے میں تو چلونگا
میں عمر کے جنگل اور درے میں اگر قنوت پڑھی
ہوتی عمر نے تو قنوت پڑھتا عبد اللہ ۔

امام محمد بن حسن حمید بن عبد الرحمن سے کہا انھوں نے
سنا میں نے عمر بن خطاب کو یہ فرماتے ہوئے کہ نہیں
جائز ہی نماز بے تشہد (التحیات) کے ۔

ترمذی اور بغوی نے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا دعا عہ
کی ہوئی رہتی ہی آسمان و زمین کے بیچ میں یہاں
تک درود پڑھے تو اپنے نبی پر ۔

امام شافعی حضرت عمر سے نقل کرتے ہیں انھوں نے لوگوں کو لکھ بھیجا
تھا کہ دو نمازوں کا ایک ساتھ پڑھنا کبائر ہی۔ عہ

عہ یہ حدیث اور اسکے بعد کی حدیث دلیل قوی ہی اس امر پر کہ حضرت فاروق بلکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے قنوت نہ پڑھتے تھے جیسا کہ مذہب حنفیہ کا ہی۔ ابو مالک اشجعی کا اپنے باپ سے یہ نقل کرنا کہ قنوت نئی بات ہی اور اسیطرح عبد اللہ بن مسعود کا حضرت فاروق کے قنوت پڑھنے سے انکار کرنا بغرض رد کرنے ان لوگوں کے اقوال کے ہی جو ہمیشہ مصیبت اور غیر مصیبت میں قنوت کے قائل ہیں ورنہ مصیبت کے وقت تو حضرت فاروق بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہی حنفیہ کے نزدیک یہی مستحب ہی ۱۲ عہ دعا کا اطلاق نماز پر بھی آیا ہی اسلئے یہ حدیث نماز میں درود کے سنت موکدہ ہونے پر دلالت کرتی ہی اور حدیث سابق تشہد کے واجب ہونے پر ۱۲ عہ یہ حدیث حنفیہ کے موید ہی انکے نزدیک دو نمازوں میں جمع کرنا جائز نہیں سوا مزدلفہ اور عرفہ کی وہ بھی اس سبب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق قطعی منقول ہی ۱۲ ۔

(۳۲) اَلشَّافِعِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَغَيْرِهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ فِی الْعِيْدِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

امام شافعی عبد اللہ ابن عمر وغیرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے عید کے دن خطبے سے پہلے۔

(۳۳) مَالِكٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔

امام مالک یزید بن رومان سے کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیئیس رکعت (تراویح مع وتر) پڑھا کرتے تھے۔

(۳۴) اَبُوْ بَكْرٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَوْتَرَ بِثَلٰثِ رَكَعَاتٍ لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ۔

ابو بکر مکحول سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وتر پڑھتے تھے تین رکعتوں سے کہ نہ فصل کرتے تھے ان تینوں میں سلام سے۔

(۳۵) اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْقَاسِمِ زَعَمُوْا اَنَّ عُمَرَ كَانَ يُوْتِرُ فِی الْاَرْضِ۔

ابو بکر قاسم سے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ وتر پڑھتے تھے زمین میں۔

(۳۶) اَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عُمَرَ قَنَتَ فِی الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔

ابو بکر اسود سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت پڑھی وتر میں رکوع سے پہلے۔ صہ

(۳۷) مَالِكٌ وَالشَّافِعِیُّ اَنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُصَلُّوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاَذَّنَ

امام مالک اور شافعی یہ کہ لوگ عمر بن خطاب رض کے زمانے میں جمعہ کے دن نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ نکلتے عمر اور بیٹھتے منبر پر اور اذان دیتے مؤذن اور لوگ باتیں کرتے

عہ معلوم ہوا کہ تراویح کی بیس رکعت ہیں پس جو لوگ اسکو خلاف سنت سمجھکر آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں نہایت غلطی پر ہیں شاید وہ اپنے آپکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ عالم سنت یا اتباع پر حریص سمجھتے ہیں معاذ اللہ منہ ۱۲ عہ یہی مذہب حنفیہ کا ہے کہ وتر تین رکعت ایک سلام سے ہے امام شافعی وغیرہ اس میں مخالف ہیں ۱۲ عہ اسمیں کا اختلاف ہے کہ وتر کا مثل نوافل کے سواری پر پڑھنا جائز ہے یا مثل فرائض کے سواری سے اتر کر زمین پر پڑھنا چاہیے حنفیہ امر اخیر کے قائل ہیں یہ حدیث اُن کی تائید کرتی ہے ۱۲۔

صہ حنفیہ کا یہی مذہب ہے ۱۲۔

الْمُؤَذِّنُوْنَ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ حَتّٰى إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ وَقَامَ عُمَرُ سَكَتُوْا فَلَمْ يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ۔

ہوتے تھے یہانتک کہ جب چپ ہوجاتے مؤذن اور کھڑے ہوجاتے عمر چپ ہوجاتے لوگ پھر کوئی بات نہ کرتا تھا۔ عہ

(۳۸) أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ عُمَرُ يُكَفَّنُ الرَّجُلُ فِيْ ثَلٰثَةِ أَثْوَابٍ لَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

ابو بکر راشد بن سعد سے کہ فرمایا حضرت عمر نے کفن کیا جائے مرد تین کپڑوں میں حد سے آگے نہ بڑھو اللہ نہیں پسند فرماتا حد سے آگے بڑھنے والوں کو۔ عہ

(۳۹) أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ تُكَفَّنُ الْمَرْأَةُ فِيْ خَمْسَةِ أَثْوَابٍ الدِّرْعُ وَالْخِمَارُ وَالرِّدَاءُ وَالْإِزَارُ وَالْخِرْقَةُ۔

ابو بکر راشد بن سعد سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انھوں نے فرمایا کفن کی جائے عورت پانچ کپڑوں میں کفنی اور دوپٹہ اور چادر اور تہ بند اور سینہ بند۔

(۴۰) الْبَيْهَقِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ أَرْبَعًا وَخَمْسًا فَاجْتَمَعْنَا عَلٰى أَرْبَعٍ۔

بیہقی سعید بن مسیب سے وہ حضرت عمر سے کہ انھوں نے فرمایا بیشک (جنازہ کی نماز میں) یہ سب کچھ ہوا چار (تکبیر) اور پانچ مگر پھر ہمنے اتفاق کرلیا چار (تکبیروں) پر۔

عہ یہی مذہب حنفیہ کا ہے کہ امام جب خطبہ شروع کردے تو پھر نماز پڑھنا چاہئے ۱۲ عہ مقصود یہ ہے کہ تین کپڑوں سے زیادہ کفن نہ دو عمامہ کی کراہت اس سے نکلتی ہے جیسا کہ متقدمین حنفیہ کا مذہب ہے اور وہی محقق ہے ۱۲۔

علم الفقہ جلد دوم تمام شد

استفتا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ جمعے کی شرط مصر یا فناء مصر ہے جسکی مقدار در مختار میں بقول مختار ایک فرسخ لکھی ہے اور آپنے شرح سفر السعادۃ سے نقل کرکے اس قریہ پر بھی جمعہ واجب کیا ہے جو مصر سے اتنی دور ہو کہ آدمی دن ہی دن میں اپنے گھر واپس آسکے۔ جواب ھُوَالْمُوَفِّقُ لِلصَّوَاب وعلیکم السلام۔ جو کچھ علم الفقہ میں لکھا گیا ہے وہی محقق اور احوط اور مختار محققین حنفیہ ہے شاہد اسکی بحر الرائق ہے عبارتہ ہٰکذا واختار فی البدائع ما قالہ بعضہم انہ امکنہ ان یحضر الجمعۃ ویبیت باھلہ من غیر تکلف تجب علیہ الجمعۃ والا فلا وھذا احسن ثم قال صاحب البحر بعد نقل اختلاف الفقہاء فقد اختلف التصحیح والفتوی کما رأیت ولعل الاحوط ما فی البدائع فکان اولی بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۵۲ شرح سفر السعادۃ کا حوالہ خاکسار اسلئے دیا گیا کہ اسمیں یہ مسئلہ بہت صاف تقریر سے لکھا ہے اور اسکے مصنف حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بہت بڑے وسیع النظر اور محققین حنفیہ میں معدود ہیں عبارت ان کی یہ ہے بشرح حدیث۔ واعلموا ان اللہ قد فرض علیکم الجمعۃ مکتوبۃ فی مقامی ھذا فی شہری ھذا فی عامی ھذا الی یوم القیمۃ من وجد الیہ سبیلا۔ جمعہ فرض ست بر ہر کہ راہ یابد بسوئے وے وتواند رسید بوے الی ان قال۔ بدانکہ شرط وجوب جمعہ بعد از وجود مصر یا فناء آن بلوغ وعقل وذکورت وحریت وسلامت عینین ورجلین ست پس جمعہ بر مردان فرض بود نہ بر زنان وبر آزادان نہ بر بندگان وبر مقیمان نہ بر مسافران وبر تندرستان نہ بر بیماران ونہ بر کوران وبر لنگان وہر کہ بعد ادای نماز جمعہ پیش از شب تواند بمنزل خود در رسید در شب گردد جمعہ بروے واجب بود وبہذا قال الامام ابو حنیفہ وہمچنین آمدہ است در حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعۃ علی من آواہ اللیل اخرجہ الترمذی وظاہر مراد از عبارت من وجد الیہ سبیلا ہمین بیان ساختہ ست کہ امکان وصول بجمعہ داشتہ باشد وما آنرا اشارت بجمیع شرائط داشتیم لتعمیا للفائدۃ (شرح سفر السعادۃ مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۲۶۵)

کتبہ احقر عباد اللہ محمد عبد الشکور عفا عنہ مولاہ

صفحہ	مضمون

صفحہ	مضمون